PICTORIAL TOUR ROUND INDIA:

سیرِ ہندوستان

باتصویر

قیصرِ ہند - مہارانی وکٹوریہ - جوبلی ۱۸۸۷ء کے وقت -

کرسچن لٹریچر سوسائٹی کے لیے
پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی
انارکلی - لاہور

بارِ اول

فہرستِ تصاویر

سیرِ ہندوستان

فہرست مضامین سیر ہندوستان

ہر رہ گیا تو بالکل
موڑا سا بیان دیا گیا ہے
ے ورنا قابل فہم رہجاتے
ج ندوہ ے

فہرست مضامین سیر ہندوستان

ہر شہر کا تو بالکل
موڑا سا بیان دیا گیا ہے
ے اور ناقابل فہم رہجاتے

سیر ہندوستان

بالتصاویر

مقدمہ

اِس کتاب سے ہماری یہہ مُراد ہے کہ اہلِ ہند اپنے عزیز مُلک کے حالات سے زیادہ واقف ہوں۔ جاتری لوگ کہی
یوں سے پوِتّر شہروں کی سَیر اور اُنکی نسبت کچھ معلومات حاصل کرتے آئے ہیں پر کچھ عرصے سے ریل کے سبب سفر میں بڑی
ہوگئی ہے۔ تو بھی ایسے لوگ بہت کم ہیں جنہوں نے ہند کے گِرد پورا دَورا کیا ہو۔ بلکہ ایسے بہت ہونگے کہ جنہوں نے
پی پیدائشی جگہ سے قدم بھی باہر نہیں رکھا ہوگا + اِن کے سوا سَب کے لِئے یہہ تصویریں دلچسپی کا باعث ہونگی +
ہم چاہتے ہیں کہ ہندوستان کے گرد ایک خیالی سفر کریں اور مشہور مشہور شہروں کا کچھ کچھ حال بھی لکھتے جائیں۔
قابلِ ذکر چیزوں کا بیان لِکھنے بیٹھیں تو کئی ایک بڑی بڑی جلدیں چاہئیں۔ اِس لِئے کئی ایک مشہور شہر یا تو بالکل
کئے گئے ہیں یا اُن کا مختصر سا بیان ہی لکھا گیا ہے۔ خصوصاً وسط ہند اور دکن کا بہت ہی تھوڑا سا بیان دیا گیا ہے
یک سبب یہہ بھی ہے کہ تصویریں دستیاب نہیں ہوسکیں جن کے بغیر بیانات ادھورے اور ناقابل فہم رہجاتے

ہگلی

دریائے ہگلی

فرضکرو کہ ہم بحر بنگال میں ایک بڑے اگنبوٹ میں جسکا آجکل بڑا رواج ہے - سفر کر رہے ہیں - جب ہگلی کے دہانے پر پہنچیں اور
جہاز کی ایک طرف باہر کو دیکھیں تو پانی جو پہلے بہت نیلا نظر آتا تھا اب ذرا ہلکا سنہری لئے دکھائی دیگا - اسٹیمر ٹھیک راستے پر جانے کے
لئے لائٹ شپ (روشنی کا جہاز) کے پاس جو کنارے سے کچھ فاصلہ پر لنگر ڈالے کھڑا اور کلکتہ سے ۱۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے جاتا ہے
وہاں ناخدا چھوٹی دو پتوال والی کشتیوں کو دریا میں ادھر اُدھر لئے پھرتے ہیں تاکہ لوگوں کو جہازوں پر چڑھائیں + بحری سفر بڑا خطرناک ہے
اور ایسے ملاحوں کی ضرورت ہے جو دریا کے چپہ چپہ سے واقف ہوں - جوں جوں ہم زمین کے نزدیک آتے جائیں - ووں ووں
پانی گدلا سا معلوم دیتا ہے اندازہ کیا گیا ہے کہ جس قدر ریت اور مٹی دریائے گنگا سمندر میں بہا لیجاتا ہے - اُس سے ۵۰۰ بڑے جہاز
ہر روز بھرے جاسکتے ہیں + اِس لئے زمین رفتہ رفتہ جنوب کی طرف آرہی ہے - ایک وقت تھا کہ جہاز کلکتہ سے ۴۰ میل اوپر جایا کرتے
تھے جہاں کہ اب کوئی راستہ نہیں +

اوّل زمین کا ایک ٹکڑہ نظر آتا ہے جو جزیرہ ساگر کی (جو سندربنس کا ایک حصہ ہے) - جنوبی حد ہے + سمندر کے
ساتھہ کے حصہ پر گنجان جنگل اور جھاڑیاں ہیں جس میں پانی کے نالے پریشان صورت بنائے بہتے ہیں + شیر بیشمار ہیں - یہاں کی آ
مستقل نہیں بلکہ لکڑہارے ہی ایندھن وغیرہ لینے کے لئے آیا کرتے ہیں + ہر سال شاہ ساگر کے ۶۰۰۰۰ بیٹیوں کو دوبارہ ؛
کرنے کے لئے آسمان سے گنگا کے اترنے کی یادگار میں گنگا ساگر نام ایک تیوہار منعقد ہوتا اور لوگ اشنان کرتے ہیں
... اپنے چھوٹے بچوں کو گنگا میں پھینککر منت کی غرض سے گھڑیالوں کی نذر کرتی تھیں - لیکن کچھ عرصے سے سرکار انگلشیہ

نے اِس رسم کو قانوناً بند کر دیا ہے ۔

ہگلی کا دہانہ اِتنا فراخ ہے کہ دونوں طرف کے ساحل نظر نہیں آتے لیکن وہ بتدریج تنگ ہوتا جاتا ہے + پہلی عمارت جو ہمارے راستے میں آتی وہ روشنی کا مینار ہے جو جزیرہ ساگر میں واقع ہے + ڈیامانڈ ہاربر دریا کے راستے کلکتہ سے ۴۰ میل اور ریل سے ۳۱ میل ہے - ایسٹ انڈیا کمپنی کے جہازوں کی یہہ لنگر گاہ تھی - اِس سے تھوڑی دُور اوپر بڑھکر جیمس اور میری نام ایک خطرناک تھل ہے - اور یہہ اُس بالو سے بنا ہے جو دریائے دمودر اور روپ نرائن نیچے کو لاتے رہے ہیں - اگر کوئی جہاز تھ کو لگ جائے تو اُسی وقت زبردست موج اُسے اُلٹا دیتی ہے - کبھی کبھی آدھے گھنٹے میں بڑے بڑے جہاز بالکل غائب ہو جاتے ہیں - کئی ایک جہاز اِسی طرح تباہ ہو گئے ہیں +

اگر ہم دریا میں اُوپر کیطرف جائیں تو ہمیں راستے میں کئی دُخانی جہاز اور دوسرے جہاز جو ٹگ نامی دُخانی کشتیوں سے کھینچے جاتے ہیں ملتے ہیں - دیسی کشتیں بھی جن کے پیچھے اونچے اور پتوار بڑے بڑے ہوتے ہیں - بیشمار ہیں - بعض میں بار جہاز بھوسہ ہی ہوتا ہے لیکن کلکتہ کے نزدیک اِنمیں اکثر بار جہاز ہوتی ہیں +

رفتہ رفتہ مُلک زیادہ زرخیز آتا جاتا ہے - درخت - چاول کے کھیت - اور گاؤں جن میں بانس اور کھجور کی بڑی زراعت ہوتی ہے عام پائے جاتے ہیں + جب آخرکار ہم بندرگاہ کے کنارے پر پہنچیں تو ایک غیر مترقبہ عالیشان نظارہ ہمیں نظر آتا ہے - جہازوں کی بڑی لمبی قطاریں اور اُس کی اگلی زمین پر گارڈن ریچ کی عالیشان - بیل بوٹیدار عمارتیں - اُوپر کے کنارے سے بڑے میدانی قلعہ کا اُٹھنا اور اُس سے ورے کلکتہ کی عالیشان رفاہ عام کی عمارتیں گنبذ اور مینار رفتہ رفتہ اپنی خوب صورتی کو ایک بڑی مکمل تصویروں کے مرقع میں کھولتے اور ظاہر کرتے ہیں + مسافر سچ مچ یہہ معلوم کرتا ہے کہ میں محلوں کے شہر میں آرہا ہوں +

کلکتہ

تاریخ - ہندوستان کا دارالسلطنت کلکتہ ہگلی کے مشرقی کنارے پر سمندر سے اَسّی میل کے فاصلہ پر واقع ہے - کلکتہ کی وجہ تسمیہ کالی گھاٹ ہے جو جنوبی حصہ میں کالی کا ایک مندر ہے + ۱۶۸۶ء میں انگریزی سوداگر مقیمی ہگلی جو کلکتہ سے ۲۳ میل شمال کی طرف ہے - اپنے پریزیڈنٹ جوب چارناک کے زیر فرمان ستانتی میں جو کلکتہ کا شمالی حصہ ہے - چلے آئے اُنکی نئی بستی دریا کے کنارے کنارے کالی کٹ اور گوبندپور تک پھیل گئی +

۱۶۹۶ء میں اوّل قلعہ فورٹ ولیم انگریز بادشاہِ وقت کے نام پر تعمیر ہوا - ۱۷۰۰ء میں تین گاؤں شاہنشاہ اورنگ زیب کے بیٹے شہزادہ عظیم سے حسب ضابطہ خریدے گئے +

۱۷۰۷ء میں کلکتہ ایک الگ احاطہ مقرر کیا گیا - اب تک یہہ مدراس کے ماتحت تھا + ۱۷۴۲ء میں دیسی باشندوں نے اِن کے خوف سے شہر کی حفاظت کے لئے خندق کھودنے کی اجازت حاصل کی - ۱۷۵۶ء میں نواب بنگال سراج الدولہ نے کلکتہ

کلکتہ
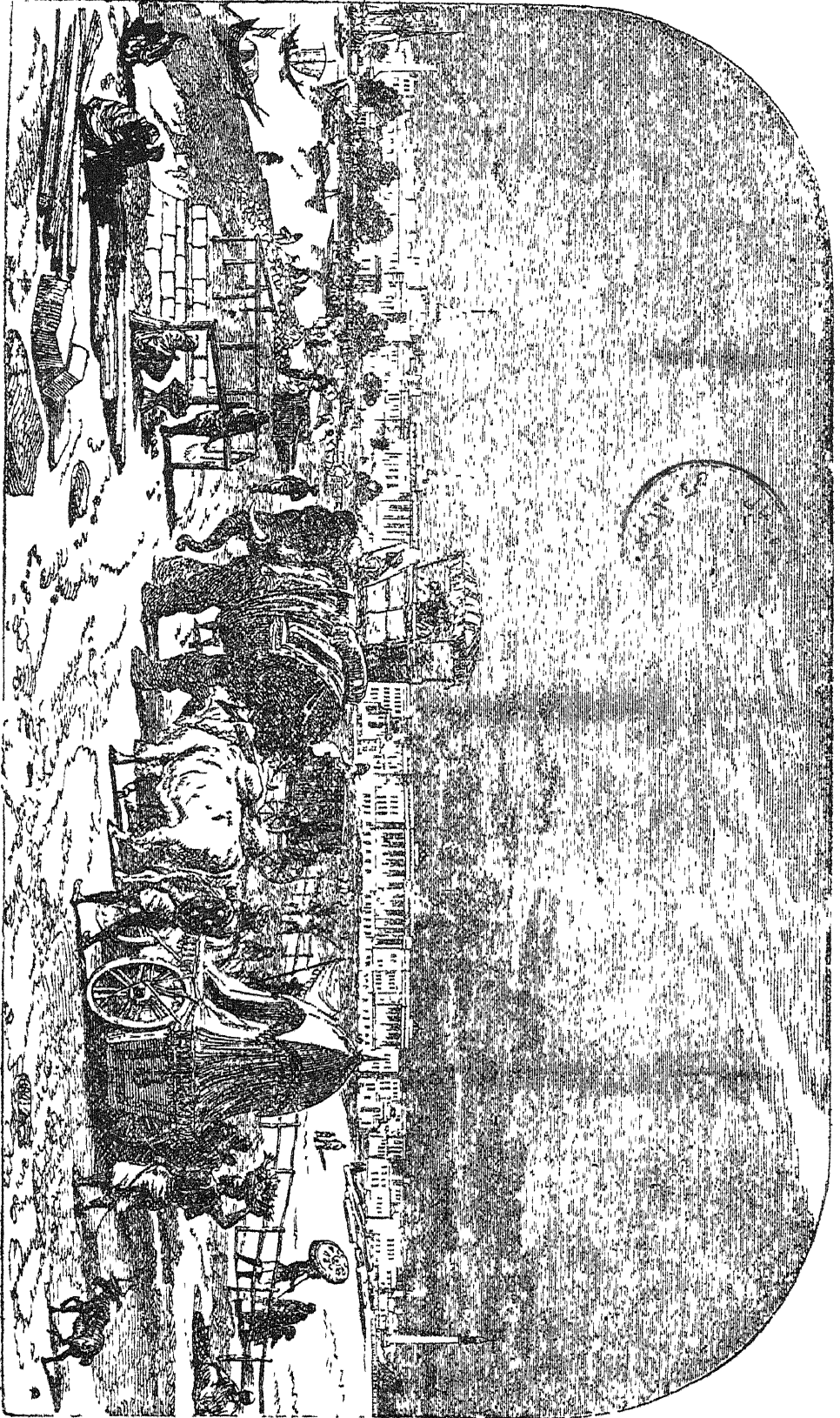
پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا - اور ۱۴۶ - انگریز قیدیوں کو (بلیک ہول) میں بند کیا جن میں سے صبح کو صرف ۲۳ زندہ نکلے - اگلے سال کلائیو نے پھر واپس لے لیا اور پلاسی کی لڑائی سے انگریز سارے بنگال کے حاکم بن گئے - موجودہ فورٹ ولیم جسکو کلائیو نے شروع کیا تھا ۱۷۷۳ء میں بنکر تیار ہو گیا - اسی سال وارن ہیسٹنگز برٹش انڈیا کا گورنر جنرل مقرر ہوا اور کلکتہ دار الخلافہ بنایا گیا - اُسدن سے شہر کی تاریخ میں نمایاں ترقی ہوتی چلی آئی ہے - دو صدیوں کے اندر ہی اندر تین مشرقی گاؤں کچی جھونپڑیوں کے بڑے بھاری اور دولتمند شہر بن گئے ہیں *

آبادی - ۱۹۰۱ء میں کلکتہ میونسپلٹی کی آبادی ۸۴۰۱۲۰ باشندے تھے - ہگلی میں جو دریا کے اس طرف اور کلکتہ سے کشتیوں کے پل سے ملا ہوا ہے - ۱۳۰۰۰۰ باشندے ہیں *

کلکتہ کی دن کی آبادی رات کی آبادی سے زیادہ ہے - کیونکہ بہت لوگ صبح کو کام کے لئے شہر میں آتے اور شام کو واپس چلے جاتے ہیں *

قابل دید چیزیں - اب کلکتہ کے چند خاص خاص نظاروں کا مختصر بیان کیا جاتا ہے - گارڈن ریچ واقع حصہ جنوبی میں مرحوم شاہ اودھ کا محل ہے جو بالکل مشرقی طرز پر بنا ہوا ہے - شمال کی طرف دریا کے کنارے ایک بڑا میدان پھیلا ہوا ہے - اس میں کئی ایک سڑکیں اور عوام الناس کے لئے ایک باغ ہے - میدان کے مغربی حصہ کے وسط میں قلعہ واقع ہے اور مشرقی طرف چورنگی سٹرٹ ہے اس سڑک پر عمدہ عمدہ عمارتوں کی ایک قطار پائی جاتی ہے - جنوب میں بشپ ولسن صاحب کا تعمیر کردہ کتھیڈرال (شاہی گرجا) ہے - جانب وسط عجائب گھر ہے جس میں پرانی چیزوں - چارپایوں اور پرندوں وغیرہ کا دلچسپ مجموعہ ہے + گورنمنٹ ہاؤس جس کی لارڈ ولزلی نے بنا ڈالی تھی ایک بڑی عالیشان عمارت میدان کے شمال میں واقع ہے + اس کے نزدیک ہی ٹاؤن حال اور ہائی کورٹ ہیں - میدان کے شمال میں دریا کے کنارے کے ساتھ ساتھ ایک بڑی کشادہ سڑک سٹرینڈ ہے اس کی مغربی طرف مال گھر اور مشرقی پر سوداگروں کے دفتر وغیرہ کی عمارات ہیں + ایک کشادہ سڑک جس کی دونوں طرف بڑی عالیشان دکانیں ہیں - ٹینک سکیئر کو جاتی ہے جس کے عین مقابل میں ڈاکخانہ اور دیگر دفتر ہیں + شمال میں چیتپور سڑک ہے یہہ سڑک تنگ ہے مگر کلکتہ بھر میں اس سے زیادہ آباد راستہ اور کوئی نہیں - یہہ شہر کے دیسی حصے سے گذرتی ہے - عمارتوں کی نچلی منزلوں میں اکثر دکانیں ہیں + مشرق کیطرف اس کے متوازی ایک بڑی لمبی کشادہ سڑک ہے اس کے جنوبی حصے کا نام کالج اسٹریٹ اور شمالی کا کارنوالس اسٹریٹ ہے اس کے متعلق دو مربع قطعہ زمین بھی انہیں ناموں سے موسوم ہے جو تعلیمی مدارس اور عمدہ ہسپتال کے سبب مشہور ہیں + اور پرے مشرق کی طرف سرکلر روڈ ایک اور کشادہ سڑک ہے *

جنوبی حصہ چورنگی میں جہاں یورپین آباد ہیں - سڑکیں اکثر کشادہ اور سیدھی ہیں - اور شہر کے شمالی حصے کی سڑکیں اور بازار تنگ اور ٹیڑھے ہیں - کلکتہ میں یورپین آبادیوں کے بعد ہر ایک جگہ بستیاں یعنی کچی جھونپڑیوں کے مجموعے پائے جاتے ہیں + اس
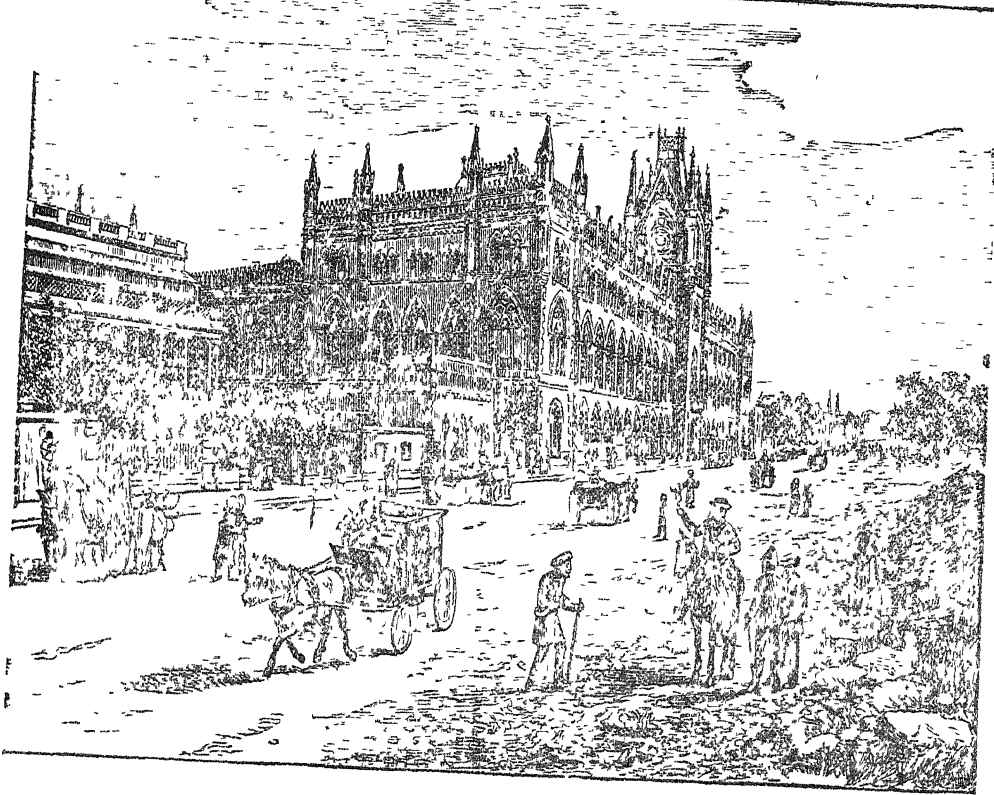
ہائی کورٹ

لوگوں کو یہہ طعن کرنے کا موقعہ مل گیا ہے کہ کلکتہ سامنے سے تو محلوں کا شہر ہے مگر پیچھے سے سوروں کا باڑا ہے +

پچھلے چند سالوں میں کلکتہ نے حیرت افزا ترقی کی ہے ولنگٹن سکیئر پہلے ایک گندی خلیج ہوتی تھی کریکرو اس امر کی شہادت دیتی ہے - ۱۸۶۶ء میں ایک جنگل جس میں دلدل - وحشی درندے اور لٹیرے بکثرت تھے - مندر کالی گھاٹ اور کالی کٹ کے مابین تھا + اب اس جنگل کی جگہ چورنگھی اور تھیٹر روڈ واقع ہیں - جس کھلے میدان میں کہ کتھیڈرل کھڑا ہے ایک جنگل ہوتا تھا اور اس میں وارن ہیسٹنگز شیر کا شکار کیا کرتا تھا - سال بھر میں تین مہینوں تک یہہ میدان دلدل بنا رہتا تھا - واٹر ورکس (پانی کے نلوں) سے شہر کو بہت فائدہ پہنچا ہے - بندرگاہ بنانے کی تجویز درپیش ہے - کئی ایک عالیشان عمارتیں تعمیر کیگئی ہیں +

سڑکیں + کلکتہ سے ایک سو میل کے اندر اندر کہیں بھی پتھر نہیں ملتے جن سے سڑکوں کی مرمت کی جائے - بنگال کے دیگر حصوں کی طرح جلی ہوئی اینٹیں یا ان کے ٹکڑے اکثر مستعمل ہوتے ہیں - فقط چند خاص سڑکوں ہی پر پتھر کی کٹائی کی گئی ہے +

سواریں - کلکتے کی بعض سڑکوں پر ٹریموے (گھوڑے کی ریل) چلتی ہے - تیسرے درجے کی گاڑیاں کرایہ پر بکثرت ملتی ہیں - یہ ناقص قسم کی ہوتی اور دو گھوڑوں سے کھینچی جاتی ہیں + بہتر قسم کی اور گاڑیاں بھی پائی جاتی ہیں شام کے وقت میدان میں عمدہ عمدہ گھوڑے گاڑیوں کا خوب نظارہ ہوتا ہے +

تجارت ۔ ہندوستان کی قریب ایک تہائی تجارت کلکتہ سے گذرتی ہے ۔ خاص کر آمد کی چیزیں :- اشیا، روئی
دھاتیں ۔ مشینیں (کلیں) نمک اور شراب ہیں + برآمد :- افیون ۔ چاول ۔ سن ۔ تل وغیرہ ۔ نیل چمڑہ ۔ چار ۔ ریشم اور شورا ۔
غیر ملک ۔ سے تجارت کی سالانہ قیمت ۱۵۷ کروڑ روپیہ ہے +

تعلیم ۔ ہندوستان میں انگریزی تعلیم پہلے بنگال ہی میں شروع ہوئی چنانچہ کلکتہ ابھی تک اپنے کالجوں کی تعداد اور عمدگی کے لئے ایک
مشہور نمونہ ہے + مرحوم ڈاکٹر ڈف نے تعلیم میں گویا ایک روح پھونکدی + گورنمنٹ اور مشنری کالجوں کے علاوہ بہت سے اعلےٰ درجے
کے مدارس بھی ہیں جن میں یونیورسٹی ڈگریوں کے لئے تیاری کرائی جاتی ہے +

بعض حالتوں میں نتائج بالکل مایوسی بخش ہوئے ہیں ۔ کلکتے کے ایک مشہور عالم ڈاکٹر مہندر لال سرکار نے کچھ عرصہ
ہوا ایک عام جلسے میں ذیل کے خیالات ظاہر کئے :-

ایک صدی کی انگریزی تعلیم ۔ سچی تعلیم کے پہلے پھل یعنی تہذیب اخلاق کے حاصل کرنے میں قاصر و ناکامیاب رہی ہے
میں یہہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ اُسے اُس تلقین و تہذیب کے جو ہندو سیرت کا ایک پیارا و واجب التقلید خاصہ تھا ۔ تباہ کرنے میں
البتہ کامیابی ہوئی ہے + آپنے ہمارے درمیان ایک ایسی تحریک معکوس معلوم کی ہوگی جسکی نسبت مجھے ڈر ہے کہ وہ کہیں ہندو
قوم کی ترقی میں مخل اور سد راہ نہ ٹھہرے + اس سے میرا مطلب یہہ ہے کہ بت پرستی اور توہمات کیطرف جو دنیا کے اس حصہ
میں ایک سیاہ دھبہ ہے ۔ لوگ پھر رجوع کر رہے ہیں + عام لوگ رشیوں کے ادھورے لفظوں اور دھندلے خیالوں کو صداقت
کی منزلت دیتے ہیں + کسی آدمی کو اجازت نہیں کہ اُن کی رائے سے اختلاف ظاہر کرے اگرچہ وہ خود آپس میں مختلف الرائے ہوں
یا موجودہ سائینس (علوم) سے کتنا ہی اختلاف ظاہر کیوں نہ کریں + اور ہم ان اُلٹی باتوں پر یقین کریں ۔ تو موجودہ علوم کے لئے یہہ اتنا
ہی بدتر ہے جتنا وہ رشیوں کی ظاہری بیہودہ گوئی کے مطابق اپنے اصولوں کو درست نہ بنائے + (از اخبار ایپیفنی ۵ نومبر ۱۸۹۶ء)

جیسا کہ آگے دکھایا جائیگا ۔ یہی کیفیت کم و بیش ہندوستان کے دوسرے حصوں میں بھی پائی جاتی ہے +

ایک افسوسناک واقعہ ۔ اور ظاہراً یہہ کلکتہ ہی کا خاصہ ہے ۔ کہ بنگالی تھیٹروں میں کنچنیاں ایکٹرس (تماشہ کرنیوالی)
مقرر کی جاتی ہیں ۔ ان کے ظاہر ناز و ادا دیکھکر لوگ انہیں رنج کی تقریبوں پر بھی بلاتے اور اُس سے برے نتیجے لاحق ہوتے ہیں +
یہہ امر تسلی بخش ہے کہ کالجوں کے گرد نواح سے چکلے کوٹھیاں ہٹانے کی کوشش ہو رہی ہے +

یہہ اُمید کی جاتی ہے کہ "نوجوان بنگال" اچھی عمر کا ہوکر عقل و دانش سیکھے گا اور اپنی اس غلطی کا معترف ہوگا کہ جھوٹے
اعتقادوں اور نقصان دہ رسموں کی حمایت صرف اسی خیال سے کرنی کہ قومی ہیں جھوٹی حب الوطنی ہے + ساٹھ سال ہوئے کہ کلکتہ
کے مذہبی رسومات کے پابند ہندوؤں نے بڑا زور مارا کہ ان کی مائیں بیوہ ہوئے پر زندہ جلائی اور "کباب" کی جائیں ۔ غور کرنے
سے ظاہر ہوگا کہ ایسی ہی اور رسموں کے چھوڑنے سے بھی فائدہ ہی فائدہ متصور ہے +

کلکتے کے نوجوانوں میں جو جو باتیں اچھی ہیں انہیں بڑھانے اور قابل اعتراض باتوں کی اصلاح کرنے میں بڑی سرگرم

کوشش کرنی چاہیئے - گھر والوں کی عمدہ تربیت کی بڑی ضرورت ہے - تعلیم میں اخلاقی اور مذہبی روح پھونکدینی چاہیئے + دیسی اخباروںکی بدزبانی اصلاح طلب ہے +

بنگالی مذہبی مصلح - زمانہ حال کے مشہور ہندوستانی ریفارمر بنگال میں پیدا ہوئے ہیں راجہ موہن رائے نے اپنے اہل وطنوں کو بت پرستی سے چھڑانے کی بہت کوشش کی اور جو کام اُسنے شروع کیا وہ بغیر کسی روک ٹوک کے آج تک جاری ہے + بابو کیشب چندر سین نے کئی برسوں تک صرف سادہ خدا پرستی کی منادی کی لیکن پیچھے خراب صحت اور قوائے دماغی کی کمزوری کی حالت میں "خداوند" اور "ہندوستان کی ماں" کے نام سے ہونے کا دعوی کیا اور "نیو ڈسپنسیشن" (نیا انکشاف) ایک وہ کلہ عقیدہ گھڑا - اُسکی موت کے وقت سے جو ۱۸۸۴ء میں واقع ہوئی - سماج کو اندرونی جھگڑوں اور نا اتفاقی کی وجہہ سے بڑا نقصان پہنچا ہے + سدھارن برہمو سماج جو ۱۸۷۹ء میں اسی برہمو سماج سے نکلی بالکل تھی ایسٹک (خدا پرست ہے)، اِس کے اخبار دی انڈین میسنجر کی اخلاقی طرز بیان بڑی اعلے درجے کی ہے +

برہمو اپنے بعض ممبروں کی بے عمل باتوں اور تفرقوں کی بابت بہت شکائت کرتے ہیں + محض تھی ازم (خدا پرستی) کسی ملک یا قوم کا مذہب کبھی قائم نہیں رہا - اِس نئے مذہب کی پائداری قابل تسکین نہیں - تو بھی وہ ہندومت کی اصلاح شدہ صورت ہے -

کالی گھاٹ گنگا کے قدیمی تہ کے کنارے واقع ہے + روائت ہے کہ شِوا اپنی بیوی کالی کی لاش ساری دنیا میں لئے پھرا - حتی کہ وشن نے اپنے چکر سے اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے اور ۵۲ جگہیں جہانکہ یہہ اعضا گرے - جاترہ کی پوتر جگہیں ہوگئیں - کہتے ہیں کہ اُس کی ایک اُنگلی اِس جگہ پڑی - تین صدیاں گذرتی ہیں کہ یہہ مندر تعمیر کیا گیا - اُن برہمنوں کی اولاد جن کے سپرد کاروبار کئے گئے تھے اور جنہوں نے ہلدر کا خطاب اختیار کیا ہے - اِس مندر کی موجودہ مالک ہے + خاص مذہبی تیوہار درگا پوجا کے دوسرے دن ہوتا اور ہزاروں ہی جاتری یاں آتے ہیں + دیوی کا چہرہ سیاہ - چہرہ ہولناک اور ڈراونا خون سے بھرا ہوا - سانپوں سے لپٹا ہوا - کھوپریوں کا ہار گلے میں - اپنے خاوند کی لاش پر ناچتی تمام باتوں میں بجائے دیوی کے ایک

کالی

ڈائن سے زیادہ مشابہ ہے - ایک ضرب المثل ہے کہ یا تھا دیوتا تا تھا بھگتا جیسا دیوتا ویسا ہی عابد - ایسی چیز پر بھلا غور فکر کرنے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے ؟

کلکتہ بنگال کا ایک بڑا شہر ہے۔ اُس صوبہ کا جس میں یہہ واقع ہے مختصر بیان کیا جائیگا۔ ساتھہ کے صوبوں کا حال بھی جن سے ناظرین کو دلچسپی ہوگی مختصراً بیان ہوگا۔ اِس کتاب میں یہی طریق برتا گیا ہے۔ مگر اِن سب امور پر حصہ دیہی یو کے ضمن میں عام طور پر رائے زنی کی جائیگی +

جنوبی صوبجات بنگال

لفٹنٹ گورنر بنگال کی زیر حراست چار صوبے ہیں۔ بنگال۔ اُڑیسہ۔ بہار۔ اور چھوٹا ناگپور۔ ہندوستان کے یہہ صوبے سب سے زیادہ زرخیز اور آباد حصہ کہلاتے ہیں۔ اِن کا رقبہ قریباً ۱۵۰۰۰۰ مربع میل۔ یا اگر دیسی ریاستوں کو بھی شامل کیا جائے تو ۲۰۰۰۰۰ مربع میل ہے۔ یہہ ہندوستان کا اندازاً نواں حصہ ہے۔ آبادی تقریباً ۷ کروڑ ہے۔ ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ حال لکھا جاتا ہے +

بنگال

تمام اضلاع جو بحر بنگال کے شمالی ساحل اور ہمالیہ کے دامن کے درمیان واقع ہیں۔ بنگال میں شمار کئے جاتے ہیں + اِس ملک میں چاولوں کے کھیت بکثرت پائے جاتے ہیں۔ یہہ گنگا اور برہم پترا سے جو سمندر میں پہنچنے تک ہاتھ کی طرح مختلف شاخوں میں منقسم ہوتے۔ سیراب کئے جاتے ہیں + رقبہ قریباً ۵۰۰۰۰ مربع میل یا دوسرے لفظوں میں ہندوستان کا بیسواں حصہ ہے +

بنگالی تقریباً ۴ کروڑ ہیں۔ گویا ہندوستان کے چھ آدمیوں میں ایک بنگالی ہے + گرم ملک میں چانولوں پر گذران کرنے کے باعث جسمانی طور پر وہ ہندوستان بھر میں سب سے کمزور قوم ہیں۔ لیکن وہ بڑے محنتی ہوتے اور ذہنی قوت میں بڑے اعلےٰ درجے کی ذہانت رکھتے ہیں۔ اِن کے لباس کی ایک خاصیت یہہ ہے کہ وہ برہنہ سر رہتے ہیں +

زبان بنگالی آرین یا شمالی خاندان سے متعلق ہے + اِس میں سنسکرت الفاظ بکثرت پائے جاتے ہیں + حروف ناگری سے لیا گیا ہے لیکن بہ نسبت اِسکے جلدی لکھا جاتا ہے۔ حرف و بہت پایا جاتا ہے۔ مثلاً منو۔ مونو بولا جاتا ہے۔ محمدی بہت سے اُردو اور عربی کے الفاظ ملا دیتے ہیں اور اُن کی زبان مسلمان بنگالی کہلاتی ہے +

دُرگا یا کالی کی پرستش جو بڑی سخت ہندو دیوی ہے خصوصاً بنگال ہی میں ہوتی ہے + گنگا کی بڑی تعظیم و تکریم کیجاتی ہے۔ چیتنیا کے جسے لوگ کرشن کا اوتار مانتے ہیں بہت پیرو اور مرید ہیں + قریباً آدھی آبادی محمدیوں کی ہے +

زمانہ سلف میں مقامی راجا بنگال پر حکمران تھے گوہ اور ندیا دو بڑے شہر تھے + ۱۲۰۳ء میں محمدیوں نے لکھشمن سین شکست فاش دیکر ندیا کے بجائے گوہ دارالسلطنت مقرر کیا تب سے یہہ ملک اپنی آزادی و خود مختاری حاصل نہیں کر سکا اور مرشد آباد کچھ دنوں بعد محمدیوں کے دارالخلافے مقرر ہوئے +

سنہ ۱۷۶۵ء میں شاہ عالم نے انگریزوں کو جنوبی صوبجات کی دیوانی یعنی محاصل جمع کرنے کا حق عطا فرمایا۔ بنگال کا پہلا لفٹنٹ گورنر سنہ ۱۸۵۴ء میں مقرر ہوا۔ پہلے جنوبی صوبجات گورنر جنرل ہی کے زیر حکم ہوا کرتے تھے۔ چندرنگر۔ فرانس والوں کی ایک چھوٹی سی بستی ہگلی کے مغربی کنارے پر کلکتہ سے ۲۲ میل شمال کیطرف واقع ہے۔ فرانس نے سنہ ۱۶۷۳ء میں اس پر پہلی بار قبضہ کیا۔ انگریزوں نے کئی دفعہ اسے فتح کیا لیکن صلح کے وقت پھر واپس کر دیتے رہے ❖

چندرنگر

مشرقی بنگال
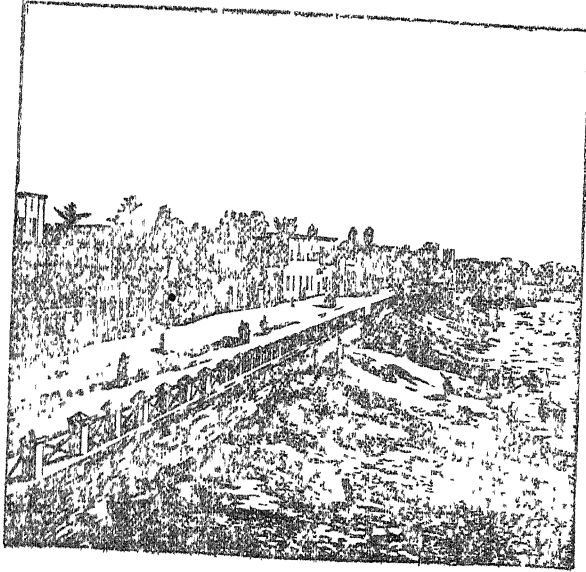
کلکتے کے مشرق میں بنگال کا ایک بڑا حصہ گنگا اور برہم پترا کی شاخوں سے گھرا ہوا ہے جب برسات آتی اور اس کے ابنہ دریاؤں میں رو آتی تو ملک کا بڑا حصہ جھیل بنجایا کرتا اور پانی کی سطح سے چند فٹ یا انچیں نیچے پانی میں ڈوبا رہتا ہے۔ اس طرف گاؤں جابجا پائے جاتے ہیں۔ جو نالابوں یا خلیجوں کی تہ سے مٹی نکالکر سطح زمین سے کچھ اونچے کیے گئے ہیں۔ ان گاؤں میں بڑی گنجان جھونپڑیاں پائی جاتی ہیں۔ کوکونٹ۔ تاڑ۔ سپاری اور کیلوں کی بہت زراعت ہوتی ہے ❖

باشندے جو بچپن ہی سے دو عنصری زندگی گزارنے کے عادی ہوتے ہیں۔ بڑی آسانی سے چھوٹے ڈونگوں میں جو درختوں کے دھڑ سے کاٹے جاتے اور جن میں معمولی شہری کھڑا بھی نہیں ہو سکتا گذارہ کرتے ہیں۔ بعض خلیجیں ایک گز سے زیادہ لمبی نہیں ہوتیں۔ جب کھیت پانی سے بھرے ہوتے تو لوگ ان میں چاول بوتے اور فصل پر بڑی پیداوار کاٹتے ہیں۔ ان خلیجوں میں مچھلیاں بکثرت ہوتی اور یوں خوراک کی بڑی مقدار بہم پہنچاتی ہیں ❖

رو کے وقت تمام خط و کتابت کشتیوں کے ذریعہ ہوتی ہے لوگ اپنے کاموں پر اور لڑکے مدرسوں کو انہیں میں چڑھ کر جاتے ہیں پانی کے اترنے یا کم ہونے پر کچھ دنوں تک آمد و رفت بالکل بند ہو جاتی ہے کیونکہ بوجہ مٹی کے کشتی چل نہیں سکتی اور زمین ایسی نرم ہوتی کہ لوگ اسپر پاؤں بھی نہیں رکھ سکتے۔ بنگال کے اکثر لوگ دیہاتوں ہی میں رہتے ہیں۔ بڑے شہر بہت کم ہیں۔ مشرقی بنگال میں بڑا شہر ڈھاکہ ہے جو گنگا اور برہم پترا کے ملنے کی جگہ پر واقع ہے۔ بارہویں صدی میں یہی ڈھاکہ محمدی دار الخلافہ تھا اور آبادی بڑی تھی۔ یہاں کی پارچہ ململ مشہور تھی۔ بعض ململ ایسی نفیس ہوتی کہ اسے "بنی ھوئی ھوا" یا "بہتی پانی" سے تشبیہہ دیا کرتے تھے۔ اگرچہ یہہ دیکھنے میں خوبصورت لیکن پہننے کے ذرا بھی قابل نہ ہوتی۔ کیونکہ اس سے آدمی کا سارا بدن نظر آتا تھا ان کی آبادی بہت سے گھٹ گئی تھی لیکن آجکل پھر بہت ترقی کر رہی ہے۔ باعتبار آبادی ڈھاکہ۔ ہوڑے سے دوسرے درجے پر
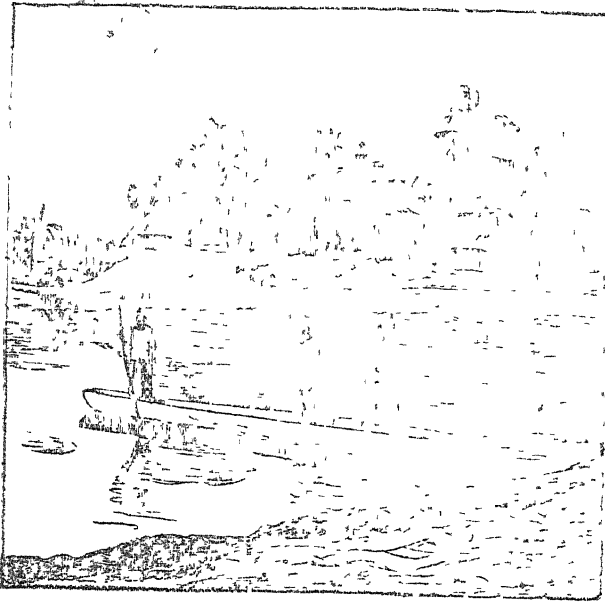
ستارہویں صدی میں سمندر کے ڈاکوؤں نے بنگال کے ساحلی اضلاع کو بہت نقصان پہنچایا وہ دریا کے راستے آئے اور گاؤں کو جلا کر باشندوں کو یا قتل کر گئے یا غلام بنا کے لیگئے +

بنگالی جھونپڑیں اور ڈونگی

آسام

۱۸۷۴ء میں یہہ ضلع جنوبی صوبجات سے علیحدہ کر کے ایک چیف کمشنر کے زیر کیا گیا۔ بعد میں سلہٹ بھی اس میں شامل کیا گیا۔ چونکہ یہہ مشرقی بنگال کے ساتھ ہی واقع ہے۔ ہم اس کا کچھ ذکر کرتے ہیں +

آسام ایک لمبی وادی پر جو دریائے برہم پتر سے سیراب کیجاتی مشتمل ہے + پہلے یہہ ہندو سلطنت کامروپ کا ایک حصہ تھی۔ محلوں کے کھنڈرات اور تراشیدہ پتھر کے مندر صوبے بھر میں پھیلے ہوئے ہیں + محمدیوں نے بارہویں صدی میں مغرب سے حملہ کر کے انہیں تباہ کیا۔ پھر ایک وحشی قوم کوچ جو ہند کے اصلی باشندوں سے ہے شمال سے آن پڑی۔ پھر اہمن نے مشرق سے آنکر انہیں تباہ کیا۔ پھر اہل برہما ان کا ستیاناس کر رہے تھے کہ انہوں نے انگریزوں کی مداخلت کرنے کے لئے منت وساجت کی + پچھلی صدی میں آسام کے کئی حصے غیر آباد کیے گئے اور ان صوبوں اور مشرقی بنگال میں سرحدی اضلاع کی ۳۰۰۰۰ مربع میل زرخیز زمین غیر مزروعہ رہگئی + پہلے جنگ برہما کے بعد ۱۸۲۴ء میں انگریزوں نے آسام ملحق کر لیا + قریب پچیس سالوں تک وحشی جانور مارنے کے لئے زمین کی کل آمدنی سے بڑھکر انعام دیا گیا +

رقبہ ۴۶۰۰۰ مربع میل یا بنگال کی وسعت سے دگنا ہے لیکن آبادی صرف ۵۵۰۰۰۰۰ ہے +

چاول خاص شئے زراعت ہے۔ ہند میں چاء کی کاشتکاری پہلے آسام ہی میں کی گئی۔ خاصی پہاڑیوں پر شلونگ اب بڑا شہر ہے۔ چراپونجی میں جو پہلا بڑا شہر تھا۔ دنیا بھر میں سب سے زیادہ بارش ہوتی ہے۔ اگر سال بھر کے مینہہ کا پانی بہہ نہ جائے تو ۴۳ فٹ گہری جھیل بنجائے +

آسامی زبان بنگالی سے ایسی ملتی جلتی ہے کہ بعض اسے بنگالی ہی کا حصہ خیال کرتے ہیں +

آسام کے جنوب میں ناگا، جینتیا، خاصی اور گیرو پہاڑیاں جنگلوں سے پر ہیں ان میں وحشی قومیں آباد ہیں جو شکل وصورت میں چینیوں سے بہت مشابہ ہیں۔ خاصی پہاڑیوں کے جنوب میں سلہٹ بنگالیوں سے آباد ہے یہاں کے رنگترے مشہور ہیں سلہٹ کے مشرق کچار میں چاء کی کھیتیاں بکثرت ہیں +

اُڑیسہ

یہہ صوبہ ساحل کے ساتھہ بنگال کے جنوب مغرب میں - دریائے سوبن ریکھا کے دہانے پر چلکا جھیل سے کچھہ ورے واقع ہے + رقبہ ۲۴۰۰۰ مربع میل - بنگال کے رقبے کی ایک تہائی ہے لیکن آبادی صرف پچاس لاکھ - اندرونی حصہ میں اکثر پہاڑیاں ہیں جو جنگلوں اور وحشی جانوروں سے پر ہیں +

یہہ نام اُدیدا یسا - (اودرا) اس کے ملک سے لیا گیا ہے قدیم زمانہ میں اسکا نام اُتکالا تھا - ۱۷۵۱ء میں یہہ مرہٹوں کو دیا گیا - جن سے سرکار انگلشیہ نے ۱۸۰۳ء میں لے لیا +

اُدیا جو ساحل پر آباد ہیں - ایسی زبان بولتے ہیں جو بنگالی سے بہت ملتی جلتی ہے - لوہے کی قلم سے کھجور کے پتوں پر ٹیڑھے حرف بڑی آسانی سے لکھے جاتے ہیں - زبانوں کے شمالی خاندان میں سے فقط اُدیا ہی ہے جس نے اوپر لی سطروں کی منحنی طرز اختیار کی ہے +

ان صوبوں کے بارے میں بڑی غفلت کی گئی ہے بعض جگہوں میں گاڑی ایک ایسی ہی عجیب اور نئی چیز خیال کی جاتی ہے جیسے غبارا - لوگ عموماً نادان بے رحم - اور وہمی ہوتے لیکن رفتہ رفتہ ترقی ہو رہی ہے + بہت سے اُدیا لوگ کلکتہ میں نوکر ہیں + اصلی پہاڑی قومیں اور ہی زبان بولتی اور بڑی نامہذب بے ادب ہوتی ہیں - کھونڈ (ہائی لینڈرز) زمین کے آگے انسانی قربانی چڑھایا کرتے تھے اور انکا عقیدہ تھا کہ اگر ایسا نہ کریں تو ان کی فصلیں تباہ ہو جائیں +

ساحل - شمال میں بالاسور - مرکز میں کٹک اور جنوب میں پوری کے ضلعوں میں منقسم ہے پہاڑی ضلعے جو کل صوبہ کی دو تہائی ہیں - باج گزار سرداروں کی زیر حکومت ہیں +

اڑیسہ پوری کے مندر جگناتھہ کے سبب بہت مشہور ہے + سَر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر اِس مندر میں جاتریوں کا دلچسپ تذکرہ یوں بیان کرتے ہیں +

جگناتھہ کا نام ہی ہندوستان کے ہزاروں صوبوں میں سے سچ دھرمیوں کو پوری کی ریتوں میں کھینچ لاتا ہے + ہندوؤں کی قومی خصلت کا یہہ ایک ضروری خاصہ ہے کہ وہ مندروں کے بڑے جاندادہ شائق ہیں + سال کے ہر مہینے دن رات بیراگیوں کے گروہوں کے گروہ پوری پہنچتے اور اڑیسہ کی سڑک پر تین سو میل تک ہر ایک گاؤں مسافروں کے لئے پڑاؤ ہوتا ہے +

تہواروں کی تقریب پر جاتریوں کا اتنا ہجوم ہوتا ہے کہ کندھے سے کندھا چھلتا اور کپڑے لتے ہوئے جاتے ہیں + پوری کی شاہ راہ پر کبھی ایک میل تک جاتریوں کی ایک بڑی قطار نظر آتی - وہ بڑے باقاعدہ ہر ایک جماعت اپنے گرو کے ہمراہ چلتی - کم از کم ۵/۶ اور اکثر ۹/۱۰ عورتیں ہوتی ہیں - پھر کمزور نازک عورتوں کا قافلہ سفید ململ کی پوشاک پہنے آہستہ آہستہ افسوسناک حالت بنائے چلا

جا رہا ہے - یہہ جنوبی بنگال کے جاتریوں کی پہچان ہے - اور پھر ایک خندہ پیشانی سُرخ یا نیلی چمکیلی پوشاک پہنے آگے بڑھ رہا ہے اور اُن کے پیچھے ہوئے ناکوں میں بڑی بڑی نتھ اُن کے چہرے رنگ سے گُدے ہوئے ہاتھوں میں غلیظ کپڑے میں - یہہ شمالی ہندوستان کی کسان عورتوں کی پہچان ہے ✣

سنیاسی سے بچانوے یا پیادہ سفر کرتے اِس بھیڑ میں مختلف قسم کے بیراگی ہوتے ہیں - بعضوں نے اپنے بدن پر راکھ ملی ہوتی ہے اور بعض بالکل برہنہ ہی - بعضوں کے زردی لیے بال ہیں مگر سب کی پیشانیوں پر سُرخ یا سفید ٹیکے لگائے ہوتے گلوں میں منکوں کی مالائیں ہاتھوں میں بڑے بڑے سونٹے ہوا کرتے ہیں ✣

کہیں کہیں بند گاڑیاں جن میں شمالی ہند کے مضبوط یا بنگال کے کمزور بیل مالک کی حیثیت کے موافق جُتے ہوئے - لکڑی کے پہیوں پر ڈگمگاتی اور لڑکھڑاتی گذرتی ہیں شمالی صوبجات کی گاڑیوں میں گویا مسلمانی حکومت کے نشان اَبتک پائے جاتے ہیں یعنی وہ خوب پردہ دار ہوتی ہیں - برخلاف اِسکے بنگالی خاوند اپنی بیوی کی بہت خاطر تواضع کرتا ہے اور گاڑی میں سوراخ نکالکر جن سے عورت کی سیاہ آنکھیں متواتر یہہ دیکھتی رہتی ہیں سفر کو ہلکا اور خوشنما بناتا ہے - کہیں حضرتِ دہلی کے کسی گاؤں کی عورت رنگین پائجامہ پہنے ٹٹو پر سوار آرہی ہے جسکا فرمانبردار خاوند چُپ چاپ اُسکے ساتھ ساتھ چلا جا رہا ہے اور اُن کے پیچھے پیچھے ایک خادمہ گنگاجل اور میلے کپڑے لیے ہمرکاب ہے - کسی جا پالکیوں کی ایک قطار جن میں ایک صراف اپنے کنبے کی عورتوں کو لیے گذر رہا ہے - مَیں نے ایک دفعہ چالیس پالکیاں دیکھیں جنہیں ۳۲۰ آدمی اُٹھائے ہوئے تھے - پچاس قلیوں نے اسباب اُٹھایا ہوا تھا اور رات کی خاموشی میں اُن کی جے جے کی آواز دُور دُور تک پہنچتی تھی - لیکن سب سے عمدہ نظارہ ایک راجا تھا جو ہاتھی گھوڑوں اونٹوں اور سواروں کے قافلے سمیت چلا جا رہا تھا - وہ آپ پالکی میں بڑا مایوس سا بیٹھا اور اُس کے پیچھے ناقابلِ بیان گھبراہٹ اور شور تھا ✣
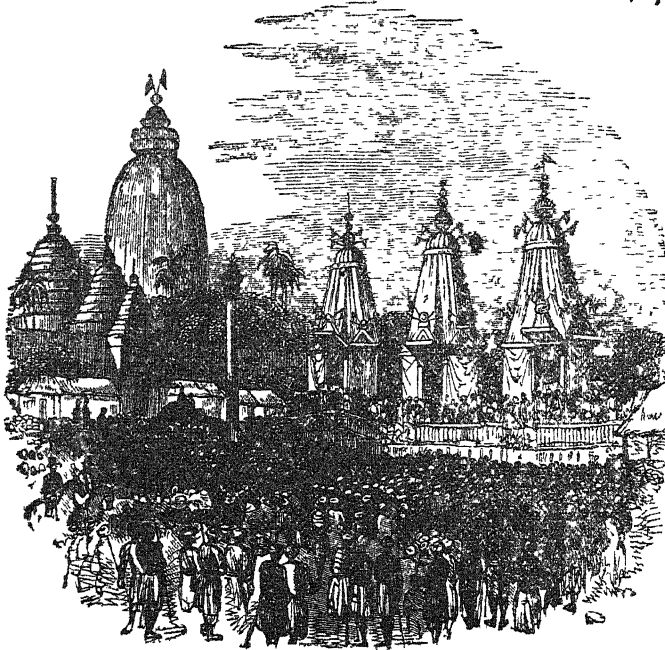
بیماری اور موت جاتریوں کو بہت ستاتے ہیں اُن کے ٹھہرنے کے مکان اور خوراک بہت ناقص قسم کی ہوتی - پوجاری اِن کے یہہ ذہن نشین کر دیتے ہیں کہ پوتر شہر میں روٹی بنانا بہت معیوب اور ناشائستہ ہے - اور یوں مندر کے لنگرخانے میں سب کا کھانا تیار ہوتا ہے - اُبلے ہوئے چاول جاتریوں کو کھلائے جاتے ہیں اور مٹروں - دال - مکھن - چینی اور چاولوں سے طرح طرح کی مٹھائیاں بنائی جاتی ہیں - کھانے کا نرخ معقول معلوم ہوتا ہے ایک آنے کے چاولوں سے

پوری کا میلا

مندر بھنا ویسور - اڑیسہ
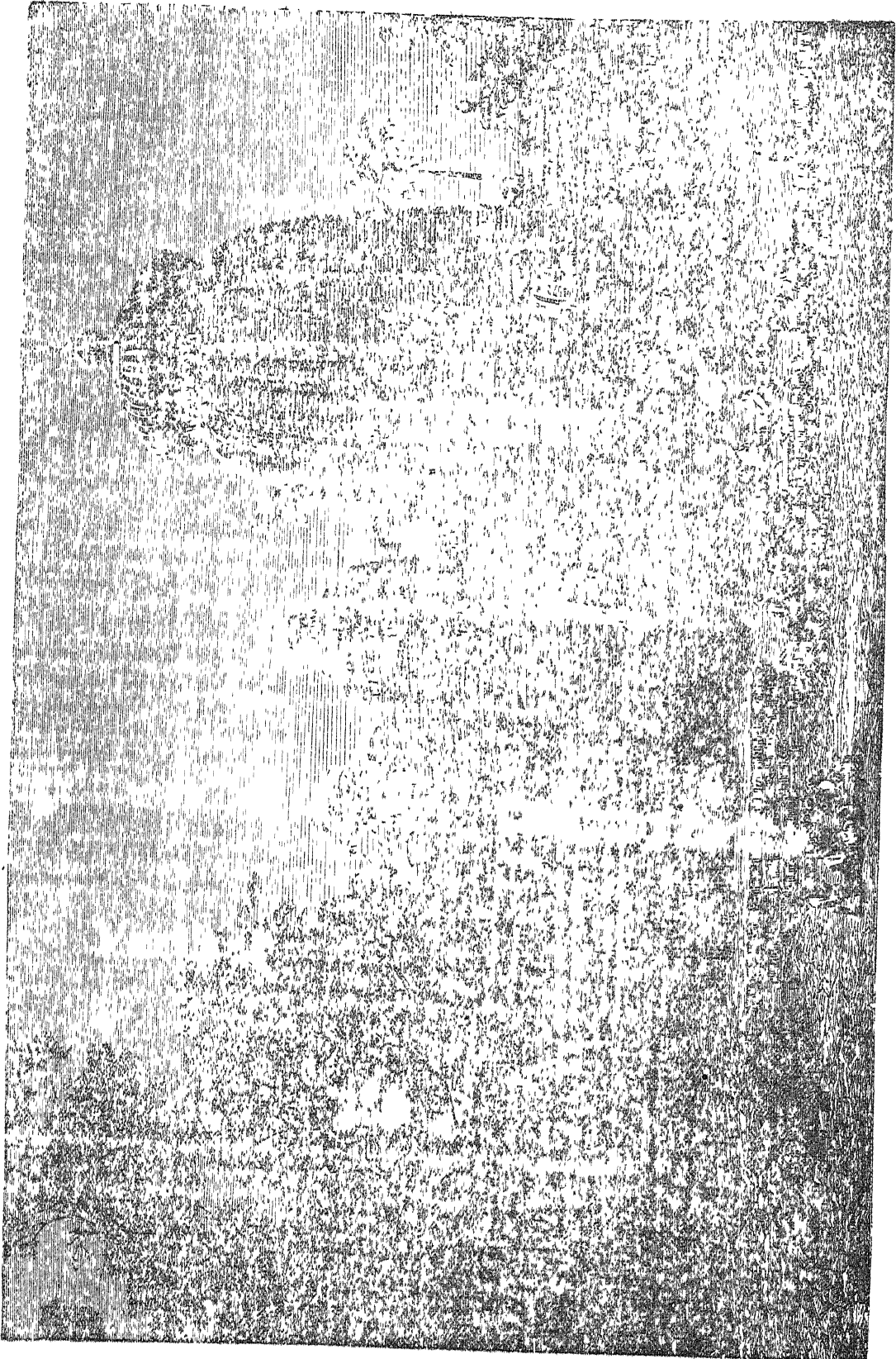
دو شخص بخوبی سیر ہو سکتے ہیں لیکن تیوہاروں کی تقریب پر خریداروں کی بہتائت کے سبب نرخ بڑھایا جاتا ہے - بیچنے کے پیشتر یہہ
خوراک باہر کے کمرے میں جگنناتھ کے سامنے پیش کی جاتی گویا اِس طرح متبرک ہو جاتی ہے - جب یہہ خوراک تازہ ہو تو بالکل مُضر
نہیں اگرچہ جاتری اکثر شکایت کیا کرتے ہیں کہ یہہ اچھی طرح سے پکائی نہیں جاتی - یہہ ایسی متبرک خیال کی جاتی ہے کہ اُس کا ذرہ
بھی پھینکا نہیں جاتا - اِس کی زیادہ مقدار ایسی حالت میں بیچی جاتی ہے کہ تندرست آدمی کے لیئے بھی مُضر ہوتی ہے اور تھکے ماندے
جاتریوں کے لیئے جو پیچش یا قبضی وغیرہ کی شکائت لیئے آتے ہیں زہر کا حکم رکھتی ہے - ماہ جنوری میں ہندوستان کا ایک
سینیٹری کمشنر جس نے چوبیس گھنٹے کے بعد امتحان کیا یوں لکھتا ہے کہ چاول کی تمام مٹھائیوں میں سڑاند شروع ہو گئی تھی
اور اڑتالیس گھنٹوں کے بعد فاسد اور زہریلے مادے کا ایک ڈھیر بن گیا اور اِنسانی استعمال کے ذرہ بھی قابل نہ رہا - لیکن
جاتریوں اور تمام فقیروں کی جو جھنڈ کے جھنڈ جمع ہوتے ہیں یہی خوراک بنتی ہے - سڑاند کی حالت میں بھی آخری ذرّے تک کوئی نہ
کوئی شخص اِسے ضرور کھاتا ہے +

ایک ہی خوراک جو اڑتالیس گھنٹوں کے اندر اندر سڑنے نہیں پاتی وہ مٹھائی ہے - لیکن چونکہ جاتری اُسے اپنے دور و
دراز گھروں میں لے جاتے ہیں اُسے بھی سڑنے کے لیئے کافی مہلت مِل جاتی ہے + ڈاکٹر موائٹ بیان کرتا ہے کہ یہہ
مِٹھائی مُردہ مکھیوں بدبودار مکھن میلی چینی کا گویا ایک مرکب ہے + میں نے کئی ایک طرح کی بہتر مٹھائیاں دیکھی ہیں جنکا نتیجہ اِس
کے سوا ہرگز نہ نکل سکا کہ اِس سے بڑھکر اِنسان کے لیئے نقصان دینے والی کوئی چیز وہاں موجود نہیں ہوتی + جن بیماریوں
میں کہ جاتری لوگ مبتلا ہوتے ہیں اُن کا بڑا سبب صرف بُری خوراک ہی ہے + پوری کی گہری سطح اور ریتلی پہاڑیوں کی وجہہ
سے قدرتی پانی کا نکاس سمندر کیطرف کو رُک جاتا ہے اور یوں شہر کی صفائی بہت خراب ہو جاتی ہے + ہر ایک مکان ۴ فٹ اونچے
مٹی کے چبوترے پر واقع ہے + چبوترے کے مرکز میں ایک نالی ہے جس میں گھر کی ساری غلاظت آتی اور سیاہ بدبودار نرم مٹی کی
شکل میں ہو کر کوچے میں بہہ جاتی ہے + چبوترہ بھی رفتہ رفتہ اُس وبائی کیچڑ سے تر اور سیراب ہو جاتا ہے - کئی مکانوں میں - اِس زینی
چبوترے کے درمیان پنچانے کی گہری موری ہوتی ہے اور گھر والے ہمیشہ اُس موت مجسّم بہتے چشمے کے ارد گرد کھاتے پیتے اور سوتے
جاگتے ہیں + جن لوگوں کو کہ صرف کرہ معتدل کے شہروں کی کثافت ہی کا تجربہ ہوا ہے - اِن کے خیال میں بھی یہہ بات نہیں
آسکتی کہ گرم ملکوں میں جہاں گرمی ۸۵° سے ۱۰۵° درجے تک ہوتی ہو - اِن موریوں سے کیسی بدبو نکلتی ہوگی - اور اِن ہواؤں
کے لیئے بھی جو اِن سے دن رات اُٹھتی رہتی ہیں - باہر نکلنے کی کوئی راہ نہیں + عموماً گھروں میں ایک دوسرے کے اندر دو دو
تین تین کوٹھریاں ہوتی ہیں اور اُن میں نہ تو کوئی کھڑکیاں نہ ہوا کے آنیکا کوئی اور راستہ ہی ہوتا ہے +

خراب پانی کی وجہہ سے بھی جاتری لوگ بہت تکلیف اُٹھاتے ہیں - پوری کے تمام تالاب بڑے متبرک خیال کیئے جاتے
ہیں - لیکن وہ سب کے سب نہائت ہی ناپاک اور بودار ہیں + جاتریوں کا یہہ فرض ہوتا ہے کہ اُن تمام تالابوں کا پانی پیئیں -
تِس پر طرّہ یہہ رسم ہے کہ پینے سے پیشتر پانی کو گدلا کریں +

کیونکہ جگنناتھ بت کے ابتدائی حالات کے بارے میں یہہ ایک روایت ہے کہ جب کرشن مارا گیا تو اُسکی ہڈیاں کسی درخت تلے پڑی رہیں حتی کہ کسی پرہیزگار شخص نے اُنہیں صندوق میں رکھا - ایک راجا اندرادھما کو ہدایت ہوئی کہ ایک بُت بنائے اور اُس میں یہہ ہڈیاں رکھے - راجا نے وسواکرما سے پرارتھنا کی کہ بُت بنانے میں میری مدد کر + دیوتاؤں کے میر عمارت نے اِس شرط پر وعدہ کیا کہ میرے کام میں خلل اور دست اندازی نہ ہو + اگرچہ بادشاہ نے اِس شرط کو منظور کیا تو بھی ۱۵ دِن کے بعد راجا وسواکرما کو کام کرتے دیکھنے گیا اور دیکھتا کیا ہے کہ بدشکل بُت ہاتھ پانوں بغیر وہاں پڑا ہے + اِس بت کے ساتھ ہی اُس کے بھائی کرشن اور بہن سُبھادرا کے بُت بھی اکثر پائے جاتے ہیں + مندر میں بہت ناشائستہ اور شرمناک حالت کی سنگ تراشی کا کام پایا جاتا ہے +

پانڈوں کی ایک جماعت ہے جو جاتریوں کو لوٹتے اور مُلک کے چاروں طرف جا کر لوگوں کو ترغیب دلاتے کہ پُری کا جو سورگ دوارا یعنی آسمان کا دروازہ ہے - آ کر تیرتھ کرو + لوگوں کا خیال ہے کہ پُری کے اِردگرد کی زمین میں سونا ہے اگرچہ کل جگ کے سبب وہ ایک عام مٹی ہو گیا ہے - زیادہ تر عورتیں ہی تیرتھ پر جاتی ہیں - اور بعض اوقات یہہ اپنے مرد رشتہ داروں کی خلاف مرضی اِن جاتریوں کے لٹیروں کے پیچھے ہو لیتی ہیں + سیکڑوں راستے ہی میں مُلک عدم کو سدھارتے ہیں - عام سڑکوں کے کنارے اِن کی ہڈیاں پائی جاتی ہیں +

پکوم ۱۲ اسود - کنارک

کئی صدیوں تک پوری - بدھ لوگوں کا ایک خاص جائے تیرتھ رہا - بدھ کے ایک خیالی دانت کی پرستش کی جاتی تھی کچھ عرصہ بعد یہہ سیلون بھیجا گیا اور کانڈی کے مندر میں رکھا گیا +

پوری سے اُنیس میل کے فاصلہ پر کنارک کا تباہ شدہ مندر ہے + یہہ سورج کی پرستش کے لئے مخصوص کیا گیا تھا - اڑیسہ کے نوشتوں کے بموجب قریباً ۶۰۰ سال ہوئے کہ یہہ تعمیر کیا گیا تھا - جسکی دیواروں پر اکثر شرمناک تصویریں بنائی گئی ہیں + یہہ مندر بالکل سمندر کے کنارے پر واقع ہے - گویا اُن جہازوں کی رہنمائی کے لئے جو ساحل کے

دارجیلنگ سے کوہ ایورسٹ - ہمالیہ - کا نظارہ

قریب قریب گذرتے ہیں نشان کا کام دیتا ہے۔

دارجیلنگ

گنگا میں سفر کرنے سے پیشتر غیر مناسب نہ ہوگا کہ ذرا دارجلنگ کا چکر بھی لگائیں جو کلکتہ کے نزدیک صحت اور عمدہ آب و ہوا کے لئے ایک مشہور جگہ ہے۔ بنگال کے لفٹنٹ گورنر سال کا ایک حصہ یہیں گذارتے ہیں۔ اب یہہ مقام ایک ریلوے شاخ کے ذریعے جو ۳۶۴ میل لمبی ہے۔ کلکتہ کے ساتھہ ملایا گیا ہے۔

مسافر اول گنگا جاتے ہیں وان سے کشتی کے ذریعہ عبور کرتے۔ پھر ریل میں بیٹھکر سلیگری جو دامن کوہ میں واقع ہے۔ پہنچتے ہیں۔ ہمالیہ کی تہ کے ساتھہ ساتھہ ایک دلدلی ٹکڑہ ترائی نامی واقع ہے۔ جو جنگل ہی جنگل اور بخار کا گھر ہے۔ لیڈی کیننگ کو ایک رات ترائی میں سونے سے ایسا بخار ہوا کہ جس سے وہ جان بحق ہوگئی۔ لیکن ریل کے پل کے ذریعہ جلدی یاسے گذر سکتے ہیں۔ چونکہ دارجلنگ کی چڑھائی بڑی اونچی ہے۔ اس لئے گھاٹ کے نیچے سے ریلوے کی ایک ہلکی اور تنگ سڑک بنائی گئی ہے۔

لارڈ ولیم بنٹنگ نے ۱۸۳۵ء میں دارجلنگ راجہ سکم سے خریدی۔ پھر اس میں اور جگہیں بڑھائی گئیں۔ یاں کے باشندے عموماً ہند کی اصلی وحشی قومیں ہیں۔ یاں پر اور اور شہروں کے ہندو بھی آبسے ہیں۔ پہاڑی قوموں کے چہرے چینیوں کی طرح چپٹے ہیں۔

ضلع کے جنوبی حصے میں اکثر چاول کی پیداوار ہوتی ہے۔ چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں میں عموماً جوار۔ باجرا۔ گندم اور آلو پیدا ہوتے ہیں دارجیلنگ میں چاء کی کاشت انگریزوں کے زیر اہتمام ہوا کرتی ہے۔ پہلا چار کا باغ ۱۸۵۶ء میں لگایا گیا ۱۸۷۰ء میں ۱۲۱ کھلے باغیچے تھے جن میں ۴۲۰۰۰ مزدور زیادہ تر نیپالی کام کیا کرتے تھے۔ ۱۸۶۲ء میں سرکاری طور پر سنکونا کی کاشتکاری شروع کیگئی۔ کونین جو بخار کے لئے ایک بڑی مجرب دوائی ہے۔ اسی درخت کے چھلکوں سے بنائی جاتی ہے۔ اب اسکی کاشت عام ہوتی ہے دارجیلنگ اپنے عمدہ نظارے کے باعث مشہور عالم ہے اگرچہ بارش اور دھند کے سبب نظارہ بھی کچھ کچھ دھندلا سا ہوجاتا ہے لیکن تو بھی ایک فرحت افزا نظارہ ہے۔ ہمالیہ کے بیان لکھتے وقت گردنواح کے مشہور پہاڑوں کی کیفیت بھی لکھی جائیگی۔ پچھلی تصویر کوہ اورسٹ کی ہے یہہ سب سے اونچی چوٹی ہے۔ دامن میں چندھیاتی برف کی رالیں ہیں جو قدرتی جھاڑ فانوس کا نمونہ نظر آتی ہیں متوازی پہاڑونکا خوشنما سلسلہ بیچ میں آجاتا ہے۔ جن میں عمود وادیاں واقع ہیں۔

نیپال

دارجیلنگ کے مغرب میں نیپال ایک بڑی خود مختار دیسی ریاست ہے۔ اس کی شمالی حد تبت اور جنوبی برٹش علاقہ ہے۔ یہہ قریب ۴۶۰ میل لمبی اور ۱۵۰ چوڑی ہے۔ رقبہ قریباً ۵۴۰۰۰ مربع میل اور آبادی بیس لاکھ۔
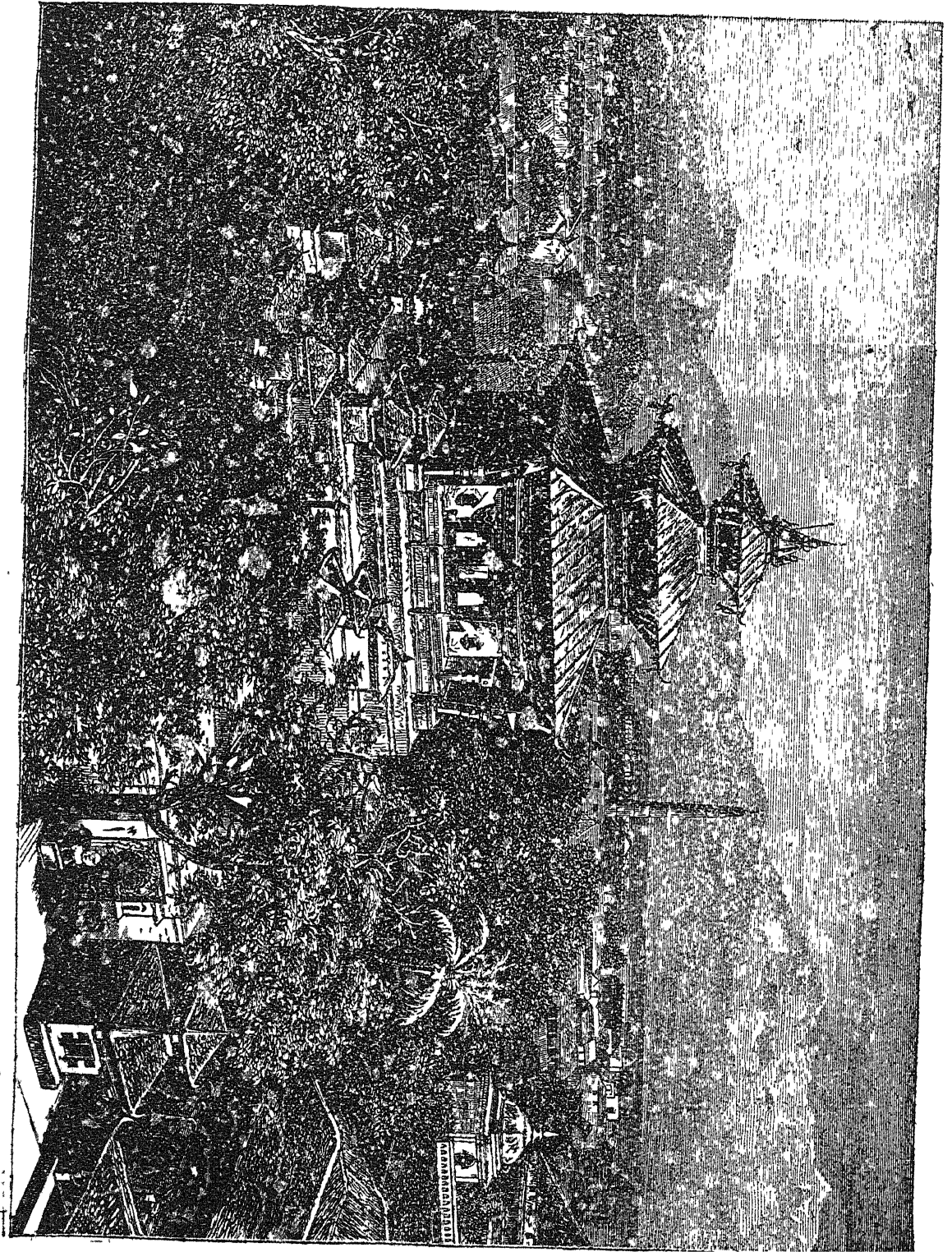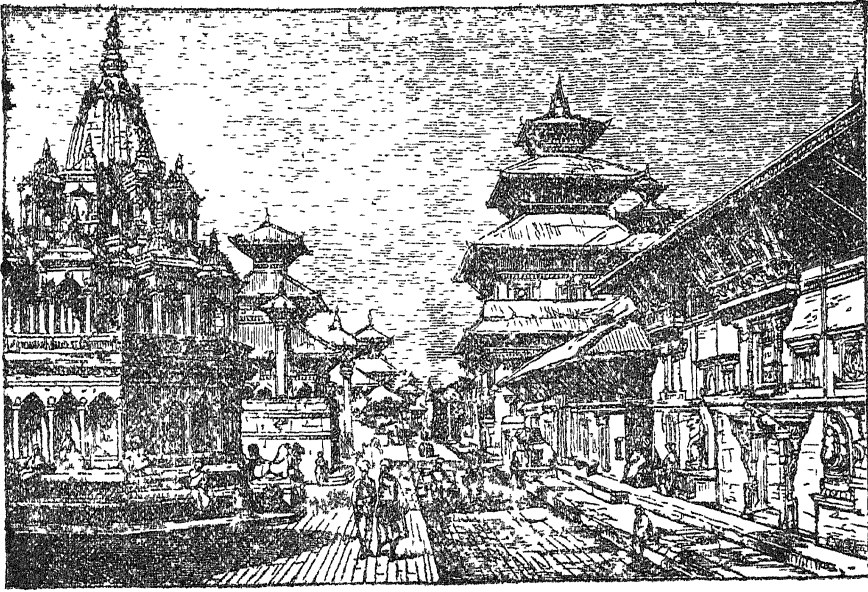
کھٹمنڈو

کھٹمنڈو کی ایک سڑک

یہہ ملک پہاڑی ہے۔ دنیا بھر میں بلند چوٹی اسی میں ہے تمام شمالی سرحد دائمی برف کی بلندی تک اونچی ہے اس سے نیچے تنگ وادیں میدان بنگال سے ۳۰۰۰ سے ۶۰۰۰ فٹ بلند ہیں ٭

یاں کے باشندے اکثر تاتاری یا چینی نسل ہیں اور ہندوؤں سے شکل۔ اطوار۔ مذہب بلکہ کسی بات میں بھی مشابہت نہیں رکھتے۔ اب واں گورکھوں کی حکومت ہے جو چھوٹے قد کے بڑے بہادر سپاہی ہوتے ہیں۔ ہند کی سپاہ میں بہت سی گورکھوں کی پلٹنیں بھرتی ہیں ٭

کھٹمنڈو دارالخلافہ نیپال سمندر سے ۴۰۰۰ فٹ بلند ہے۔ اس کی آبادی قریب پچاس ہزار کے ہے۔ مہاراجہ کا محل ٹھیک شہر کے بیچوں بیچ واقع ہے۔ اس کا ایک حصہ بڑا پرانا ہے۔ یہہ پگوڈا طرز پر تعمیر اور عجیب وغریب سنگ تراشیوں سے سجا ہوا ہے۔ اس شہر میں بہت سے مندر ہیں۔ جو اکثر لکڑی کی ساخت کے دو منزلہ سہ منزلہ سنہری روپہلی بیل بوٹوں سے سجے سجائے ہوتے ہیں + بعض چھتوں پر پیتل یا تانبے کا ملمع چڑھایا جاتا ہے اور مختلف منزلوں کی اولتیوں کے ساتھ بہت سی چھوٹی چھوٹی گھنٹیاں لٹکائی جاتی ہیں جو ہوا کے صدموں سے بجتی رہتی ہیں۔ اور کئی طرح کے مندر پتھروں سے بھی بنائے جاتے جن میں گنبد اور ستون بڑے بڑے مضبوط ہوتے ہیں ٭

کھٹمنڈو۔ کی سڑکیں بڑی ہی تنگ ہیں اور شہر کی صفائی کا کچھ نہ پوچھو ٭

کھٹمنڈو کی ایک سڑک

محل سے ۲۰۰ گز کے فاصلہ پر کوٹ نامی ایک عالیشان عمارت ہے جو سنہ ۱۸۴۶ء میں وزرا امرا کے قتل گاہ ہونے کی وجہ

سے مشہور ہے۔ ملکہ اپنے وزیر کے قتل کا قصاص لینا چاہتی تھی فوج کے کمانڈر (جنگ بہادر) نے اِس کام کا بیڑا اُٹھایا امرا و شرفا قلعہ میں بلائے گئے۔ جنگ بہادر اچانک ایک فوج کا دستہ ہمراہ لئے اُن میں آموجود ہوا اور اِس مکان میں قتل عام شروع ہو گیا۔ آخر کار جنگ بہادر وزیر اعظم مقرر کیا گیا اور جیتے دم تک حکمران رہا۔ پچھلے دنوں میں بھی ایسے قتل اور جرم واقع ہوتے رہے۔

بُدھ مت نیپال کا مذہب ہے۔ یہہ ملک مندروں سے پر ہے۔ پجاریوں کا نام لاما ہے۔ "اوم منی پدمی ھم اوم۔ کنول میں جواہر ہیں" کا دُہرانا بڑا متبرک خیال کیا جاتا ہے۔ ایسی تدبیریں اور وسیلے سوچے گئے ہیں کہ بغیر کسی قسم کی تکلیف کے یہہ فائدہ حاصل ہو جائے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ تختیوں پر ان الفاظ کو لکھکر۔ اُنہیں گھمانا گویا اُن کو دُہرانا ہے بعض پہیوں پر دعائیں لکھی ہوتی ہیں اور لوگ اُنہیں ہاتھ یا رسّی سے گھماتے ہیں۔ بعض چلتے پانی کے زور سے ہمیشہ چلتے رہتے ہیں۔ وہاں جھنڈے بھی جن پر یہہ مقدس رکن لکھے ہوتے نصب کئے جاتے ہیں جب کبھی جھنڈا ہوا سے ہلتا تو وہ مقدس لفظوں کا ایک بار دُہرانا تصور کیا جاتا ہے۔ دعا مانگنے کی چکیاں جو ہوا سے چلتی ہیں ایک نئی ایجاد ہے *

سچّی دعا دل کی خواہش ہے۔ اِس کے سوا اور سب کچھ نکما اور بیہودہ ہے۔ اِسلئے چاہیے کہ دعائیں سچّے زندہ خدا کے حضور مانگیں جائیں اور نہ بتوں کے سامنے جو کان رکھتے ہیں پر سنتے نہیں *

دعا مانگنے کی چکیاں
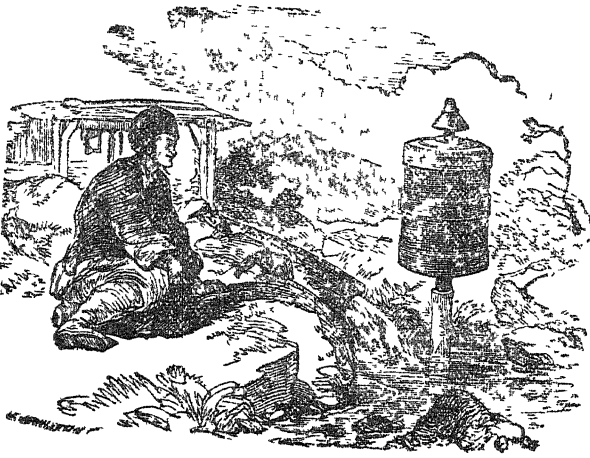
کلکتہ سے گنگا کے اوپر کی طرف

اگرچہ اوپر کے ملک جانے کے لئے ریل کا سفر بڑا جلد اور با آرام ہے تو بھی ہم دریائی سفر اختیار کرتے ہیں۔ کیونکہ دریا کے کناروں ہی پر قابل دید جگہیں ہیں *

پہلے پہل فقط گنگا ہی کے ذریعے خط و کتابت ہوتی تھی مختلف قد و قامت کی کشتیاں ہؤا کرتی تھیں۔ امیروں کی کشتیوں میں عمدہ عمدہ کمرے ہوتے تھے۔ اکثر کشتی بان ساحل کے ساتھ ساتھ چل کے کشتی کو پانی کے مخالف سمت کھینچا کرتے تھے۔ جب ہوا موافق ہوتی تو بادبان استعمال کئے جاتے تھے *

گنگا میں اوپر کی طرف جاتے ہوئے ہم دہنے ہاتھ بیرکپور سے گذرتے ہیں جو ایک فوجی مقام اور جہاں گورنر جنرل کا ایک دیہاتی مکان بھی ہے اُسکے سامنے ہی سیرامپور ہے۔ پہلے یہہ ڈینش کی بستی تھا۔ یہہ جگہ پادری صاحبان کیری مارشمین اور وارڈ جیسے خدا پرستوں اور جان نثاروں کی محنتوں اور کاموں کا ایک مشہور منظر ہے۔ اِس کے بائیں طرف ذرا اوپر بڑھکر فرانسیسی بستی چندرنگر واقع ہے۔ اِسکے پرے ہگلی ہے۔ یہہ پہلی جگہ ہے جو بنگال میں انگریزوں

کے قبضے میں آئی - سنہ ۱۶۴۰ء میں ایک فرمان کے رُو سے ایک کارخانہ جاری کیا گیا - ڈاکٹر باؤٹن کے علاج سے شاہنشاہ دہلی کی چہیتی لڑکی جو ایک خطرناک بیماری میں مُبتلا تھی صحت یاب ہُوئی - اِس صلہ میں اُسے یہہ فرمان ملا ✤

نَدیا پر بھاگیرتی اور جالنگی کے جو گنگا کی خاص نہر پدما سے دو شاخیں نکلتی ہیں باہم مِلنے سے دریا ہگلی اپنا نام پاتا ہے ✤ نَدیا مُدت تک سنسکرت سکولوں کے لِئے مشہور رہا - لیکن اَب واں انگریزی کا عام رواج ہو گیا ہے کیونکہ یہی آجکل زیادہ مُفید اور کارآمد خیال کی جاتی ہے - پلاسی کی مشہور لڑائی نَدیا کے پاس واقع ہوئی لیکن اَب جنگ کی جگہ پر دریائے بھاگیرتھی بہتا ہے - دریائے بھاگیرتھی اپنا بہاؤ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے اور اِسلئے ریتلے کنارے جو بحری سفر میں بڑی رکاوٹ پیدا کرتے ہیں ہمیشہ بنتے رہتے ہیں ✤

نَدیا کے شمال میں بھاگیرتھی کے مغربی کنارے پر مُرشد آباد واقع ہے - سنہ ۱۷۰۴ء میں دیوان مرشد قلی خان نے اِس شہر کو گورنمنٹ کا صدر مقام مقرر کیا اور اپنے نام پر اِس کا نام مرشد آباد رکھا - نواب ناظم جنکا بڑا عالیشان محل اِسی شہر میں ہے - وہ ابھی تک یہیں رہتے ہیں ✤

بہار

ضلع مُرشد آباد چھوڑنے کے بعد ہم بہار میں جو جنوبی صوبجات بنگال کا ایک مغربی حصہ ہے - داخل ہوتے ہیں ✤

بہار ایک وسیع اور زرخیز صوبہ ہے - دریائے گنگا اِسے قریباً پورے پورے دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے - یہہ بنگال کی وسعت سے قریباً آدھا ہے لیکن یاں کی آبادی دگنی سے بھی کچھ زیادہ ہی ہے ایک مربع میل میں ۵۰۰ باشندے ہیں - ہندوستان کا یہہ سب سے زیادہ گنجان آبادی والا حصہ ہے ✤

جنوب مشرق کے سوا باقی ملک عموماً چپٹا ہے - آب و ہوا خشک ہے - شورا بڑا بنایا جاتا ہے - چاول - گیہوں اور جَو کی خاص پیداوار ہوتی ہے - افیون کی بھی بڑی کاشت کی جاتی ہے - ہندی اور اُردو عام بول چال کی زبانیں ہیں اور جنوب مشرق کی پہاڑی قومیں سنتالی اور بعض اَور زبانیں بولتی ہیں - آب و ہوا اور خوراک کے باعث

کشتی کو دریائے گنگا میں اُوپر کی طرف کھینچ رہے ہیں

یاں کے باشندے قد کے لمبے اور مضبوط ہوتے ہیں ✤ یہہ نام دہارا - بدھ پجاریوں کے ایک گھر سے اخذ کیا گیا ہے - زمانہ قدیم

میں مگدھا کی سلطنت بھی اِس میں شامل تھی اور یہہ مذہب بدھ کا صدر مقام تھا - تیرھویں صدی کے شروع میں بہار محمدیوں کے ہاتھ آیا اور اُسوقت سے نواب بنگال کے زیر فرمان تین صوبوں میں سے ایک تھا - ۱۷۶۵ء میں یہہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے قبضے میں آیا اور بنگال سے ملحق کیا گیا +

گنگا میں اُوپر کی طرف کا سفر

بھاگیرتھی میں آنکر ہم گنگا کی خاص نہر میں داخل ہوتے ہیں ہماری دہنی طرف ضلع مالدہ ہے + یہہ گوڑ کے کھنڈرات کے سبب جو کسی زمانہ میں بنگال کا عالیشان دارالخلافہ اور گنگا کی ایک متروک شاخ پر واقع تھا مشہور ہے ۱۲۰۴ء میں مسلمانوں نے اِسے فتح کیا اور تین صدیوں سے زیادہ یہہ اُن کی حکومت کا صدر مقام رہا - اِسی زمانے میں کئی مسجدیں اور محمدی عمارتیں تعمیر کی گئیں سولھویں صدی میں خراب آب و ہوا ہونے کی وجہہ سے یہہ مقام چھوڑا گیا - اب اِس میں گنجان گھنے جنگل پائے جاتے ہیں +

اب تھوڑی دیر میں دہنی طرف راج محل کی پہاڑیوں میں پہنچتے ہیں جہاں سے دریائے گنگا مڑتی ہے - دریا کا مشرقی بہاؤ جنوب مشرق کی طرف پھر تا ہے + راج محل کی پہاڑیاں ایک معمولی بلندی کی ہیں - سب سے اُونچی چوٹی دو ہزار فٹ سے زیادہ بلند نہیں + راج محل اب صرف کچی جھونپڑیوں کا مجموعہ ہے - لیکن بیچ میں کہیں کہیں عمدہ مکانات بھی پائے جاتے ہیں + پرانے محمدی شہر کے کھنڈرات بھی نزدیک ہی ہیں جو اب صرف جنگل ہی جنگل نظر آتے ہیں + جلال الدین اکبر کے راجپوت جنرل مان سنگھ نے راج محل کو بنگال کا دارالخلافہ مقرر کیا تھا - تیس سال ہوئے کہ گنگا نے اپنا پہلا بہاؤ بدل دیا اور اب راج محل دریا سے تین میل کے فاصلہ پر ہے +

راج محل سے ۲۰ میل اوپر کو لگنگ کی چٹان پر یا میں سدراہ ہوتی ہے اِس کے سوا اور کوئی چٹان دریا کے راہ میں نہیں آتی - خاص چٹان دیوی ناتھ ہے - جسپر ایک ہندو مندر واقع ہے - چٹانوں پر کئی بتوں کی تصویریں کندہ کی ہوئی ہیں - کو لگنگ سے ۲۰ میل پرے ضلع کا خاص مقام بھاگلپور واقع ہے - اب سنتال کا جو ہند کے اصلی باشندوں میں سے ہیں اور ملک کے جنوبی حصہ میں آباد ہیں - مختصر حال لکھا جاتا ہے +

سنتال

سنتال ملک کے ایک ترچھے حصے میں جو ۲۰۰ میل لمبا اور دریائے گنگا سے لیکر دریائے بتیارانی تک پھیلا ہوا ہے - آباد ہیں + مغربی جنگلوں میں تو صرف وہی آباد ہیں لیکن اور اور جگہوں میں ہندو بھی پائے جاتے ہیں - یہہ قریباً گیارہ لاکھ ہیں + سنتال ہندوؤں کی نسبت زیادہ ڈیل ڈول والے ہوتے ہیں اُن کی پیشانی اگرچہ اِتنی بلند نہیں لیکن گول اور کشادہ ہوتی آریوں کی نسبت لب ذرا موٹے ہوتے ہیں + سنتالوں کی زبان کولیرئن جماعت سے متعلق ہے اور ہندوستان کی شمالی اور جنوبی دونوں سے مختلف ہے - اِن کی صرف و نحو برجستہ ہے اگرچہ اسکا اپنا تحریری حروف تہجی کوئی نہیں - ناگری اور رومن دونوں میں لکھی جاتی ہے

سنتالی کسی نیکی کے دیوتا سے واقف نہیں بلکہ انکا اعتقاد ایسے بھوتوں پر ہے جنہیں اگر نذروں اور خونی قربانیوں کی رشوت نہ دی جائے تو وہ چاروں طرف بیماری پھیلاتے - جانوروں میں مری ڈالتے اور اُن کے کھیتوں کو تباہ کرڈالتے ہیں ❖

اوّل اوّل ایک جوان سول افسر کلیولینڈ نے سنتالوں کو تہذیب سکھانے کی کوشش کی پچھلی صدی میں جنوبی مُلک کے ہندوؤں اور سنتالوں میں لڑائی جھگڑے کا بازار گرم رہا - فریب اور دھوکے بازی سے سنتالوں کے سردار مقتول ہوئے اور سنتالوں نے حملہ کرکے بدلالیا + جنوبی مُلک کا پہاڑیوں کے پاس کا علاقہ بالکل غیر آباد ہوگیا اور مسافر صحیح سلامت واں سے گذر نہیں سکتے تھے ❖

جو جو سردار اور مرد و عورت کلیولینڈ کے پاس آتے وہ انہیں کپڑے اور روپیہ کے بڑے بڑے تحفے دیتا - جن جن نے کہ تیرکش ہونے کے لیے اپنی خدمات سپرد کیں اُن کی اُسنے بڑی خاطر تواضع اور آؤبھگت کی - اور سرداروں کے رشتہ داروں کو افسر مقرر کیا - سرگروہ کو تنخواہ ملا کرتی تھی تاکہ مجرموں کو پکڑلائے - مجرم سرداروں کی ایک مجلس میں پیش کئے جاتے جہاں اُن کے مقدمے فیصل ہوتے - جب کبھی سردار سماعت مقدمات کے لئے اکٹھے ہوتے تو اُن کی ضیافت سرکار کیطرف سے کی جاتی تھی ❖

کلیولینڈ نے ۲۹ سال کی جوان عمری میں انتقال کیا پہاڑی اور میدان کی قومیں مدّت تک اُسکا نام عزّت سے لیتی رہیں لوگوں نے پگوڈا کی قسم کا ایک روضہ نصب کیا + گورنمنٹ آف انڈیا نے ایک اور روضہ تعمیر کرایا اور اُسپر یہہ الفاظ کندہ کرائے، "آگسٹس کلیولینڈ" ایسکوائر سابق کلکٹر اضلاع بھاگلپور اور راج محل کی یادگاری میں جسنے بغیر خون بہائے یا حکومت کا زور دکھائے صلح جوئی - مروّت و شفقت سے راج محل کے جنگلوں کے وحشی اور بے قاعدہ لوگوں کو جنہوں نے اپنے حملوں سے گرد نواح کا دم ناک میں کر رکھا تھا - تابعدار بنانے کی کوشش کی اور بخوبی کامیاب بھی ہُوا - اور اُن کے دلوں میں مہذب زندگی کی تمام باتوں کا شوق اور اُبھار پیدا کردیا اور اُن کے دلوں پر فتحمندی (تالیف قلوب) حاصل کرکے اُن کو سرکار انگلشیہ کی وفادار رعایا بنادیا اور بیشک حکومت کا سب سے بہتر و اعلےٰ طریق یہی ہے - گورنر جنرل اور بنگال کی کونسل نے اسکے نمونہ وچلن کے لئے اظہار عزت اور دوسروں کے لئے نمونہ بنانے کے لئے یہہ حکم دیا ہے کہ ایک روضہ تعمیر کیا جائے - اُسنے تیرھویں جنوری ۱۷۸۴ء کو ۲۹ برس کی عمر میں اس ناپائیدار دنیا سے کوچ کیا" ❖

دوران وقت میں ہندو صرّاف پہاڑیوں میں جابسے اور سنتالیوں نے روپیہ قرض لینا سیکھا - اِس صدی کے درمیان سے پیشتر بہت لوگ قرض کے بوجھ تلے دب گئے - ہندو صرافوں نے انہیں جیلخانہ کا ڈر دلاکر عملی طور پر انہیں اپنا غلام بنالیا - ۱۸۵۵ء میں تیس ہزار جنوبی سنتالی اپنے تیروکمان لے کے کلکتے کو جو دو سو میل کے فاصلہ پر تھا اس غرض سے گئے کہ گورنر جنرل کو اپنا سارا انتباہ او خستہ حال سنائیں - اوائل سفر میں وہ بڑے باقاعدہ تھے لیکن سفر لمبا تھا اور انہوں نے کھانے پینے کی ضرورتیں بھی پوری کرنی تھیں + چوری واقع ہونے لگی - پولیس اور اُن کے درمیان جھگڑے شروع ہوگئے اور ہفتے کے اندرہی اندر وہ ہتھیار اُٹھاکر بغاوت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے - یہہ بلوہ جلد فرو کیا گیا لیکن کئی جانیں تلف ہوئیں + اُن کی

حالت کی بخوبی تحقیقات کی گئی - ضروری تبدیلیئیں اور اصلاحیں بھی کی گیئں اور برسوں سے سنتال بڑے خوش حال چلے آتے ہیں +

گنگا (بقیہ)

مونگھیر میں جو بھاگلپور سے تیس میل مغرب کیطرف ہے - ایک پرانا قلعہ ہے جو گنگا میں نکلا ہوا ہے + شہر پٹنہ بر دریاے گنگا بہار میں سب سے بڑا شہر ہے ۱۸۹۱ء میں آبادی قریب ۱۶۸۰۰۰ تھی - یہہ شہر بڑا قدیمی اور پرانا ہے پہلے اسکا نام پٹلی پترا یا پالی پتھرا تھا چندر گپت کے پاس جو یونانی ایلچی سنہ ۳۰۰ قبل از مسیح آیا - اُسنے بھی یہی نام لکھا ہے - مگدھا کی بدھ سلطنت کا یہہ دار الخلافہ تھا - چندر گپت کا پوتا اشوک بڑا سرگرم بدھ مرید تھا - اسنے بدھ پجاریوں کے لیے اتنے گھر یا وہار ا بنائے کہ اُسکی بادشاہت آجتک دھرم سالونکی سرزمین کہلاتی ہے - اُس نے پٹنہ میں تیسری بدھ کونسل منعقد کی - ہند کے مختلف حصوں میں جا بجا پتھروں پر کتبے کندہ کرائے اور بہت ملکوں میں بدھ پرچارک بھیجے +
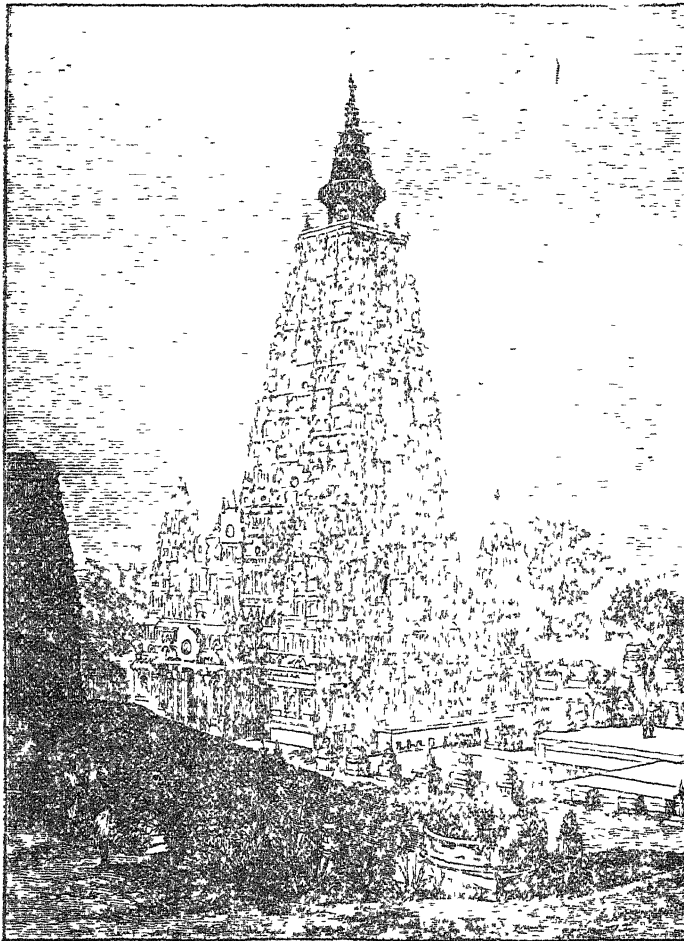
زمانہ حال میں اس شہر کے متعلق دو مشہور تاریخی واقعات ہیں - پہلا ۱۷۶۳ء میں میر قاسم کا انگریزوں کو قتل کرنا - دوسرا ۱۸۵۷ء میں دیناپور کی سپاہ کا باغی ہونا +

شہر کے مکانات اکثر کچے - کھپریلی چھتوں والے ہوتے ہیں - اب چھتیں اینٹوں سے بھی بنائی جاتی ہیں شہر بھر میں صرف ایک ہی کشادہ بازار ہے باقی تمام بازار تنگ - ترچھے اور بیڈھنگے ہیں خشک موسم میں گرد ابڑا تکلیف دہ ہے اور برسات میں ہر ایک جگہ کیچڑ ہی کیچڑ نظر آتا ہے + سب سے عمدہ اور دلچسپ عمارت پرانا سرکاری اناج گھر ہے پٹنہ کالج اینٹوں کی بڑی عالیشان عمارت ہے +

مشرق کیطرف ۲ میل کے فاصلہ پر سرکاری افیون بنائی جاتی ہے +

بدھ گیا کا مندر

پٹنہ سے ۵ میل مغرب کیطرف بانکی پور کا سول سٹیشن اور بانکی پور سے ۶ میل پرے دیناپور کا ملیٹری سٹیشن واقع ہے +

گیا تیرتھ کی ایک مشہور جگہ - بانکی پور کے جنوب میں ۵۷ میل ریلوے کے فاصلہ پر ہے - اِس کی پوتر جگہیں پہلے بدھ لوگوں کے پاس تھیں - لیکن جب یہہ مذہب نابود کیا گیا تو یہہ تمام جگہیں برہمنوں کے ہاتھ پڑیں ٭

گیا میں اکثر شرادھ کی رسومات ادا کی جاتی ہیں - شرادھ اِس خیال سے کیئے جاتے ہیں کہ کوچ شدہ روحیں جہاں کہیں [illegible] وشنو کے آسمان یعنے بیکنٹھ پہنچ جائیں - اخراجات نسبتاً زیادہ ہوتے ہیں - ۴۵ پوتر جگہیں ہیں جہاں کسی نہ کسی دیوتا کا نقش پایا جاتا ہے - پجاری کو ہر ایک جگہ کچھ نہ کچھ دینا پڑتا ہے - ہر ایک جگہ میں برہمن گیت گاتا ہے اور پجاری کو وہاں ایک پنڈا رکھنا پڑتا ہے - پجاری جو گیا وال کے نام سے پکارے جاتے ہیں - حرص و طمع کے لیے مشہور ہیں - وہ امیر لوگوں سے بڑی بھاری رقمیں لیتے ہیں +

ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ اگلے جہان میں اُن کی خوشی زیادہ تر شرادھوں ہی پر موقوف ہے اسلیئے انہیں بُری زندگی گذرانے کی جراُت ملتی ہے کیونکہ انکا خیال ہے کہ شرادھوں کے ذریعے ہم بیکنٹھ میں داخل ہو سکینگے + لوگوں کا خیال ہے کہ بے اولاد لوگ پت نامی دوزخ میں بھیجے جائینگے - یہہ خیال بالکل غلط اور بے بنیاد ہے - اِس زندگی میں لوگ اپنے اعمالوں سے جانے اور پہچانے جائینگے شرادھ بالکل بے تاثیر ہیں - یہہ فریبی لوگوں کی ایجاد ہے تاکہ نادان لوگوں سے روپیہ اُڑائیں ٭

ترہٹ گنگا کی دوسری طرف پٹنہ کے شمال میں واقع ہے اِسکا قدیمی نام متھیلا ہے ۱۸۷۵ء میں یہہ دربھنگا اور مظفر پور میں منقسم ہوا + دربھنگا میں ایک دولتمند مہاراجہ رہتا ہے - ترہٹ نیل کی کاشتکاری کے سبب بہت مشہور ہے + مٹی کو پانی میں ملا کر - اور پھر گرم کر کے پانی کو الگ کر دینے سے شورا تیار ہو جاتا ہے - پھر یہہ شورا صاف کیا جاتا ہے - ترہٹ ریلوے دربھنگا اور مظفر پور کو دریائے گنگا سے ملاتی ہے ٭

چھوٹا ناگپور

اِس صوبے میں جسکا اصلی نام چُھٹیا ناگپور ہے بہار اور اضلاع متوسط کے درمیان کے کئی پہاڑی اضلاع شامل ہیں + اسکا رقبہ بہار کے برابر لیکن آبادی صرف پچاس لاکھ کی ہے جس میں اکثر ہند کے اصلی باشندے ہیں ٭

ملک کا اکثر حصہ سمندر سے ۳/۴ میل بلند ہے - مرہٹہ حملوں کے دوران میں اِس میں بہت کچھ تباہی واقع ہوئی اور اب ملک کا اکثر حصہ جنگلات ہی دکھائی دیتا ہے + سب سے اونچی چوٹی پرس ناتھ جو سمندر سے ۴۵۰۰ فٹ بلند ہے - جین لوگوں کی تیرتھ کی جگہ ہے - جین مت کے پیرو بدھ لوگوں کی طرح ہوتے ہیں یہہ کسی خالق کی پرستش نہیں بلکہ ایسے آدمیوں کی جو جنیا کہلاتے تھے پرستش کرتے ہیں جو اُن کے اعتقاد کے بموجب کامل دانائی حاصل کر کے بالکل نیست و نابود ہو گئے ہیں + اِن کے خیال میں ایک جینی پرس رام اِس چوٹی پر انتقال کر گیا اور اسی لیئے یاں پرستش کیجاتی ہے - پہاڑی پرند بہت ہیں - جینیوں کا بڑا اُصول یہہ ہے کہ کسی حیوان کی جان نہ لیجائے + پجاریوں کو حکم ہے کہ اپنے منہہ پر کپڑا باندھ رکھیں تاکہ کہیں کوئی کیڑا اُن کے منہہ میں نہ پڑ جائے + انکو چاہیئے کہ اپنے پاس جھاڑو بھی رکھیں تاکہ چیونٹیوں کو راستے سے ہٹاتے جائیں - جینی - چیونٹیوں - کبوتروں وغیرہ

کو دانہ دیتے اور بڈھے سانڈوں - کتوں - بلیوں پر بہت مہربان ہوتے ہیں + بعض لوگوں کو اپنے بستروں میں سونے کے لئے مزدوری دیتے ہیں تا کہ کھٹملوں نے جو لہو چوسنا ہے چوس لیں - اور بعد میں آپ آرام سے سو سکیں - وہ ایک مکھی کو مارنا بھی گناہ سمجھتے - اپنے آپ کو بڑا پوتر خیال کرتے اور اوروں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں +

چھوٹا ناگپور میں مختلف قومیں ہیں جو الگ الگ زبانیں بولتی ہیں - بعض زبانیں مثلاً سنتالی خاندان کولیریا سے متعلق ہیں + منداری اور کول بھی اسی میں شامل ہیں - اراؤن ایسی زبان بولتے ہیں جو جنوبی گروہ سے متعلق ہے + یہہ لوگ بڑے محنتی پیشہ ہیں + یہہ اکثر کلکتے آتے اور خاکروب مقرر کیے جاتے اور وہاں دھنگر کے نام سے مشہور ہیں +

جوانگ - بڑی سخت جنگلی قوم ہے - تھوڑا ہی عرصہ گذرتا ہے کہ انہیں لوہے کا علم تک بھی نہ تھا - وہ نہ کاتتے نہ بنتے اور برتن بنانا بھی انہیں ذرا بھی شعور نہیں تھا + عورتیں کپڑے کا ٹکڑا تک بھی نہیں پہنتی تھیں صرف درختوں کی ٹہنیاں آگے اور پیچھے منکوں کے کمربند سے باندھ لیتی تھیں + ان کے کپڑے نہ پہننے کی وجہہ توہمات باطلہ تھا کیونکہ انکا خیال تھا کہ اگر ہم کپڑے پہننیگی تو شیر ہمیں پھاڑ کھائینگے گورنمنٹ نے انہیں کپڑہ دیا اور اس امر کی کوشش کی ہے کہ عورتیں کپڑے پہنیں +

ممالک مغربی و شمالی و اودہ

یہہ دونوں صوبے ایک بڑا وسیع میدان ہے جو دریائے گنگا - جمنا اور ان کی بیشمار شاخوں سے سیراب ہوتا ہے - ان کا رقبہ ۱۰۶۰۰۰ مربع میل اور آبادی ۴۷۰۰۰۰۰۰ ہے - صوبجات انگلشیہ میں باعتبار آبادی دوسرے اور باعتبار وسعت پانچویں درجے پر ہیں +

بنارس ۱۷۷۵ء میں انگریزوں کے قبضے میں آیا اور دیگر اضلاع اس صدی کے شروع میں ملحق کیے گئے + ۱۸۳۳ء میں احاطہ بنگال دو حصوں صوبجات جنوبی اور شمالی یا ممالک شمال مغربی میں تقسیم کیا گیا - ۱۸۷۷ء میں اودھ ممالک شمال مغربی کے ساتھ ملحق کیا گیا + دونوں حصوں کا علیحدہ علیحدہ ذکر کیا جائیگا +

ممالک شمال مغربی

ممالک شمالی و مغربی اودہ کے گرد گویا نصف دائرے کی طرح واقع ہیں - یہہ ہندوستان کے شمال مغرب میں نہیں بلکہ قدیم احاطہ بنگال کے شمال مغرب میں ہیں +

رقبہ قریب ۸۲۰۰۰ مربع میل یعنی خاص بنگال سے بڑا ہے - آبادی قریب ۳۳۰۰۰۰۰۰ ہے +

یاں کا موسم سرما راحت افزا اور عام خوراک گیہوں ہے - اسی لئے یاں کے لوگ - جو ہندوستانی کہلاتے بنگالیوں کی

کو دانہ دیتے اور بڈھے سانڈوں۔ کتوں۔ بلیوں پر بہت مہربان ہوتے ہیں + بعض لوگوں کو اپنے بستروں میں سونے کے لئے مزدوری دیتے ہیں تاکہ کھٹملوں نے جو لہو چوسنا ہے چوس لیں۔ اور بعد میں آپ آرام سے سو سکیں۔ وہ ایک مکھی کو مارنا بھی گناہ سمجھتے۔ اپنے آپ کو بڑا پوتر خیال کرتے اور اوروں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں +

چھوٹا ناگپور میں مختلف قومیں ہیں جو الگ الگ زبانیں بولتی ہیں۔ بعض زبانیں مثلاً سنتالی خاندان کولیرین سے متعلق ہیں + منداری اور کول بھی اسی میں شامل ہیں۔ اراؤن ایسی زبان بولتے ہیں جو جنوبی گروہ سے متعلق ہے + یہہ لوگ بڑے محنتی پیشہ ہیں + یہہ اکثر کلکتے آتے اور خاکروب مقرر کئے جاتے اور وان دھنگر کے نام سے مشہور ہیں +

جوانگ۔ بڑی سخت جنگلی قوم ہے۔ تھوڑا ہی عرصہ گذرتا ہے کہ انہیں لوہے کا علم تک بھی نہ تھا۔ وہ نہ کاتتے نہ بنتے اور برتن بنانیکا انہیں ذرا بھی شعور نہیں تھا + عورتیں کپڑے کا ٹکڑا تک بھی نہیں پہنتی تھیں صرف درختوں کی ٹہنیں آگے اور پیچھے منکوں کے کمربند سے باندھ لیتی تھیں + ان کے کپڑے نہ پہننے کی وجہہ توہمات باطلہ تھا کیونکہ انکا خیال تھا کہ اگر ہم کپڑے پہننیگی تو شیر ہمیں پھاڑ کھائینگے گورنمنٹ نے انہیں کپڑہ دیا اور اس امر کی کوشش کی ہے کہ عورتیں کپڑے پہنیں +

ممالک مغربی و شمالی و اودہ

یہہ دونوں صوبے ایک بڑا وسیع میدان ہے جو دریائے گنگا۔ جمنا اور ان کی بیشمار شاخوں سے سیراب ہوتا ہے۔ ان کا رقبہ ۱۰۶۰۰۰ مربع میل اور آبادی ۴۷۰۰۰۰۰۰ ہے۔ صوبجات انگلشیہ میں بہ اعتبار آبادی دوسرے اور بہ اعتبار وسعت پانچویں درجے پر ہیں +

بنارس ۱۷۷۵ء میں انگریزوں کے قبضے میں آیا اور دیگر اضلاع اس صدی کے شروع میں ملحق کئے گئے + ۱۸۳۳ء میں احاطہ بنگال دو حصوں صوبجات جنوبی اور شمالی یا ممالک شمال مغربی میں تقسیم کیا گیا۔ ۱۸۷۷ء میں اودھ ممالک شمال مغربی کے ساتھ ملحق کیا گیا + دونوں حصوں کا علیحدہ علیحدہ ذکر کیا جائیگا +

ممالک شمال مغربی

ممالک شمالی و مغربی اودہ کے گرد گویا نصف دائرے کی طرح واقع ہیں۔ یہہ ہندوستان کے شمال مغرب میں نہیں بلکہ قدیم احاطہ بنگال کے شمال مغرب میں ہیں +

رقبہ قریب ۸۲۰۰۰ مربع میل یعنی خاص بنگال سے بڑا ہے۔ آبادی قریب ۳۳۰۰۰۰۰۰ ہے +

یاں کا موسم سرما راحت افزا اور عام خوراک گیہوں ہے۔ اسی لئے یاں کے لوگ۔ جو ہندوستانی کہلاتے بنگالیوں کی

دسسمیدھ گھاٹ بنارس
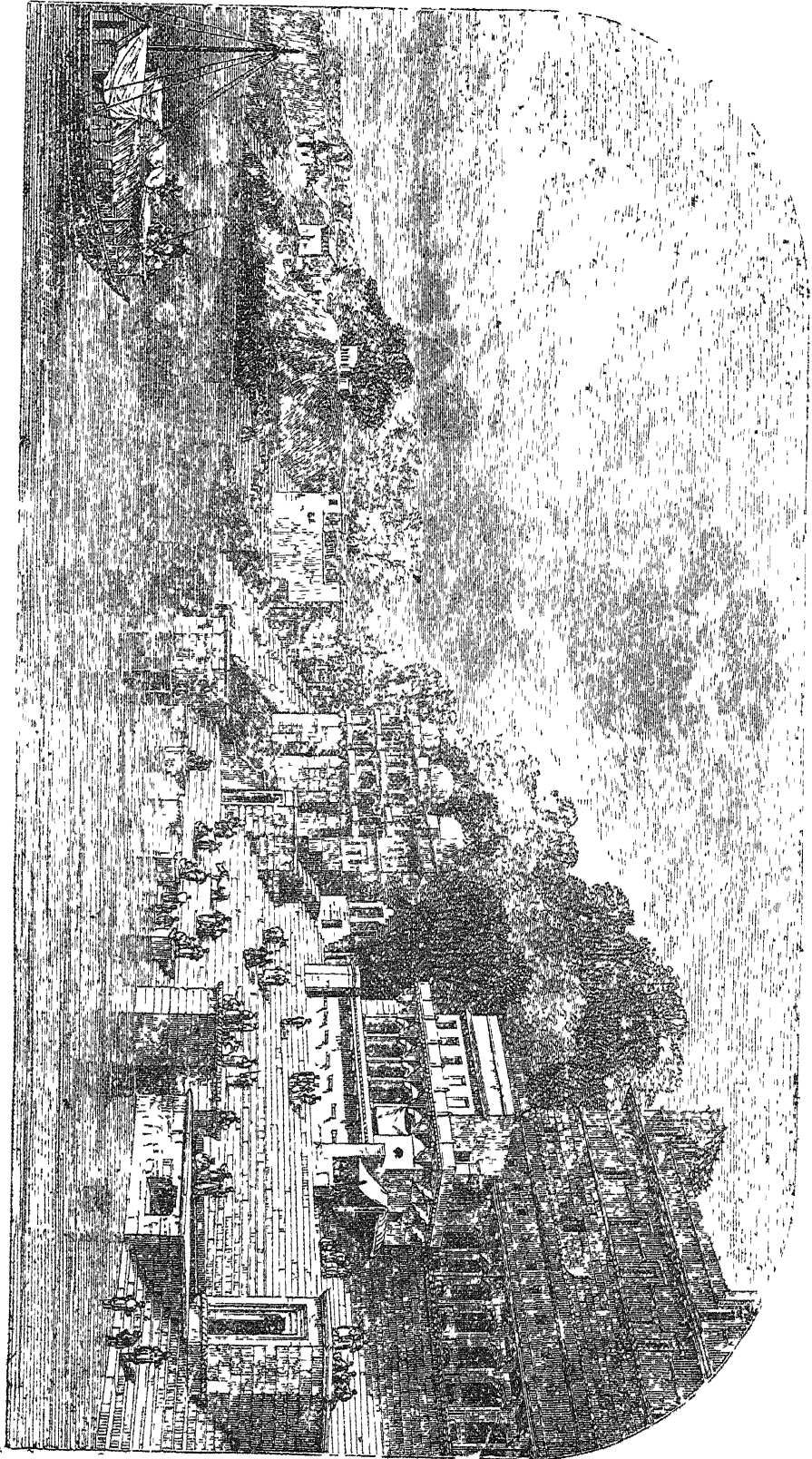
قابلِ دید پل تیار کیا گیا ہے ٭

ہندوؤں کا خیال تھا کہ گنگا اور چند دیگر دریا اپنے اوپر کوئی پل تعمیر نہ ہونے دینگے + لیکن نادان لوگ اب یوں کہتے ہیں کہ سرکار انگلشیہ نے انسانی قربانی چڑھا کر اِن پلوں کو بنایا ہے ٭

دریا کے کنارے سے دیکھا جائے تو بلند میناروں والا اورنگ زیب کا مقبرہ جسکی تصویر ساتھ دیجاتی ہے - ایک بڑی عالیشان عمارت نظر آتی ہے + اِس جگہ ایک وشنو کا مندر تھا لیکن اُسے مسمار کر کے - اسی کی اینٹوں لکڑیوں سے یہہ مقبرہ بنوایا گیا + میناروں پر کھڑے ہو کر شہر کا خوب نظارہ دکھائی دیتا ہے ٭

راجہ جے سنگھ کا رسدگاہ جو قریبًا دو صدیوں سے تعمیر ہوا دیکھنے کے قابل عمارت ہے + ہندوستان میں اُن دِنوں دوربینوں اور خوردبینوں کا وجود ہرگز نہ تھا - صرف لمبی دیواروں - دائروں - اور پتھروں کی چٹانوں سے ستارہ شناسی کی جاتی تھی - بنارس کے بازار ایسے ٹیڑھے اور تنگ ہیں کہ اُن میں گاڑیاں نہیں چل سکتیں - اکثر مکانات پتھروں سے بنائے جاتے اور بعض چھ منزلہ ہوتے ہیں - بعض حالتوں میں بازار کی ایک طرف کا مکان اُوپر سے دوسری طرف کے مکان سے ملا ہوتا ہے - ہر ایک طرح کی تجارت کے لئے دکانیں موجود ہیں + بنارس کے پیتل کے چمڑاؤ برتن اور چاندی سونے کے گوٹے سے نکالے ہوئے کپڑے مشہور ہیں +

گورنمنٹ کالج جو بالکل پتھر کا بنا ہوا ہے - بڑی خوبصورت عمارت ہے + ۱۸۵۳ء میں یہہ ختم ہوئی + ۱۷۹۱ء میں سرکار انگلشیہ نے بنارس میں ایک سنسکرت کالج قائم کیا لیکن مفید ہونے کی وجہہ سے اب انگریزی ہی کا زیادہ رواج ہے ٭

بنارس میں قریبًا پندرہ سو کے ہندو مندر اور تخمینًا دو سو مسجدوں کے موجود ہیں ٭

درگا مندر جو ٹھیک شہر کے جنوبی حصے میں واقع ہے آج منگل کے دِن خونی قربانیاں چڑھائی جاتی ہیں - مندر بندروں سے بھرا رہتا ہے جنکی پرورش اِن قربانیوں ہی کے گوشت سے ہوا کرتی ہے - اگر کسی مندر کے صحن میں صرف ایک آنے کے چنے پھینکے جائیں - تو انگنت بندر چاروں طرف سے کودتے پھاندتے اپنے اپنے حصے کے لئے لڑتے جھگڑتے آن موجود ہوتے ہیں + اُنہوں نے وہ وہ نقصان کئے کہ جن کے سبب سے اُن کو وہاں سے نکال دیا گیا پر اُنہوں نے نہ نکلنا تھا نہ نکلے چنانچہ اب بھی بکثرت پائے جاتے ہیں + ایک اور مندر گائیوں کے لئے ہے - جہاں وہ آزادانہ اِدھر اُدھر پھرتی رہتی ہیں - ہری چراگاہوں اور میدانوں میں وہ نہائت خوش رہتی ہیں - ہندو مت کے ذلیل کرنیوالے خاصوں میں سے ایک پرستش حیوانات ہے ٭

بشیشور مندر یا شو کے سنہری مندر کی سب سے زیادہ عزت کی جاتی ہے شِو بنارس کا فرمانروا ہوتا ہے + عام ہندوؤں کا خیال ہے کہ شہر شو کے ترسول پر قائم ہے - خود مندر تو چھوٹا سا ہی ہے لیکن اُس کے اُوپر برج اور محراب ہیں جو سورج کی روشنی میں بڑی چمک دمک مارتے رہتے ہیں - اِن پر تانبے کی بڑی موٹی موٹی چادریں اور اُن کے اُوپر سونے کی ہلکی پتلی پتلی چادریں لگائی ہوئی ہیں - رنجیت سنگھ نے اپنی آخری بیماری میں - اپنی
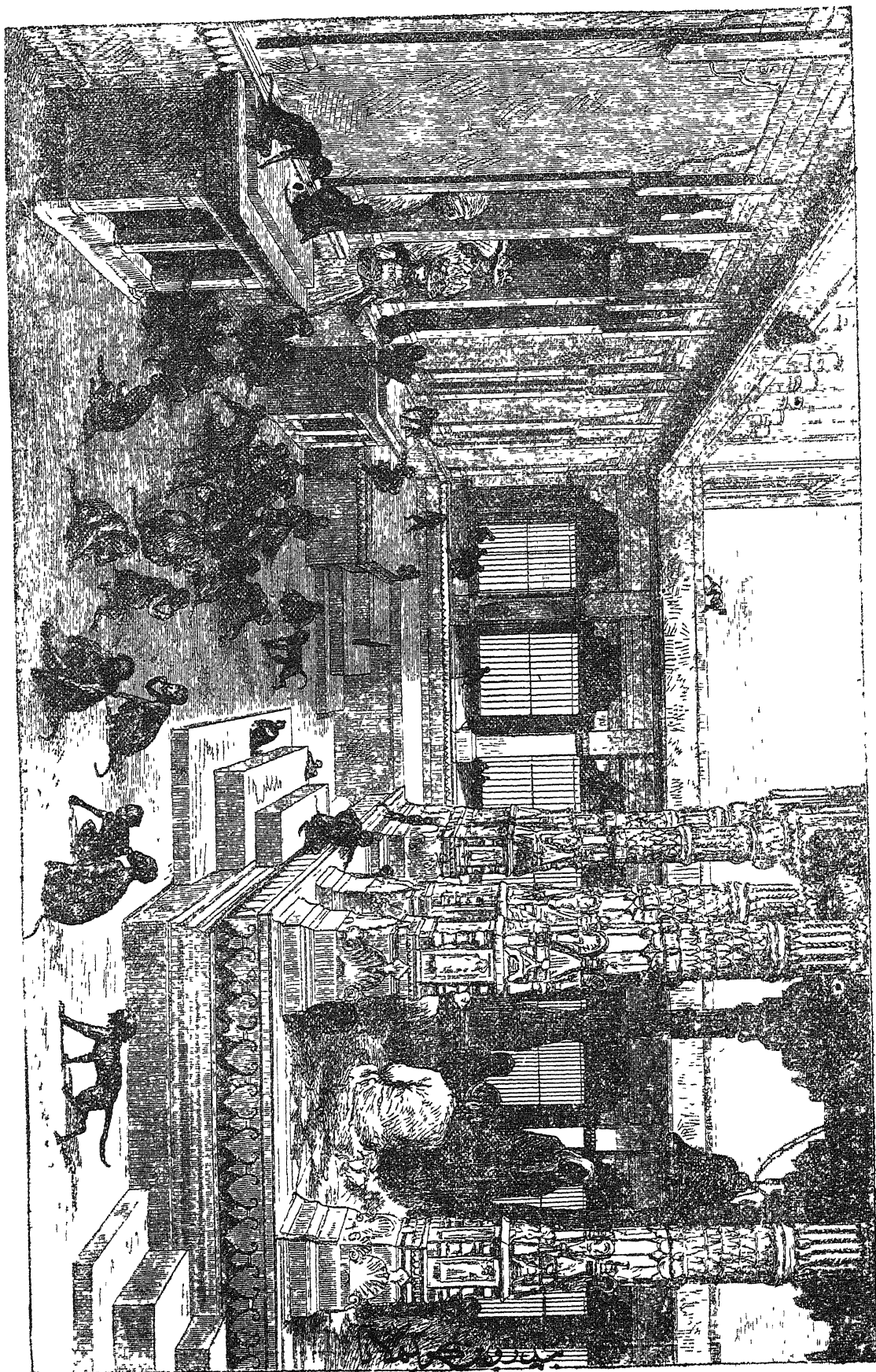
عمر بڑھانیکی بیفائدہ اُمید سے اُسکا سارا خرچ ادا کیا۔ صحن میں بتوں اور لِنگوں کا ایک بڑا بھاری ذخیرہ ہے۔ یہہ بت اُس پرانے مندر کے کھنڈرات سے لیئے گئے ہیں جسے اورنگ زیب نے مسمار کیا تھا ✦

مندر کے ساتھ ہی مشہور گیان گپ "علم کا کنواں" واقع ہے۔ روایت ہے کہ شِو اِس کنوئیں میں مقیم ہے۔ پھول اور دیگر نذریں کنوئیں میں دیوتا کے لئے پھینکے جاتے ہیں۔ اِن چیزوں کے بوسیدہ اور سڑنے کی وجہہ سے ایک سخت بدبو نکلتی رہتی ہے ✦

مانی کرنیکا کنواں اور بھی متبرک ہے۔ کہتے ہیں کہ وشنو نے اِس کوئیں کو اپنے چکّر سے کھودا اور بجائے پانی کے اِسے اپنے پسینے سے بھر دیا۔ شِو نے کنوئیں میں جھانک کر لاکھوں سورجوں کی خوبصورتی اُس میں دیکھی۔ خوشی میں اُسکے کان کا بالا مانی کرنیکا نامی کوئیں میں گر گیا۔ اور یوں کوئیں کا نام یہی پڑ گیا۔ اِسکا دوسرا نام مکتشیترا۔ "رہائی کی جگہ" بھی ہے عموماً جاتری اِس جگہ اشنان

مُردے جلانے کا گھاٹ
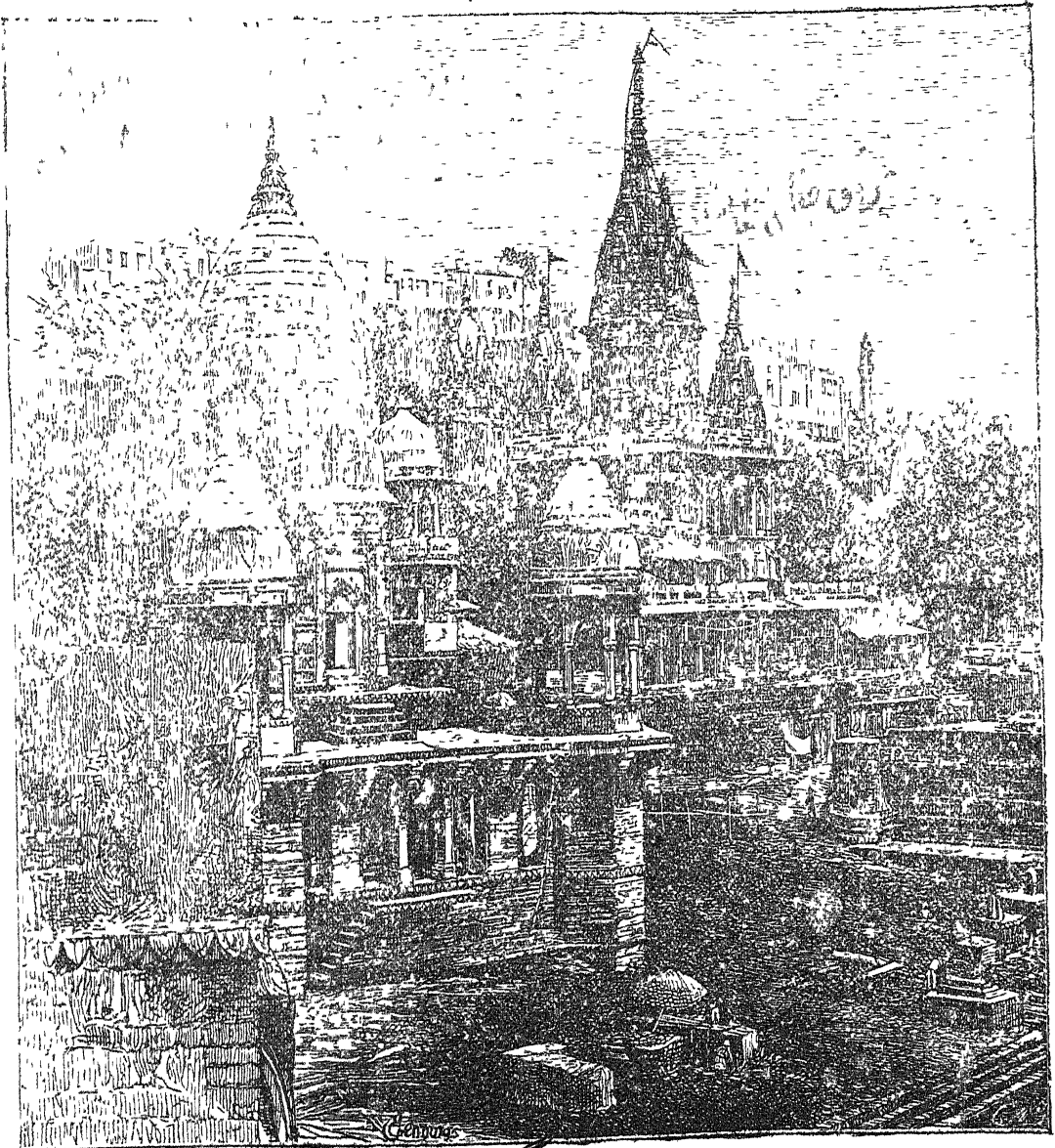
کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے خیال میں اِس جگہ کا ناپاک اور بدبودار گدلا پانی رُوح کے تمام گناہوں کو دھو دیتا ہے ÷

ہندوؤں کے خیال میں دشاسو میدہ نہیرتھی گھاٹ زیادہ اِسلئے مشہور ہے کہ براھما نے یہاں دس گھوڑوں کی قربانی چڑھائی تھی + پنچ گنگا گھاٹ ایک اَور متبرک جگہ اورنگ زیب کی مسجد کے پاس ہی ہے۔ ہندوؤں کا خیال ہے کہ اِس جگہ پانچ دریا باہم مِلتے ہیں اگرچہ نظر ایک ہی آتا ہے + ہرسال خصوصاً تیوہاروں کی تقریب پر جاتری لوگ اکیلے اکیلے یا جھنڈ جھنڈ ہو کر آتے رہتے ہیں تمام ہندوستان سے جاتری یہاں آتے ہیں۔ اور گنگا جل بوتلوں میں ڈالکر اور بوتلوں کو عموماً ٹوکریوں میں رکھکے بانس کی بہنگی سی بنا کے کاندھوں پر اُٹھا لے جاتے ہیں ÷

بنارس گنگا سے لیکر پانچ کوسی سڑک تک متبرک خیال کیجاتی ہے۔ وہ یہہ بھی مانتے ہیں کہ جو شخص اِس حد کے اندر مرے خواہ وہ ہندو۔ محمدی یا مسیحی ہو۔ خواہ وہ دِل اور زندگی میں نیک رفتار ہو یا بچا بدمعاش۔ وہ ضرور آسمانی برکت حاصل کریگا۔ اِسلئے غالباً جو شخص اپنی زندگی بھر میں غریبوں کو ستاتا اور سنگین جرم کرتا رہا ہے۔ اپنی زندگی کے آخری دِنوں میں اِس دھوکا دہ اور جھوٹے خیال سے تسلی پذیر ہو کر کہ میرے تمام گناہ بخشے گئے اور میری روح کو نجات حاصل ہوگئی۔ بنارس چلا آتا ہے ÷

ذہین ہندو جانتے ہیں کہ ایسی سب اُمیدیں جھوٹی اور دھوکے میں ڈالنے والی ہیں۔ سنسکرت میں اِس مضمون کا ایک اشلوک ہے کہ "جس شخص کے نورِ ہدایت (کانشنس) پر جرم کا دھبہ لگا ہے۔ خواہ وہ مرتے دم تک گنگا کے پانی سے اپنے جسم کو دھوتا اور اپنے بدن پر مٹی کے پہاڑ بھی کیوں نہ لگاتا رہے کبھی بھی صاف اور پاک نہ ہوگا" + کتنے ہی بنارس کے دوکاندار صبح کو گنگا میں اشنان کرتے اور دِن بھر گاہکوں اور خریداروں کو دھوکا ۔۔۔ دیتے اور جھوٹ بولتے رہتے ہیں + کئی برہمن گنگا پُتر "گنگا کے فرزند" کہلاتے ہیں۔ یہہ بات سب کو معلوم ہے کہ یہہ برہمن کس طرح غریبوں کو لوٹتے اور اِن کے پاس پیسے تک بھی نہیں چھوڑتے ہیں ÷

سینکڑوں برسوں تک بنارس بدھ لوگوں کی جگہ رہی۔ بنارس کے نزدیک مقام سرناتھ میں بدھ نے قریب ۵۰۰ قبل از مسیح اُپدیش دینا شروع کیا۔ جس جگہ وہ تعلیم دیا کرتا تھا ھرنوں کے باغ کے نام سے مشہور ہوئی۔ اور بڑے بدھ کھنڈرات کے لئے مشہور رہے ÷

ریل کے ذریعے بنارس کلکتہ سے ۴۷۶ میل ہے تیسرے درجے کا کرایہ چھ روپیہ ہے + بمبئی سے ۹۴۵ میل اور کرایہ بارہ روپئے پندرہ آنے۔ مدراس سے ۱۵۵۰ میل اور کرایہ ۲۳ روپیہ۔ تیرہ آنے +

۱۹۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق بنارس کی آبادی ۲۲۲۵۰۰ تھی ÷

گنگا سے اُتر کر جنوبی کنارے پر ہم چنار پہنچتے ہیں یہاں ایک بڑا پرانا قلعہ واقع ہے۔ اِسکے گردنواح میں عمدہ عمارت بنانے والے پتھروں کی کانیں ہیں۔ یہاں سے پتھر غیر ملکوں کو بھیجے جاتے ہیں + چنار سے بیس میل مغرب کی طرف دریا کی اُسی طرف مرزاپور واقع ہے پہلے یہاں اناج کی بڑی منڈی ہوا کرتی تھی۔ لیکن اب ریل کھلنے کی وجہہ سے منڈی اَور مقاموں میں تبدیل ہو گئی

ہے - جنوبی اضلاع پہاڑی ہیں - بعض جگہوں میں جنگلات ہیں جن میں شیر [illegible] پائے جاتے ہیں ۞

الہ آباد یا پراگ

الہ آباد - ممالک مغربی و شمالی کا دارالخلافہ دریائے گنگا اور جمنا کے اتصال پر واقع ہے - یہہ بڑا قدیمی شہر ہے - کتاب مہابھارت میں الہ آباد کے اردگرد کے ملک کو درناوتا کا نام دیا گیا ہے - مشہور پانڈو بھائیوں نے اپنی جلاوطنی کے ایام یہیں گزارے لیکن سب سے قدیمی معتبر خبر الہ آباد کی نسبت ایک ستون سے ملتی ہے جو ۴۲ فٹ بلندی میں ہے اور جسے مہاراجا اشوک نے سنہ ۲۴۰ قبل از مسیح قلعے میں تعمیر کروایا ۞ سنہ ۱۱۹۴ع میں پٹھانوں نے اسے فتح کیا - اور سنہ ۱۵۲۹ع میں شاہ بابر نے پٹھانوں سے الہ آباد فتح کر لیا - شاہنشاہ اکبر نے اس شہر کو اسکا موجودہ نام دیا اور سنہ ۱۵۷۵ع میں ایک قلعہ بھی تعمیر کروایا جو آجتک موجود ہے ۞ کئی تبدیلیوں کے بعد سنہ ۱۸۰۱ع میں نواب اودھ نے اسے انگریزوں کے سپرد کیا - سنہ ۱۸۵۸ع میں غدر فرو ہونے کے بعد بجائے آگرہ کے الہ آباد گورنمنٹ کا صدر مقام مقرر ہوا ۞

شہر کی گلیاں اور بازار بڑے تنگ اور کہیں کہیں بڑے بازار بھی پائے جاتے ہیں - لیکن شہر کے اس حصے میں جہاں انگریز رہتے ہیں عموماً سڑکیں کشادہ اور ان کے دونوں طرف درخت لگے ہوئے ہیں - اور ان پر خوب چھڑکاؤ کیا جاتا ہے ۞

سول سٹیشن - چھاؤنی اور شہر جائے اتصال سے چھ میل تک پھیلا ہوا ہے ۞ سیور کالج کی بڑی عالیشان عمارت قابل یادگار زمانہ ہے - الہ آباد یونیورسٹی سنہ ۱۸۸۷ع میں قائم کی گئی اور اسی سال سے لیجسلیٹو کونسل بھی شروع ہوئی ۞

خسرو باغ میں شاہنشاہ جہانگیر کے باغی لڑکے شہزادہ خسرو کا مقبرہ ہے - تاج کی طرز پر یہہ بڑی خوبصورت گنبدی عمارت بیل بوٹوں اور پرندوں کی تصویروں سے سجی ہے - اس کی ماں کا مقبرہ دہنی اور چھوٹے بھائی کا بائیں طرف واقع ہے ۞

دریا سے قلعہ اور بھی دلکش نظر آتا ہے ۞ گویا یہہ دریائے گنگا اور جمنا کے باہم ملنے کی جگہ کی رونق کو دوبالا کرتا ہے - اشوک کے مینار کے ساتھ ہی مندر کیطرف سیڑھیاں جاتی ہیں ۞ کہتے ہیں کہ اس عمارت کے پاس جو شو کی نذر کیگئی ہے دریائے سرستی گنگا اور جمنا سے ملتا ہے - اس کے کمروں کی سیلاب دار دیواریں معتقدوں کی تسلی کے لئے ایک کافی ثبوت ہیں - ایک بوڑھ کے درخت کی جڑ کی جو کہتے ہیں کہ پندرہ صدیوں سے بڑی اور ابھی تک زندہ و سرسبز ہے - پرستش کی جاتی ہے - اُسکے سامنے ایک روشنی جلتی رہتی اور اُسکے ساتھ ایک برہمن نذریں لینے کے لئے بیٹھا رہتا ہے ۞

ایک کپڑہ ایسی حکمت سے رکھا رہتا کہ درخت اچھی طرح سے دکھائی نہیں دیتا - یہہ فقط ایک دو شاخہ درخت کا حصہ ہے برہمن اسے معہ چھالکے زمین میں گاڑ دیتے اور جب مرجھانے اور سڑنے لگتا تو اسے بدل دیتے ہیں ایک شخص نے ناخنوں سے چھال کو چھیلا اور اُسے بالکل خشک اور بھربھرا پایا ۞ اس مندر میں مکندا نام ایک مرد کا بت ہے - یہہ مشہور سادھو تھا جس نے بے خبری کی حالت میں گائے کے دودھ کے ساتھ اُسکا بال کھائے جانے کی وجہہ سے آپنے آپ کو ایک سخت گنہگار

الہ آباد یا پریاگ ۔ قلعہ

جان کے خودکُشی کی تھی ٭

ہندوستان بھر میں اشنان کے لیے پراگ بڑی مشہور جگہ ہے۔ سال کے شروع میں میلہ کی تقریب پر جائے اتصال کے نزدیک ہزاروں جاتری اکٹھے ہوتے ہیں + بعض لوگ اِس جگہ بدیں خیال کہ ہمیں بہشت نصیب ہوگا۔ ڈوب کر مرجایا کرتے تھے۔ لیکن اب سرکار نے اسے قانوناً منع کردیا ہے + ایسے لوگ برہمنوں کے ساتھ کشتی میں بیٹھکر دریا کے بیچوں بیچ میں جاتے۔ ایک ہاتھ مٹی کے بڑے برتن سے باندھا جاتا اور دُوسرے ہاتھ میں ایک چھوٹا پیالہ ہوتا جب پانی میں گرائے جاتے اور خالی برتن کی ہوا اُنہیں تیرائے رکھتی تو وہ پیالے سے برتن کو بھرنا شروع کردیتے۔ جوں جوں برتن بھرتا جاتا ووں ووں ڈوبتا جاتا آخرکار فریب خوردہ لوگوں کو [illegible] جاتا تھا۔ ثواب حاصل کرنا تو کُجا خودکشی ایک سخت گناہ ہے ٭

بٹ کے درخت

الہ آباد کی آبادی قریباً ۱۷۰۰۰۰ ہے ٭

کانپور

الہ آباد سے ۱۲۰ میل کے فاصلہ پر گنگا میں چڑھکر ہم اِس شہر میں جس کا ٹھیک نام کھنپور ہے پہنچتے ہیں + یہہ شہر بالکل نیا ہے + اودھ کے ساتھ یہہ ایک بڑا فوجی مقام رہا ہے اور یہاں مختلف ریل کی سڑکوں کے ملنے کی وجہہ سے آبادی اور تجارت میں بڑی ہی ترقی ہوئی ہے۔ گنگا پر ایک بڑا لمبا ریلوے پل بنا ہے۔ کانپور گرد و غبار میں مُلتان کا ہم پلہ ہے سڑکیں چونا پکانے کے کنکروں سے بنائی جاتیں جو سُرمہ کیطرح پس کر ہوا سے چاروں طرف غبار بن جاتی ہیں + مسافر لوگوں کی ابروں پر اکثر سفید سا پوڈر ملا نظر آتا ہے +

۱۸۹۱ء میں یہاں کی آبادی ۱۸۲۰۰۰ تھی۔ کانپور ناناصاحب کے قتل اور واقع ۱۸۵۷ء کی وجہہ سے بہت مشہور ہے کیونکہ اسی سنہ منحوس میں دیسی فوجوں نے باغی ہوکر خزانہ کو لوٹ لیا جیل خانوں کو کھولدیا اور انگریزوں کے مکانوں کو آگ لگادی سی ہیبت وحیلہ معہ ایک سو پچاس انگریزی سپاہیوں اور تین سو تیس مردوں اور عورتوں کے۔ پانچ فٹ بلند کچی

الہ آباد۔ خسرو باغ۔ مقابر
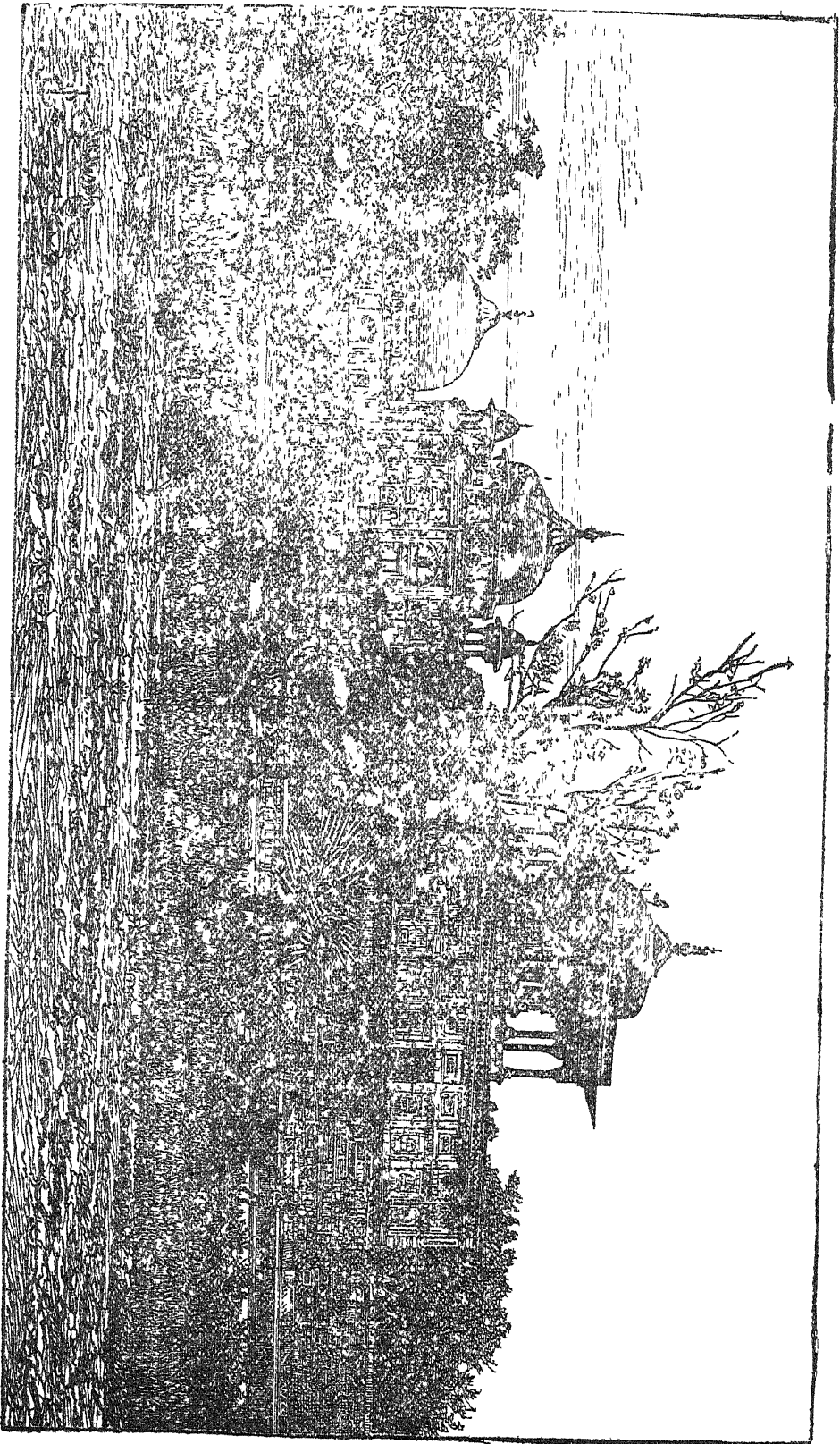
دیوار کی وجہہ سے بارگوں میں محفوظ رہا + نانا صاحب مرہٹہ سردار کانپور سے چھ میل کے فاصلے پر مقام بتھور میں رہتا تھا - وہ انگریزوں کی دوستی کا بڑا دم بھرا کرتا - اکثر شکار وغیرہ میں اُن کے شریک ہوتا اور اَپنے مکان پر اُنہیں دعوت کے لیے مدعو کیا کرتا تھا - اِسی کی صلاح سے سپاہیوں نے سَر ہیو وہیلر پر حملہ کیا - پرانے تجربہ کار جنرل نے تین ہفتوں تک اَپنے بچاؤ میں خوب مقابلہ کیا اور اُسکی جواں باختہ فوج نے جسکی تعداد بہت گھٹ گئی تھی - نانا صاحب کی مکر و فریب والی درخواست کو منظور کر لیا - نانا صاحب نے قسم کھائی تھی کہ میں تمہارے لیے کشتیاں بہم پہنچاؤنگا تاکہ تم الہ آباد جا سکو جونہی کہ کشتیاں دریا کے درمیان میں پہنچیں مرہٹوں نے گولہ باری سے اُنہیں ڈبو دیا - ایک کشتی جو بچ نکلی اُسکا پیچھا کر کے پکڑ لیا - مرد تو بندوقوں سے مار دیئے گئے - اور عورتوں بچوں اور اُنکو جو فتحگڈھ سے بھاگ نکلے تھے کانپور کے ایک ہسپتال میں قید کر دیا +

اِس اثنا میں سر ہنری ہیولاک کانپور کیطرف چلا آ رہا تھا اسکے پہنچنے سے پیشتر نانا نے سپاہ کو حکم دیا کہ بچوں اور عورتوں کو مار ڈالو لیکن اُنہوں نے انکار کیا - اسپر اُسنے بوچڑوں کو بلایا جنہوں نے اُنہیں قتل کر کے مُردوں اور مرتے دموں سبکو کنوئیں میں پھینک دیا - جب انگریزی سپاہی کانپور پہنچی تو اُنہوں نے اِس کمرہ کو جہاں یہہ بیچارے مظلوم قتل کیئے گئے تھے خون سے تر بتر پایا - اِن تمام حرکات سے نانا کی ذات میں کچھ فرق نہ آیا - لیکن اگر وہ کسی انگریز بچے کے ہاتھ سے صاف پانی کا گلاس لیکر پی لیتا تو وہ ضرور بھرشٹ ہو جاتا +

کوئیں کے اُوپر اُن مقتولوں کی یادگار میں ایک خوبصورت بُت نصب کیا گیا ہے - ایک فرشتہ اَپنے بازوؤں کو نیچے گرائے صلیب پر تکیہ لگائے اَپنی چھاتی پر بازوؤں کو باہم باندھے اَپنے ہاتھوں میں کھجوروں کے پتے جو شہادت اور فتحمندی کے نشان ہیں لیئے کھڑا ہے - پائے ستون پر ذیل کا کتبہ پایا جاتا ہے کہ :-

"مسیحی مُردوں خصوصاً بچوں اور عورتوں کی ایک بڑی جماعت کی اَبدی مبارک یادگار میں - جو باغی نانا دھوندو پنت والئے بتھور کے پیروں کے ہاتھوں ۱۵ - جولائی ۱۸۵۷ء مقتول ہوئے اور اس کوئیں میں پھینکے گئے"

کرسچن لٹریچر سوسائٹی جو اِس کتاب کو شائع کرتی ہے ۱۸۵۸ء میں اِس غدر کی یادگار میں قائم کیگئی - اِسکا مدعا تعلیم اور عمدہ علم اَدب بہم پہنچا کر لوگوں کو فائدہ پہنچانا ہے +

کانپور بُت

اَوده

مقام کانپور میں ریل کے پُل سے گنگا پار جا کر ہم اَودھ میں داخل ہوتے ہیں - ہندوستانی تہذیب کا یہہ قدیمی صدر مقام ہے - اجودھیا سلطنت کوسلا کا دارالخلافہ تھا - اِس شہر کی خوبصورتی اور سورج بنسی خاندان

کانپور مین دریاے گنگا کے اوپر ریل کا پل
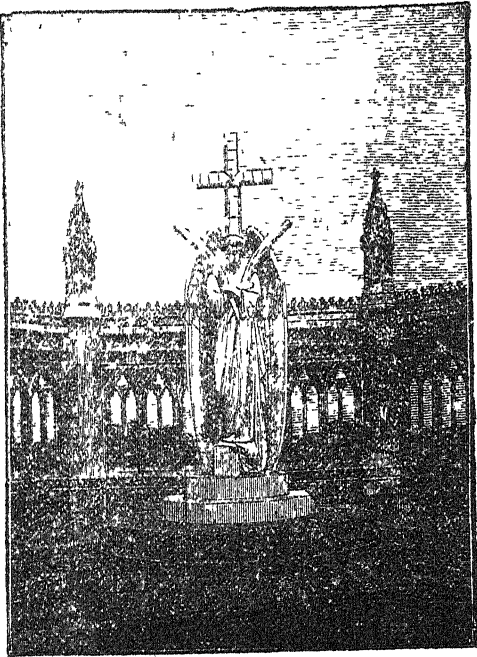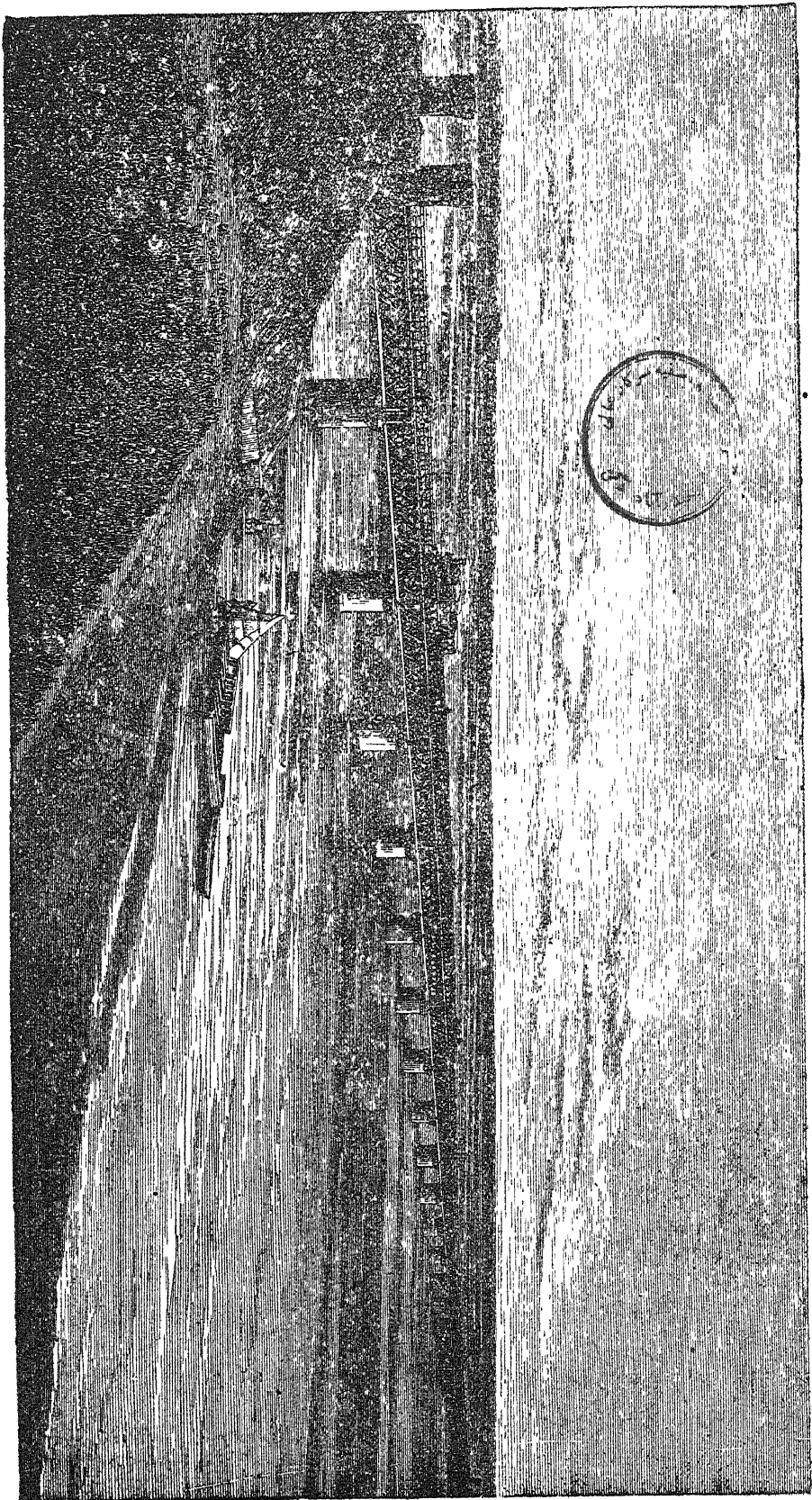
کے مہاراجہ جسرتھ کی خبیوں کے بیان سے شروع ہوتی ہے۔ ہندو رامائن کو سچی تاریخ مانتے ہیں لیکن سوائے چندہ اتفاقات کے باقی سب شاعر کی اپنی بناوٹ ہے جو اُسنے ناظرین کی دلچسپی اور حیرانگی بڑھانے کے لئے لکھے۔ ہنومان جیسا کوئی بھی بندر نہیں ہُوا جو پہاڑوں کو اُٹھا اور سورج کو اپنی بغل میں چھپا سکے۔ لنکا کے راکشسوں کے راجاؤں کی بابت سب باتیں بناوٹی ہیں اب لنکا یا سیلون ملکہ انگلستان کی زیر حکومت ہے اور دوسرے ملک جیسے لوگوں سے آباد ہے۔ کیونکہ مذہب بدھ کے قدیمی صدر مقام ہونے کی وجہہ سے مشہور رہے۔ یہہ کئی ہندو خاندانوں کی زیر حکومت رہا ہے ۱۱۹۴ء میں محمدیوں نے اس پر حملہ کیا اور ۱۷۳۲ء کے درمیان ایک فارس کا سوداگر سعادت علی خان اودھ کا صوبہ دار مقرر ہوا اُسنے ایک محمدی خاندان کی بنیاد رکھی جو ہمارے زمانہ تک حکمران رہا۔ ۱۸۵۶ء میں انگریزوں نے اودھ کو ملحق کرلیا اور آخری بادشاہ نے جو سرکار انگلشیہ کا پنشن خوار تھا ۱۸۸۷ء میں بمقام کلکتہ انتقال کیا۔ ۱۸۷۷ء تک اودھ ایک چیف کمشنر کی زیر حکومت رہا۔ اور اسی سال ممالک مغربی و شمالی کے ساتھ ملحق کیا گیا ۔

اودھ کا رقبہ قریباً ۲۴۰۰۰ مربع میل ہے جو تخمیناً سیلون کے برابر ہے۔ اس میں ایک بڑا میدان ہے جو گنگا اور سمندر کیطرف ڈھلوان ہے جنوب میں یہہ دریائے گنگا سے محصور ہے اور دریائے گومتی ۔ گھاگرا ۔ اور راپتی اس میں سے گذرتے ہیں ۔ یہاں کی زمین زرخیز ہے بمشکل ہی زمین کا کوئی حصہ بیکار ہوگا۔ آبادی یہاں کی بڑی گنجان اور ۱۲۵۰۰۰۰۰ یا ہر مربع میل پیچھے ۵۲۲ ہے۔ ہر دس آدمیوں میں ۹ ہندو ہیں ۔

لکھنؤ

اودھ کا دارالخلافہ لکھنؤ ریل کے رستے کانپور سے ۴۱ میل کے فاصلے پر ہے۔ یہہ گومتی کے دونوں کناروں پر واقع ہے اور اگرچہ یہہ ایک نیا شہر ہے اسکی آبادی ۲۷۳۰۰۰ ہے + بلحاظ وسعت یہہ ہندوستان میں مدراس سے دوسرے درجے پر سمجھا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ رام کے بھائی لچھمن نے یہاں گاؤں بسایا تھا لیکن موجودہ شہر پچھلی صدی سے شروع ہوا تک پہلی نظر میں لکھنؤ بڑا عالیشان نظر آتا ہے بعد ازاں آنکھیں چندھیانے والی سفیدی کی عالیشان عمارتیں جن پر سنہری گنبذ اور ہزاروں ہی چھوٹے چھوٹے مینار بنے ہیں نظر آتی ہیں ۔ نزدیک سے دیکھنے پر یہہ دھوکا رفع ہوجاتا ہے۔ کہ یہہ سفید رنگ کی عمارتیں سنگ مرمر سے نہیں بلکہ قلعی سے ہیں۔ عمارتیں پتھر کی نہیں بلکہ عموماً سنگ مرمر کے چونے سے بنی ہوئی ہیں اور گنبذ صرف کھوکھلے ہی ہیں ۔مشہور عمارتوں میں سے امام باڑہ یا آصف الدولہ کا مقبرہ ۱۷۸۴ء کے قحط میں تعمیر کیا گیا تھا۔ اس عمارت میں ایک بڑا فراخ عالیشان پولان ہے۔ فی الحال یہاں سلح خانہ ہے۔ دریا کے کنارے کے ساتھ ہی چتر منزل محل نام بڑی بے ڈھنگی عمارتیں ہیں ان پر گلٹ دار چھتریاں بنائی گئی ہیں جو دھوپ میں بڑی چمکتی ہیں ۔ بائیں طرف تھوڑے سے فاصلے پر قیصری باغ کے دروازے کے پاس دو مقبرے واقع ہیں ۔ یہہ آخری ہیں جو اودھ کے جلا وطن خاندان نے

تعمیر کرائے تھے شاہ منزل میں وحشی جانوروں کی لڑائیاں ہوا کرتی تھیں جن کے لیے دربار اودھ اپنے تباہ ہونے کے دن تک مشہور رہا گرد نواح میں مارٹینر نام ایک بے ترتیب عمارت واقع ہے اسے ایک فرانسیسی آدمی کلاڈی مارٹن نے جو ایک عام سپاہی ہو کر ہندوستان میں آیا اور بڑا امیر جنرل ہو کر فوت ہوا بنایا تھا۔ اصل میں یہہ ایک محل تھا لیکن نام ہونے سے پیشتر یہاں ایک مدرسہ جاری کیا گیا۔ یہہ ایک سو بیس لڑکوں کو تعلیم اور کپڑے بہم پہنچاتا ہے +

لکھنؤ باغوں اور باغیچوں کے لیے مشہور ہے +

دروازہ لکھنؤ
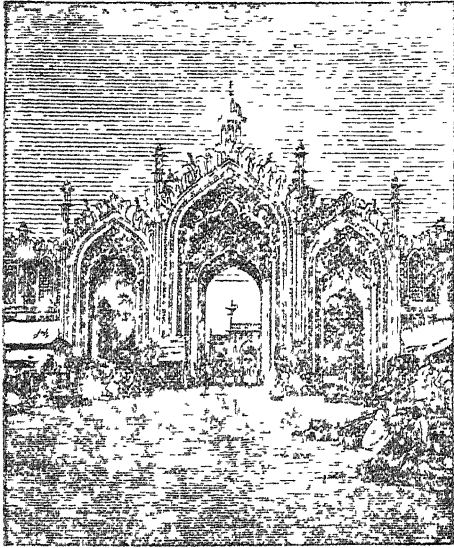
ریزیڈنسی۔ لکھنؤ میں ایک بڑی قابل دید عمارت ہے ۱۸۵۷ء میں ۰۰۰ ایک یورپین لوگوں نے مع اپنے بی بی بال بچوں اور دیسی نوکروں کے جو پناہ لینے آئے اور سر ہنری لارنس کے زیر فرمان ۰۰ ۵ انگریز سپاہیوں اور اتنے ہی دیسی سپاہیوں نے چھ مہینے تک سپاہ کی ٹڈی سی تعداد کے خلاف اس عمارت میں اپنی حفاظت کی +

باغی سپاہ نے عمارت اڑا دینے کے لیے سرنگیں کھودیں جن میں ہمیشہ آگ جلتی رہتی تھی۔ عورتیں بچے اور بیمار عمارت کے نچلے تہ خانوں میں رکھے گئے۔ ایک دن کا ذکر ہے ایک چھوٹی لڑکی اندر کے احاطے میں کھیل رہی تھی کہ اس کے سر میں گولی لگی اس صدمے سے وہ جانبر نہ ہوئی + خوراک نہ ہونے کی وجہہ سے وہ تقریباً بے طاقت ہو گئے لارڈ لارنس کے بھائی سر ہنری لارنس کو ریزیڈنسی کے اندر گولے کے پھٹنے سے ایک کاری زخم لگا اور تھوڑی دیر بعد اسنے جان دی اس کی قبر پر اس کے آخری الفاظ کندہ ہیں " یہاں ہنری لارنس مدفون ہے جسنے اپنی فرائض ادا کرنیکی بہت کوشش کی " اس موت کے تین مہینے بعد سر ہنری ہیولاک مدد کے لیے پہنچا۔ سر ہنری ہیولاک بھی آخری چھٹکارے کے دن جاں بحق تسلیم ہوا۔ مرنے سے پیشتر اسنے اپنے دوست سر جیمس او ٹرام سے کہا کہ " چالیس برس سے زیادہ میں نے اپنی زندگی یوں گذاری ہے کہ جب موت آئے تو بغیر کسی خوف کے اسکا مقابلہ کر سکوں +

ریزیڈنسی اب بالکل نابود ہے قدیمی دارالخلافہ اجودھیا گھاگرہ کے جنوبی کنارہ لکھنؤ سے ۸۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ پرانا شہر اب بالکل نابود ہو گیا ہے اور اسکی جگہ کا ان کھنڈرات سے جو جنگلوں میں چھپے ہیں پتہ ملتا ہے پرانے زمانہ میں یہہ ہندوستان کے شہروں میں سب سے بڑا اور عالیشان تھا۔ موجودہ چھوٹا شہر اجودھیا اور فیضآباد دونوں قدیم شہر کی جگہ پر واقع ہیں +

گومتی لکھنؤ
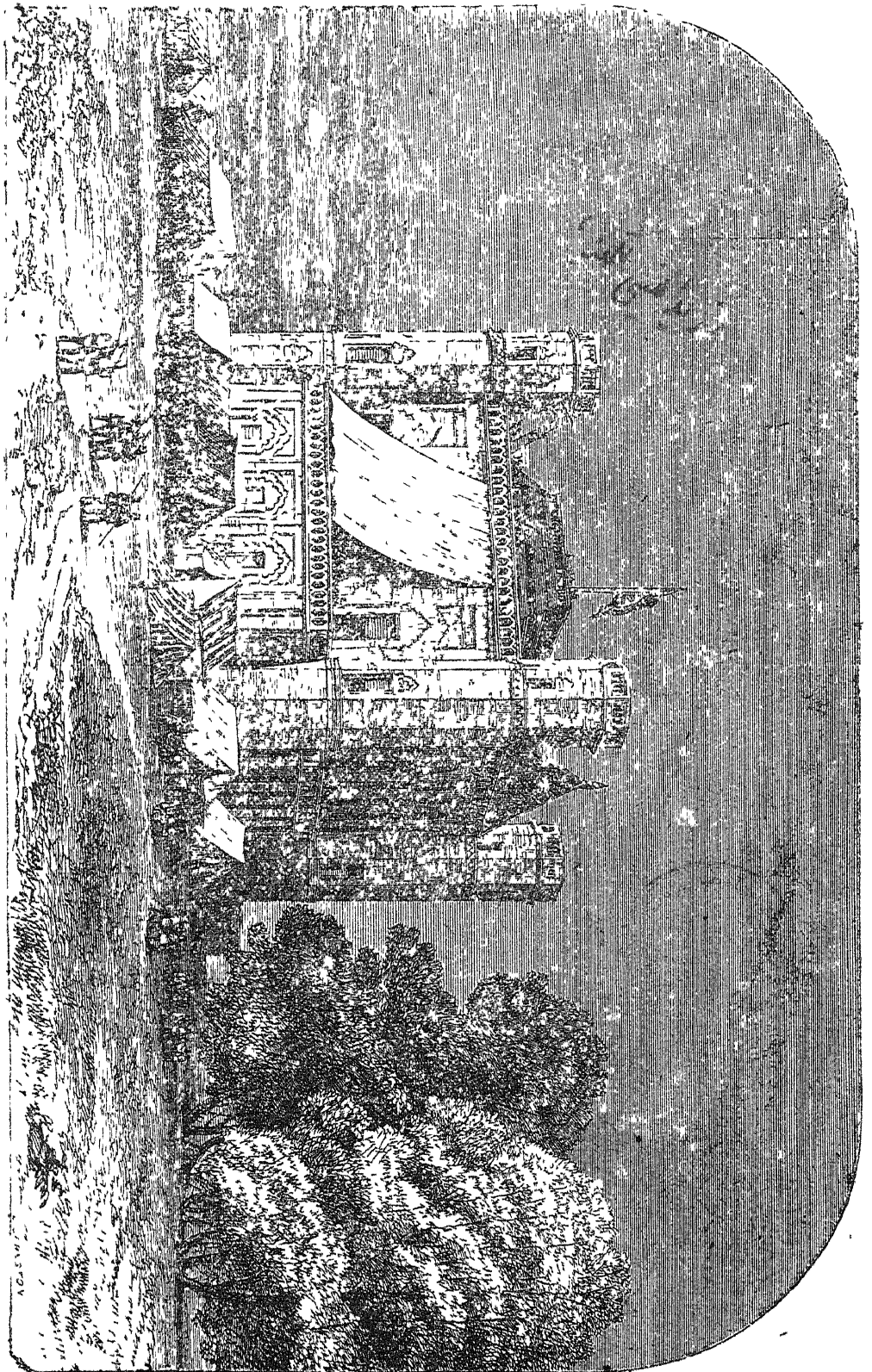
دریائے گنگا میں سفر

سر ہنری ہولاک

لکھنؤ سے گنگا میں واپس آکر ہم اپنا دریائی سیر اختیار کرتے ہیں قریب ستر میل کا سفر طے کرکے ہم کشتی کو چھوڑتے اور دریا سے چار میل کے فاصلے پر شہر قنوج میں جو کالی ندی کے مغربی کنارے پر واقع ہے پہنچتے ہیں گنگا شہر کے ساتھ ہی بہا کرتی تھی لیکن اب چار میل پرے ہٹ گئی ہے زمانہ سلف میں قنوج ایک بڑی سلطنت کا دارالخلافہ تھا اور یہاں کے گپتا خاندان نے اپنی حکومت شمالی ہند کے بڑے حصے میں پھیلائی۔ یہاں کے راجاؤں کو مہاراجہ ادھراج کا خطاب ملا ہوا تھا چھٹی مسیحی صدی میں اس شہر نے اپنی اقبالمندی حاصل کی۔ ۱۰۱۸ء میں محمود غزنوی نے اس شہر پر قبضہ کیا لیکن یہاں لوٹ مار نہ کی ٭

۱۱۹۴ء میں محمد غوری نے اسے فتح کیا۔ موجودہ کھنڈرات پانچ گاؤں کی زمین پر پھیلے ہوئے ہیں اکثر لوگ پرانی دیواروں کے ساتھ جھونپڑیاں بنا بنا کر رہتے ہیں۔ آج کے دن تک جنوبی ممالک کے تمام برہمن قنوج کے پانچ برہمنوں میں سے کسی نہ کسی کے ساتھ اپنا رشتہ ملاتے ہیں ٭

فرخ آباد کانپور سے سو میل کے فاصلہ پر دریائے گنگا کے کنارے واقع ہے اور ریلوے کے ذریعہ اس سے ملایا گیا ہے گذشتہ صدی میں یہ نواب فرخ آباد کی جاگیر کا حصہ تھا ۱۸۵۷ء کے غدر میں نواب سرکار انگلشیہ کے دشمنوں سے جا ملا۔ لیکن چند مہینے بعد لڑائی میں شکست یاب ہو کر اسے بھاگنا ہی پڑا ٭

گنگا کی نہریں

ہندوستان کے کئی حصوں میں کاشتکاروں کی تباہی اور مفلسی کی یہہ وجہہ ہے کہ بارش کا کچھ ٹھکانا نہیں۔ سو برس گذرتے ہیں کہ لوگوں کا عام خیال تھا کہ قحط قہر الٰہی اور انسانی طاقت سے بالکل باہر ہے ٭ فصل نہ ہونیکا لابد اور قدرتی نتیجہ یہی تھا کہ جانوں کا بھی نقصان ہو۔ زمین اپنا پھل نہ دیتی اور لوگ موت کو ایک معمولی چیز خیال کرتے تھے ٭

بنگال میں ایک گذشتہ صدی کے قحط کا بیان ہے۔ "تمام موسم گرما میں لوگ مرتے رہے۔ کسانوں نے اپنے گائے بیل اور اوزار کاشتکاری اور اپنے بال بچوں کو بھی بیچ دیا حتیٰ کہ کوئی بھی ان کے خریدنے والا نہ رہا۔ انہوں نے اناجوں کے بیج بھی کھالئے اور درختوں کے پتوں اور میدان کی گھاس پر گذران کرتے رہے۔ اور ماہ جون میں یہہ خبر ملی کہ زندے مُردوں پر گذارہ

کرتے تھے۔ قحط کے دو سال بعد وارن ہیسٹنگز نے بنگال کا دورہ کیا اور وہ لکھتا ہے کہ قریب ایک تہائی آبادی یعنی قریباً ۱۰۰۰۰۰۰ لوگ تباہ ہوئے۔ انیس برس بعد لارڈ کارنوالس رپورٹ کرتا ہے کہ بنگال کا ایک تہائی حصہ جنگلوں اور وحشی جانوروں سے آباد ہے"۔ (ماخوذ از کتاب انگلینڈس ورک ان انڈیا)

قحط زدہ لوگ

سنہ ۳۸-۱۸۳۷ء میں شمالی ہندوستان میں ایک سخت قحط پڑا۔ اس کے بعد برسوں تک کسان ایک سمت کی طرح اپنی عمروں کا شمار اس واقع سے کیا کرتے تھے۔ اس تکلیف کے دور کرنے کے لئے سرکار عالی وقار نے سنہ ۱۸۴۲ء میں گنگا کی نہریں شروع کیں اور پہلی نہر سنہ ۱۸۵۴ء میں کھولی گئی۔ سنہ ۱۸۶۶ء میں اسی نہر کو جنوبی گنگا کی نہر کے نام سے الہ آباد تک بڑھانے کی سفارش کی گئی۔ شمالی نہر ہردوار کے نزدیک سے دریائے گنگا کا آدھا پانی لے لیتی۔ اور شمالی حصہ ملک میں جو دونوں دریاؤں کے مابین واقع ہے بانٹ دیتی ہے۔ کانپور کے پاس یہہ نہر پھر گنگا میں آملتی ہے۔ جنوبی نہر گنگا شمالی نہر کا جنوبی حصہ ہے جس کے ساتھ یہہ ملی ہوئی ہے۔ راج گھاٹ کے نزدیک سے یہہ نہر دریا سے پانی لیتی اور دوآب کے جنوبی حصے کو سیراب کرتی ہے۔ یہہ دونوں نہریں ۱۰۰۰ میل لمبی اور اُن کی شاخیں ۴۸۰۰ میل ہیں۔ جس سرزمین کو یہہ شاخیں سیراب کرتی ہیں اُن کی جمع قریباً چار کروڑ روپیہ سالیانہ ہے جو ملک اِن کے احاطے سے ورے ہیں بالکل ویران پڑے ہیں۔ جن حصوں کو کہ یہہ سیراب کرتی ہیں وہ کثرت فصلوں سے ہرے بھرے ہیں۔ یہہ دنیا بھر میں سب سے زیادہ آب پاشی کرتی ہیں۔ بڑی نہروں میں کشتیاں بھی جا سکتی ہیں ✣

رُڑکی میں جو دریائے گنگا پر ہردوار سے کچھ نیچے واقع ہے۔ ایک انجنیئرنگ کالج اور نہر گنگا کے متعلق بڑے بڑے کارخانے ہیں ✣

ہردوار یا ہری دوارا "وشنو کا دروازہ" دریائے گنگا پر جہاں سے یہہ پہاڑوں سے نکلتی ہے تیرتھ کی ایک مشہور جگہ ہے۔ لیکن شِو کے پیرو کہتے ہیں کہ اس جگہ کا اصلی نام ہرادوارا یعنی "شِو کا دروازہ" ہے۔ اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ پہلے اس سے کہ شِومت یا وشنومت نے اپنی موجودہ حالت اختیار کی۔ یہہ جگہ متبرک خیال کی جاتی تھی ✣

مندر گنگا دروازہ کے ساتھ اشنان کرنے کی گھاٹ ایک مشہور جگہ ہے اور لوگ یاں بکثرت آتے ہیں۔ ایک پتھر جس پر وشنو کے پاؤں کا نشان کندہ ہے۔ اوپر کی دیوار میں لگایا گیا ہے اور اس کی خاص عزت و پرستش ہوتی ہے۔ جب

ہردوار گھاٹ

وقتِ سعید آپہنچتا ہے تو ہر ایک جاتری سب سے اوّل تالاب میں کودنے کی کوشش کرتا - اور بھیڑ کو ایک دوسرے کے پاؤں تلے روندنے اور متبرک پانی میں غرق کرنے سے باز رکھنے کے لئے پولیس کے سخت پہرے کی ضرورت پڑتی ہے + ۱۸۱۹ء کا واقعہ ہے کہ ۴۳۰ شخصوں نے معہ سپاہیوں کے جو پہرہ پر تھے - اس طریق میں اپنی جانیں گنوائیں - اس حادثے کے بعد سرکار نے موجودہ بڑا گھاٹ بنوایا اس کی ساٹھ سیڑھیاں سو فٹ لمبی ہیں +

ماہِ بساکھ کے پہلے دن جو ہندو شمسی سال کا شروع اور گنگا کے زمین پر ظاہر ہونے کی سالگرہ ہے - بڑی خلقت جمع ہوتی ہے - ہر بارھویں سال کمبھ میلا نام ایک خاص متبرک میلا منعقد ہوتا اور اس میں لاکھوں آدمی شریک ہوتے ہیں +

دریائے گنگا

ہم مقام ساگر سے جہاں گنگا سمندر میں ملتی ہے مقام ہردوار تک جہاں یہ پہاڑوں سے نکلتی - برابر گنگا میں چلے آئے ہیں + اسکا منبع کوہ ہمالیہ میں ہے + مندر گنگوتری کے اوپر ایک برفانی غار سے جو ایک تختہ برف کے دامن میں واقع ہے بھاگیرتھی کے نام سے نکلتی ہے - جاتری اس غار کا جو مندر سے آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے - تیرتھ کرتے اور اس متبرک دریا کا اسے منبع خیال کرتے ہیں + برہمن لوگ مقام گنگوتری میں متبرک پانی کی بوتلیں بھر کر ان پر مہریں لگاتے اور بمنزلہ ایک بیش قیمت خزانہ کے اسے اور شہروں میں بھیجتے ہیں +

بھاگیرتھی میں شمال مغرب سے جہانوی اور پھر الک نندا آملتے ہیں اور ان سب کے ملنے کے بعد دریا کا نام گنگا پڑجاتا ہے

گنگا کا منبع سطح سمندر سے ۱۳۸۰۰ فٹ بلند ہے۔ ہردوار میں یہہ سمندر سے ۱۰۲۴ فٹ بلند ہے اور رفتہ رفتہ نیچے کی طرف ڈھلوان ہوتا جاتا ہے۔ بنارس میں یہہ سطح سمندر سے صرف ۳۵۰ فٹ بلند ہے۔ گنگا کی کل لمبائی قریباً ۱۵۶۰ فٹ ہے۔ یہہ لمبائی میں کئی ایک اور دریاؤں مثلاً ایمزان واقع امریکہ سے جو ۴۰۰۰ فٹ لمبا ہے۔ چھوٹا ہے ٭

تمام ملکوں میں یہہ بات عموماً پائی جاتی ہے کہ نادان لوگ اپنے بڑے خالق کی حمد و ثنا کرنے کے عوض اُن چیزوں کی جو مفید ہوں پرستش کرتے ہیں ٭

ملک مصر میں دریائے نیل گنگا سے بھی کہیں بڑھکر ضروری ہے۔ اس کے بغیر ملک کا ملک ہی بالکل تباہ و ویران ہو جائے۔ اس لئے قدیمی مصری نیل کو دیوتا کی منزلت دیتے تھے۔ ہندو ہر ایک چیز کی خواہ وہ آسمان پر ہو یا زمین پر۔ پرستش کرنے کو تیار ہیں ٭

اسی طرح بڑھئی اپنے اوزاروں اور عورت اپنے برتنوں کی پرستش کرتی ہے اسلئے اگر گنگا ہندوؤں کے پرستش کرنے والی چیزوں میں اعلےٰ جگہ رکھے تو اس میں کوئی تعجب اور حیرانگی کی بات نہیں ٭

ویدوں میں صرف دو بار گنگا کا ذکر آیا ہے۔ ویدوں کے زمانے میں آریہ ابھی ہندوستان میں بہت نہیں بڑھے تھے اور

مندر گنگوتری
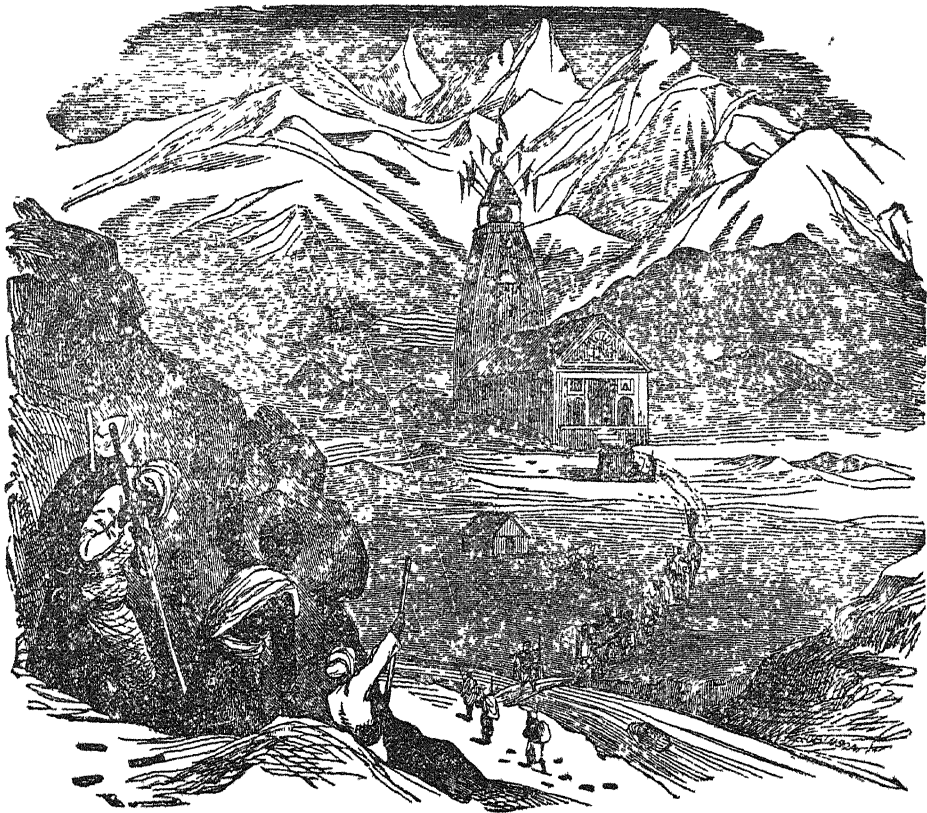
دریائے سندھ ہی دریاؤں کا شاہنشاہ خیال کیا جاتا تھا۔ دریائے سرستی نے جو ایک دیوی تھی آریوں کو ان کے مشرقی دشمنوں سے بچائے رکھا ✤

گنگا کی عجیب و غریب حکائتیں مہابھارت اور رامائن میں لکھی گئی ہیں۔ اور پرانوں میں انکا بہت مبالغہ کیا گیا گنگا کی نسبت لکھا ہے کہ وہ ایک دیوی اور کوہ ہمالیہ کی بیٹی ہے۔ پرانوں میں یہہ بھی لکھا ہے کہ یہہ دریا وشنو کے انگوٹھے سے دریا کے زمین پر گرنے کے صدمے کو ہٹانے کے لیئے شونے اپنے گوندھے ہوئے بالوں پر لے لیا۔ ایک اور روائت ہے کہ ایک گائے کے منہہ سے بہتی ہے ✤

دریائے گنگا میں خصوصاً مقرری تیوہاروں کی تقریب پر اشنان کرنے سے تمام گناہوں کے داغ مٹ جاتے ہیں کنارۂ دریا پر مرنا اور جلایا جانا آسمانی برکات کے لیئے گویا پروانہ راہ یا نجات ہے + بلکہ یہاں تک کہ ہزاروں میل کے فاصلہ سے "گنگا گنگا" پکارنا پچھلی تین زندگیوں کے گناہونکا کفارہ ہے ✤

گنگا کی یہہ پوترتائی کا خیال محض فریب اور دھوکا دہ ہے۔ یہہ اور دریاؤنکیطرح کوہ ہمالیہ سے نکلتی اور اسکا پانی اُنسے کہیں بڑھکر متبرک نہیں ہے۔ جو لوگ کہ بجائے اپنے خالق کے مخلوق کی پرستش کرتے اُن کے گناہوں کی معافی تو کدھر رہی وہ اپنے جرموں اور گناہوں کو اور بھی بڑھاتے ہیں ✤

کوہ ہمالیہ

اب ان پہاڑوں کے سلسلے کا جو دنیا میں سب سے بلند ہیں کچھہ حال لکھا جاتا ہے ✤

ہمالیہ (جائے برف) ہندوستان کی شمالی سرحد ہے اور دریائے سندھ کے بڑے خم سے دریائے برہم پُترا کے بڑے خم تک تقریباً ۱۵۰۰ میل کا فاصلہ گھیرے ہے۔ دامن کی چوڑائی قریباً ۲۰۰ میل ہے ✤

پہاڑوں کے جنوبی ڈھلوان گنگا اور سندھ کے گہرے میدانوں سے اُٹھتے ہیں۔ شمال میں یہہ سلسلہ سمندر سے قریب ۳ میل کی بلندی پر تبت کی سرحد ہے + اگر دور سے میدان پر کھڑے ہو کر دیکھا جائے تو یہہ پہاڑ سفید بادلوں کی ایک قطار نظر آتے ہیں۔ اور معلوم دیتا ہے کہ نچلی لکڑی اور پہاڑی سلسلہ کے جو دھندے میں چھپا رہتا۔ اور واقع میں اس بات کا صاف صاف جواب دینا بڑا مشکل ہے کہ حقیقت میں یہہ پہاڑی نظر آتے ہیں یا ان پر کے بادل + اگر ہم نزدیک جائیں تو معلوم ہوگا کہ یہہ برفانی پہاڑ پہلے اس کے کہ لکڑی دار پہاڑ اپنی اعلےٰ بلندی کو پہنچے۔ اُن کے نیچے چھپ جاتے ہیں ✤

اس سلسلے کے دامن یا ... ہی میں ترائی نام ایک ۲۰ میل کشادہ میدان ہے۔ یہاں پر پہاڑ سے پانی گرنے کی وجہہ سے ایک بڑا دلدل بنجاتا اور آفتاب کی تاثیر سے یا ایک بڑا گنجان جنگل ہوگیا ہے جہاں ہزاروں وحشی درندے

رہتے ہیں صحت کیلئے یہہ جگہ بڑی خراب اور مضر ہے + ترائی سے ورے ایک پہاڑیونکا سلسلہ ہے جو ۳۰۰۰ فٹ بلند اور قیمتی درخت سال کے جنگلوں سے بھرپور ہے بعض حصوں میں زرخیز سینچ دار وادیاں ہیں - انکا نام ڈھن ہے اور یہہ
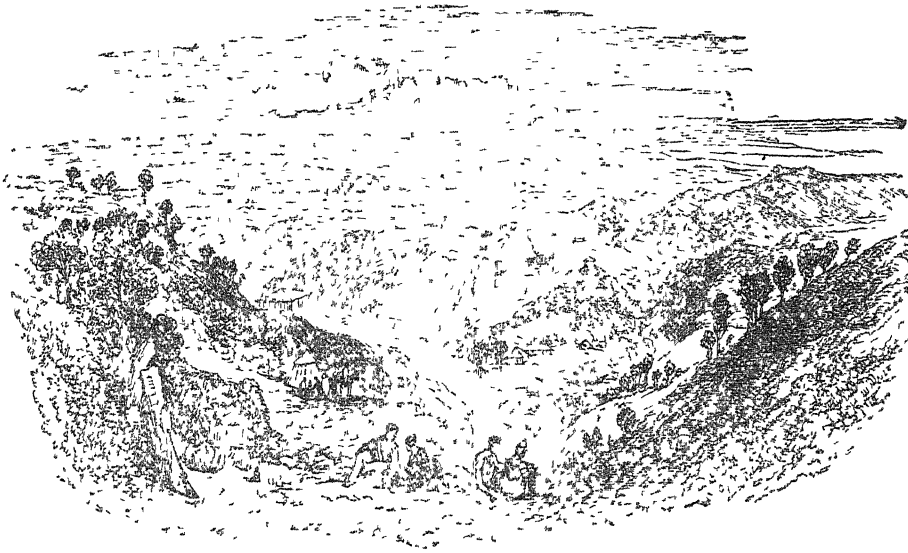
پہاڑی مقام + جنوبی ہمالیہ

اصلی پہاڑوں کے دامن تک پھیلتی ہیں + ان میں وہ مٹی پائی جاتی ہے جو پہاڑیوں سے بہہ کر آتی ہے - چاولونکی پیداوار بکثرت ہوتی اور پچھلے چند سالوں سے چاء کی کاشتکاری بھی یاں شروع کی گئی ہے +

پہاڑوں کا ایک دوسرا سلسلہ دفعتاً قریبا ۸۰۰۰ فٹ بلند ہوجاتا ہے - یاں کی روئیدگی بڑی زرخیز ہے ان پہاڑیوں پر دارجیلنگ - نینی تال اور شملہ جیسے مقامات واقع ہیں - جہاں یورپین لوگ موسم گرما کاٹنے کے لیئے بکثرت جاتے ہیں +

جوں جوں ہم اوپر چڑھتے جائیں کھجوریں بالکل نظر نہیں آتیں اور پتیاں تمام ولائتی پائی جاتی ہیں + صنوبر - دیودار - سرو اور شمشاد کے جنگلات بھی پائے جاتے ہیں ٹماٹری اور (گوزبری اور سترابری) اور دیگر پھل جو نیچے بالکل نامعلوم ہیں یاں بکثرت پائے جاتے ہیں +

سائے دار - آبپاشی والی وادیوں میں چاول کی فصل زراعت بڑی کامیابی سے کی جاتی ہے جو کی زراعت ۱۲۰۰۰ فٹ کی بلندی پر بخوبی ہوسکتی ہے - رفتہ رفتہ درخت گھٹتے جاتے اور ۱۶۰۰۰ فٹ کی بلندی پر جھاڑیں بھی معدوم و نابود ہوجاتی اور سیاہ برہنہ چٹان دائمی برف سے ڈھنپے رہتے ہیں +

۱۱۰۰۰ فٹ کی بلندی پر بندر - ۱۳۰۰۰ فٹ پر چیتے - بھالو اور ہرن اس سے بھی بلندی پر پائے جاتے ہیں + بھیڑ

بکریں ہیں - نہ صرف خوراک اور کپڑے بلکہ دروں کے پار اسباب لے جانے کے لئے بھی بکثرت پائی جاتی ہیں - تبت میں یاک جو بھینسے سے ملتا جلتا اور بال بڑے لمبے ہوا کرتے ہیں - ایک قیمتی جانور ہے *

سب سے اونچے درے جہاں سے مال تجارت گذرتا ہے سمندر سے ..... ۲ فٹ بلند ہیں + اکثر حالتوں میں یہ درے اِن خطرناک راستوں سے بنے ہوتے جو اَلپین ندی کے جو سیاہ گھاٹیوں میں سے ہو کر جھگ کی ایک

کوہ ہمالیہ کی برفانی چٹان
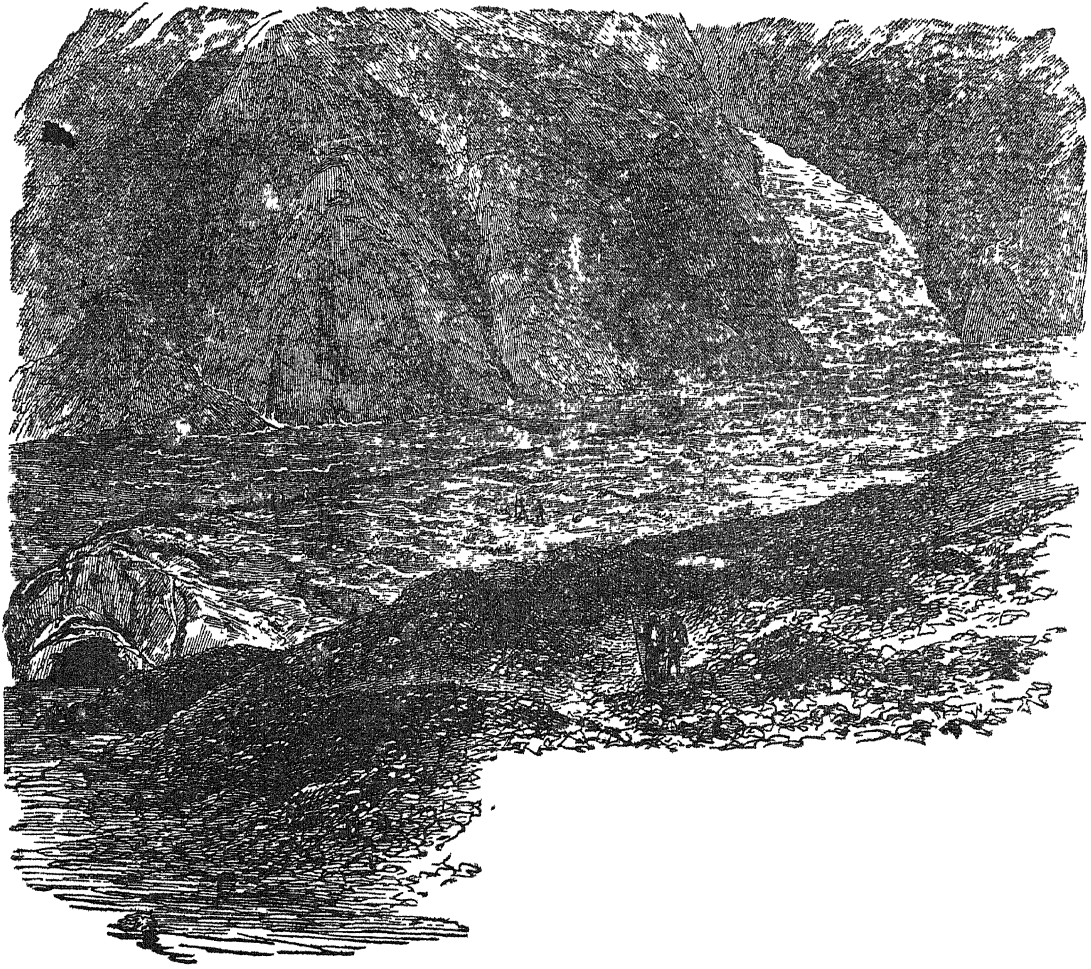
ناشکستہ چادر میں ہو کر گرتی اور جس کی دونوں طرف بادلوں سے بھی اونچی پہاڑی دیواریں عمود وار کھڑی ہے - ساتھ ساتھ جاتے ہیں - اِن عظیم گھاٹیوں کی عمودی دیواروں سے ہمیشہ اُن پتھر کے ٹکڑوں کی جو اُوپر کی پہاڑیوں سے ٹوٹتے ہیں - بوچھاڑ ہوتی رہتی ہے - بعض اوقات چٹانوں کے بڑے بڑے ٹکڑے نیچے لڑک کر آتے ہیں - اور راستوں کو بند

اور دریاؤں کے دہانوں کو بھر دیتے اور اُنہیں آبشار بنا دیتے ہیں + پہاڑ کی ایک طرف کی طرف ہی یوں الگ ہو کر دامن میں بیٹھ گئی ہے + بعض درختوں کی جو جڑ سے اُکھڑ کر نیچے گر پڑے شاخیں زمین میں اور جڑیں آسمان کی طرف دیکھی گئیں +

اِن عجیب بلندیوں پر چلتے وقت مسافر عجیب طرح کی حالت معلوم کرتا ہے - ہوا اتنی ہلکی ہوتی کہ زندگی بمشکل سنبھالنے کے قابل ہوتی ہے + تھوڑی سی تھکاوٹ مسافر پر غالب آتی - وہ قدم قدم پر ٹھہرتا اور سانس لینے کے لئے کوشش کرتا ہے - اِس سلسلے کی اوسط بلندی قریباً ۱۸۰۰۰ فٹ ہے + لیکن ۴۸ چوٹیاں ۲۳۰۰۰ فٹ سے اونچی دریافت ہوئی ہیں + کوہ ایورسٹ جو نیپال کی شمالی سرحد پر واقع ہے - ۲۹۰۰۲ فٹ بلند اور دنیا بھر میں سب سے اونچی چوٹی ہے + اِس کی عمودی بلندی ہی ۵ میل سے کچھ اوپر ہے + کنچنجنگا - ۲۸۱۶۰ فٹ بلند واقع مشرقی سرحد نیپال بلندی میں دوسرے درجے پر ہے +

دارجیلنگ کی جو ہم پیچھے تصویر دے آئے ہیں - (دیکھو صفحہ ۱۷) اِس میں کوہ ایورسٹ دکھائی دیتا ہے +

دوالگیری - بنارس کے مشرق میں ۲۶۸۲۰ فٹ بلند ہے + جمنوتری کی چوٹیں جن میں دریائے جمنا کا منبع ہے - ۲۱۱۵۵ فٹ بلند ہیں +

پہاڑوں کی جنوبی ڈھلوان پر دائمی برفانی سطح کی قطار سمندر سے قریباً ۱۶۰۰۰ فٹ بلند ہے اور شمالی طرف ۱۷۴۰۰ + اِس فرق کی وجہ یہہ بتائی جاتی ہے - کہ جنوبی طرف سورج کی گرمی زیادہ ہوتی ہے + اگرچہ ہمالیہ دنیا میں سب سے بلند سلسلہ ہے - لیکن وہ پرانا نہیں + بھلا یہہ کیونکر معلوم ہوا؟ سمندر سے ۱۴۰۰۰ فٹ کی بلندی پر گھونگھے جو مقابلۃً ابھی نئے ہیں - چٹانوں میں پائے جاتے ہیں - کسی وقت میں یہہ چٹان ضرور پانی کے نیچے ہونگے + پگھلے ہوئے بھربھرے پتھر نے نیچے سے زور دیکر اُنہیں اِس موجودہ بلندی تک اُٹھا کھڑا کیا - اِن اونچا کرنے کے عمل میں بڑے بڑے ٹیلے بن گئے جن میں یہہ پگھلا ہوا بھربھرا مادہ آن گھسا - ایسے کئی ایک دیکھے جا سکتے ہیں - گرمی نے اِن چٹانوں کو سخت کر کے اُنکی ہیئت کو بالکل بدل دیا + جمنوتری پہاڑوں کے نزدیک گرم چشمے بھی ہیں +

ہمالیہ کا ایک خوب صورت نظارہ یہہ ہے کہ بادل نیچے خاموش سمندر کی طرح اور پہاڑوں کی چوٹیاں جزیروں کی مانند نظر آتی + بعض اوقات نیچے کے بادلوں میں بجلی چمکتی - حالانکہ اوپر کا آسمان صاف نیلا نظر آتا ہے +

اگر نیچے میدان سے دیکھا جائے تو غروب آفتاب کے وقت پہاڑوں کے رنگوں کی تبدیلیاں بڑی ہی دلکش معلوم دیتی ہیں - ایک سیاح لکھتا ہے کہ :- یوں معلوم ہوتا تھا کہ چاروں طرف کی پہاڑیوں میں آگ لگ رہی ہے - پھر اُنکا رنگ تیز بنفشہ سا ہو گیا - اور جب برف پگھلنے اور گلابی رنگ کی ہونے لگی تو نزدیک کے پہاڑ بالکل سیاہ ہو گئے - حتیٰ کہ

صرف ایک چھوٹا سا شعلہ رہ گیا - جو تھوڑی دیر تک سب سے بلند برفانی چوٹی پر ٹھہرا رہا - اور بعد میں وہ بھی نابود ہوگیا ✦

ہندوستان کے لیئے کوہ ہمالیہ بڑے فائدہ رساں ہیں ✦ سمندر کے بخارات اُس پر برف یا مینہہ کی صورت میں پڑتے ہیں - سورج کی گرمی اِس برف کو پگھلاتی - جو سینکڑوں دریاؤں میں بہہ جاتی - اور یوں موسم گرما میں جب پانی کی بڑی ضرورت ہوتی دریاؤں میں پانی بکثرت آتا ہے ✦ شمال کی سرد ہوا سے بچانے کے لیئے یہہ پردے کا کام بھی دیتے ہیں ✦

کئی ایک ملکوں کے نادان لوگ یہہ خیال کرتے ہیں - کہ ناگذر بلند پہاڑوں پر اُن کے الاموں اور دیوتاؤں کی جائے سکونت ہے ✦ یونانی لوگوں نے اپنے دیوتاؤں کو کوہ المپس پر جو اُن کے ملک کا سب سے اونچا پہاڑ ہے رکھا - پرانوں میں لکھا ہے کہ ہمالیہ خیالی پہاڑ میرو کے جنوب میں اور خیلسا مغرب میں واقع ہیں - موخر الذکر خالص چاندی کا پہاڑ ہے اور شو کی جائے سکونت یہیں ہے - جاتری اکثر لمبے اور تکلیف دہ سفر کرکے خیالی مقدس جگہوں کی پرستش کے لیئے ہمالیہ پر جاتے ہیں ✦ لیکن "بڑا قدوس ہاتھ کے بنائے ہوئے مندروں میں نہیں رہتا"۔ اُس کی پرستش کے لیئے بڑے بڑے تیرتھ کرنے کی کچھہ ضرورت نہیں۔ "وہ ہم میں سے کسی سے بھی دور نہیں - کیونکہ ہم اسی میں رہتے حرکت کرتے اور جیتے ہیں" ✦

ہم خواہ کسی جگہ ہوں وہ ہماری دعائیں اور پراتھنا سُننے کے لیئے ہمیشہ تیار ہے ✦

شہر بر دریائے جمنا

الہ آباد کے قریب جہاں یہہ دریائے گنگا سے ملتی ہے - اِس کے اُوپر ریلوے کا ایک بڑا خوبصورت پل واقع ہے - ہم دریا میں سیر کرتے اور مشہور مشہور شہروں کا حال لکھتے ہیں ✦

آگرہ

آگرہ جمنا کے مغربی کنارہ پر واقع ہے - اور ریل کے راستے الہ آباد سے ۲۷۹ میل ہے - دریا کے راستے یہہ بہت دور ہے - یہاں کی آبادی الہ آباد سے کچھہ کم ہے - شہر دریا کے خم پر جہاں سے وہ مشرق کی طرف مڑتا واقع ہے - اِس

زاویہ پر جو عین کنارے پر ہے۔ ایک قلعہ بھی واقع ہے۔ یہہ جگہ عموماً ہموار ہے۔ لیکن بعض گھاٹیاں بھی ہیں +

تاریخ۔ اکبر کے عہد سے پیشتر آگرہ لودی بادشاہوں کا صدر مقام تھا لیکن اُن دِنوں شہر جمنا کے مشرقی کنارے پر واقع تھا + سنہ ۱۵۲۶ع کی فتح کے بعد شاہ بابر نے یاں کے پرانے محل کو اپنی جائے سکونت ٹھہرایا + سنہ ۱۵۳۰ع میں اُس نے یہیں انتقال کیا۔ لیکن اس کی لاش کابل میں لے جا کر مدفون کی گئی۔ اُس کے بیٹے ہمایون نے اپنا دربار دہلی میں قائم کیا۔ ہمایون کے بیٹے اکبر نے دارالسلطنت آگرہ میں تبدیل کیا۔ اور دریا کے مغربی کنارے پر شہر کی بنیاد رکھی ۱۵۲۶ع میں اُس نے قلعہ تعمیر کروایا۔ اور پھر محلات بنوانے شروع کئے۔ اکبر کے جانشین بیٹے جہانگیر نے مقام
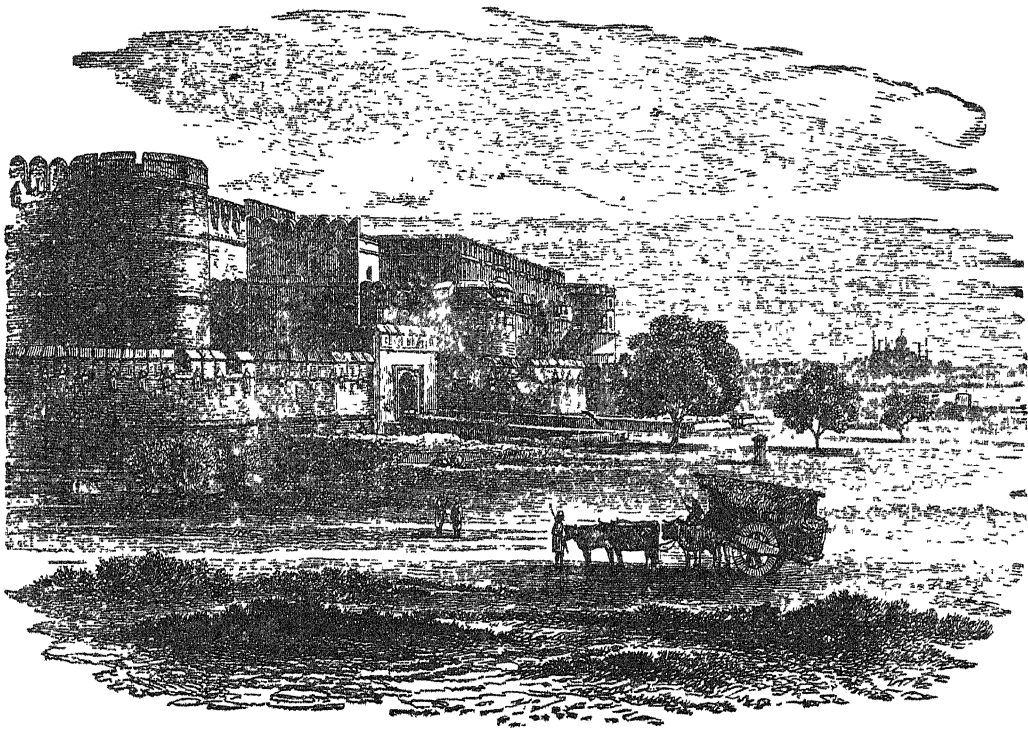
قلعۂ آگرہ

سکندرہ میں اپنے باپ کا مقبرہ بنوایا۔ اُس کے بیٹے شاہ جہان نے آگرہ کی سب سے خوب صورت عمارت بنوائی شاہجہان کے چوتھے بیٹے اورنگ زیب نے گورنمنٹ کا صدر مقام پھر دہلی میں تبدیل کیا۔ بعدہٗ آگرہ میں بڑی بڑی تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ انگریزوں نے لارڈ لیک کے زیر کمان اِسے سنہ ۱۸۰۳ع میں مرہٹوں سے فتح کیا + سنہ ۱۸۳۵ع میں ممالک مغربی

دریائے جمنا کا نظارہ + تاج دور سے نظر آتا ہے
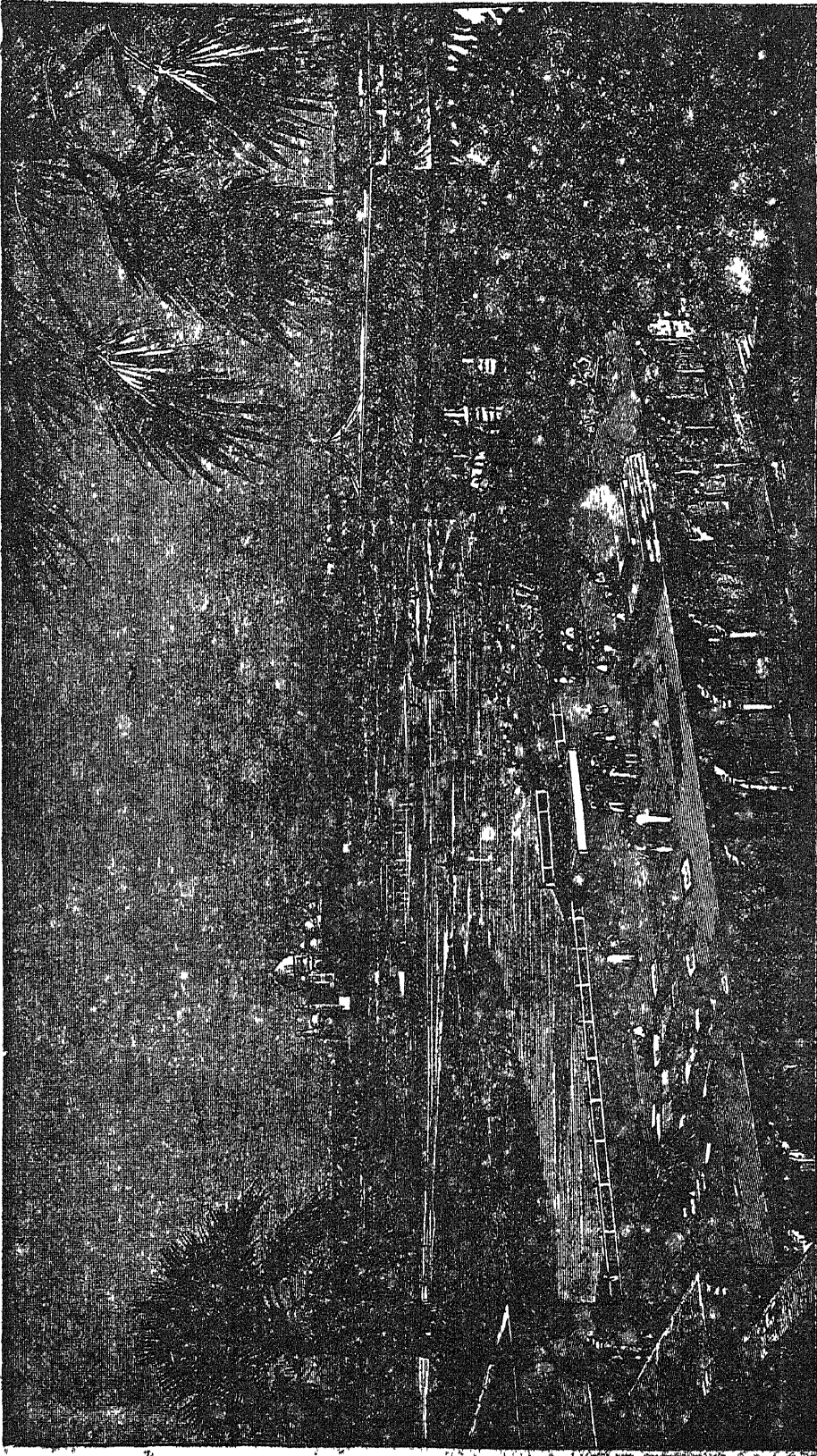
وشمالی کی گورنمنٹ کا صدر مقام الہ آباد سے آگرہ میں تبدیل کیا گیا۔ لیکن غدر کے بعد پھر مقدم الذکر ہی مقرر ہوا + نامی عمارتیں + قلعہ سرخ پتھر کا بنا ہوا اور اِس کی دیواریں ۷۰ فٹ اُونچی ہیں۔ اِس کے اندر ایک محمدی حاکم کے محل کے متعلق کئی ایک عمارتیں ہیں۔ واں ایک ہال (کمرہ) دربار عام اور ایک دربارِ خاص کے لئے ہے۔ سنگ مرمر کے کمرے در کمرے ہیں۔ کہیں کہیں نازک ستونوں پر برآمدے کھڑے ہیں۔ اور اِن کی چھتیں باہر کی طرف نکلی ہوئی ہیں + جنگلے بڑے اعلےٰ خوبصورت نمونوں کے بنے ہیں۔ اور اِن پر سنہری کام کیا ہوا ہے۔ یاں سے جمنا اور اُس پاس کے ملک کا خوب نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ شیش محل۔ سنگ مرمر کا حمام ہے۔ اور اِس میں ہزاروں ہی چھوٹے چھوٹے شیشے سجائے ہوئے ہیں +
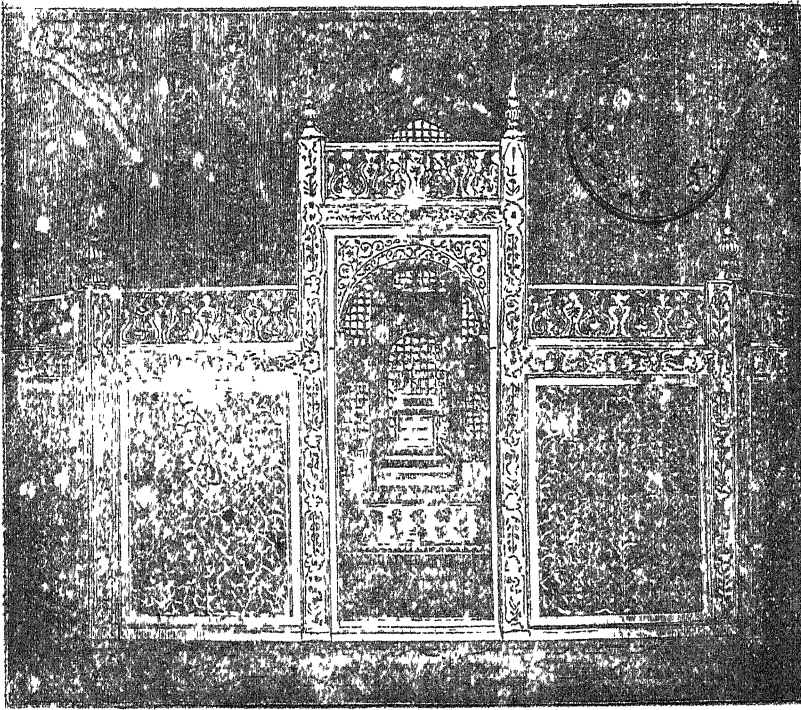
شاہجہان نے ۱۶۵۴ء میں موتی مسجد تعمیر کرائی یہہ بھُر بھُرے پتھر کے چبوترے پر کھڑی ہے۔ اور اِس کے تین سونے کی چوٹیوں والے سفید سنگ مرمر کے مینار ہیں مینار ایک برآمدے کی خوبصورتی کو

تاج میں سنگ مرمر کی جالی

جو صحن کی طرف سے کھلا اور عربی طرز کی محرابوں کی تگنی قطاروں سے تین حصوں میں منقسم ہے۔ دوبالا کرتے ہیں +

شاہجہاں اور اُس کی چہیتی بیوی کا مقبرہ تاج محل آگرہ کا فخر اور ہندوستان بھر میں عالیشان اور بے نظیر عمارت ہے +

محمدی بادشاہوں کے مقبرے عموماً اُن کی حین حیات ہی میں اُن کی اپنی ہی زیر ہدایت تعمیر کئے جاتے تھے ایسی عمارتوں کے لئے عموماً باغ چُنے جاتے۔ اور اُن کے اِردگرد بڑی اُونچی دیواریں بنائی جاتی تھیں۔ اور عین وسط میں یہہ عمارت جس

مین ایک دِن اُس کے مالک کی لاش دفن کی جائیگی - بنوائی جاتی تھی - بادشاہ کی حینِ حیات مین یاں اُس کی بیویاں - بال بچے اور چند خاص رفیق شام کے وقت اکٹھے ہوکر خوشیاں منایا کرتے تھے *

یہہ مقبرے عموماً ایک ہی خاص طرز پر ہوتے تھے - دیوار مین ایک یا دو بڑے دروازے - اور درمیان مین بڑا چبوترہ جِس پر مقبرہ کھڑا ہوتا - یہہ مقبرہ بھی مربع ہی ہوتا ہے - لیکن اِس کے زاویئے کٹے ہوتے اور اِس پر ایک گنبذ گھوڑے کی نعل کا ہمشکل ہوتا ہے چاروں کونوں پر ہمیشہ تو نہیں لیکن اکثر ایک چھوٹا سا مینار ہوتا ہے - اِس پر اور ایک چھوٹا سا گنبذ بنا ہوتا ہے اِس کے دامن یا اِس کے نیچے ایک تہ خانے ہیں - پتھر کے ایک سادہ کفن مین صاحبِ عمارت کی لاش دھری ہوتی - دوسری
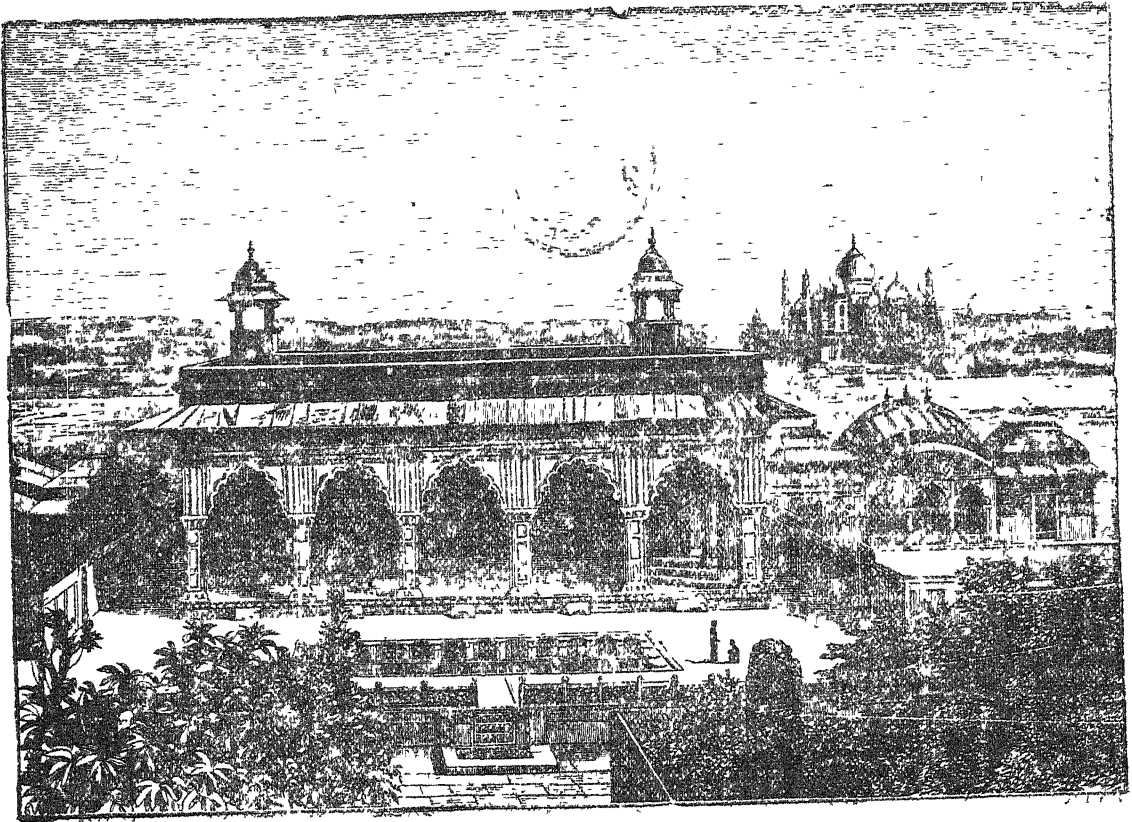
اکبر کا محل

منزل مین عموماً چوٹی پر شاہی قبر ہوتی - یہہ قبر بالکل خالی ہوتی ہے - مرحوم کی بیویاں یا اور رشتہ دار میناروں کے نچلے چھوٹے کمروں مین دفنائے جاتے ہین *

ممتاز محل نے سنہ ۱۶۲۹ء مین انتقال کیا - اِسکی موت کے بعد ہی عمارت شروع کیگئی - جو سنہ ۱۶۴۸ء مین اختتام کو پہنچی اُسکے لیئے جےپور سے سفید سنگ مرمر اور فتح پور سیکری سے سرخ پتھر منگوایا گیا - اِس پر قریباً دو کروڑ روپیہ خرچ ہوا *
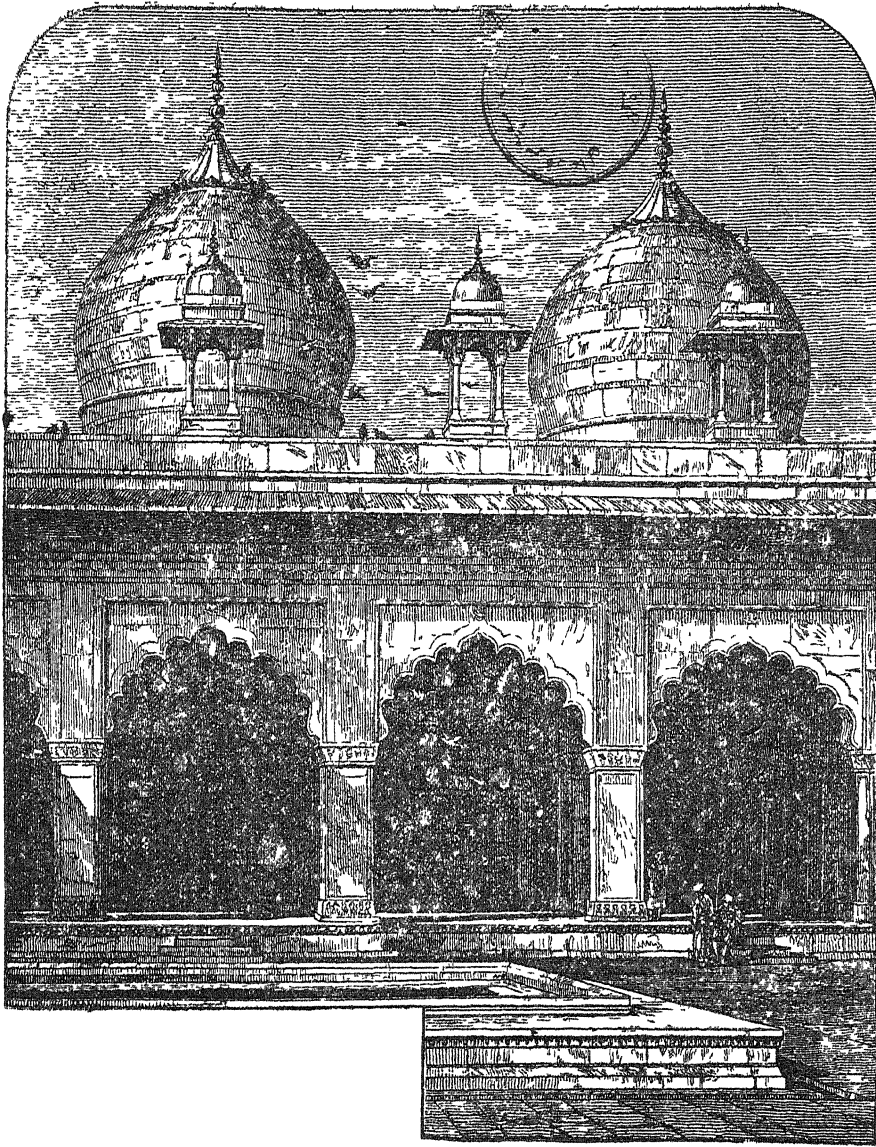
موتی مسجد آگرہ

آگرہ سے قریب دو میل کے فاصلہ پر دریائے جمنا پر یہہ عمارت واقع ہے + اندر جانیکا راستہ ایک دو ہیکل دروازے سے ہے + سامنے ایک دلکش باغ ہے جس میں بہت خوبصورت سرسبز اور سایہ دار درخت پائے جاتے ہیں - وسط میں بلند سیاہ سرو کی ایک روش چشموں اور فواروں کی قطار سے الگ کی ہوئی ہے - یہاں سے نگاہ عمارت کے دامن میں پڑتی ہے - جو ایک دوہرے چبوترے پر واقع ہے - پہلا چبوترہ تو سرخ پتھر کا ۲ فٹ اونچا اور ۱۰۰ فٹ چوڑا - دوسرا سنگ مرمر کا ۱۵ فٹ اونچا اور ۳ فٹ مربع ہے - خود عمارت ۱۸۶ فٹ مربع ہے +

مشہور اخبار ٹائمیز کا نامہ نگار رسل عمارت کی کیفیت یوں لکھتا ہے :-

"چارخانے دار سنگ مرمر کے چبوترے پر جہاں یہہ عمارت اور اُس پر کے گنبذ اور نازک مینار کھڑے ہیں - چڑھنے

کے بعد تمام چیزوں کی مناسبت ایسی دلفزا اور خوبصورت معلوم دیتی ہے کہ عمارت کے تمام حصوں کے دیکھنے کا خیال پیدا ہونے سے پیشتر ہی انسان عمارت دیکھکر خوش ہو جاتا ہے۔ جھروکوں میں سنگ مرمر کے خوبصورت پردے۔ جالی دار جلوخانے محرابی دروازے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ملائم سنگ مرمر کی بوچھاڑیں اور موتیوں کی بارش ابھی تم پر ہُوا چاہتی ہے یشب اور سخت دیوارین خوشنما پھولوں اور عجائب الدہر۔ سنگ سلیمانی۔ زبرجد۔ شب چراغ۔ اور یاقوت کے ہاروں سے جن سے معلوم دیتا تھا کہ گویا باغ سے پھول توڑ کر برفانی چٹان میں لگائے گئے ہیں چمکتی اور آراستہ تھیں + اُس دروازے سے جو تمہارے سامنے ہی ہے اندر داخل ہو تو قبہ کی محرابی چھت تمہارے سر پر ہو گی۔ اور اس مقبرے پر جو تمہارے درمیان میں ہے دھندلی روشنی پڑتی ہے۔ جگمگانے سنگ مرمر پر پھر ایک نظر ڈالو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ کوئی "محل موسم سرما" ہے جس کی برفانی دیواروں میں کسی نازک ہاتھ نے بہار کے آخری پھول دفنائے ہیں + ذرا سنو! جب تم آہستہ آہستہ باتیں کرتے ہو اس تاریک گنبذ سے جو تمہارے سروں کے اوپر ہے ایک دھیمی سی آواز جیسے موسم گرما میں سمندر کے کنارے ساحل پر گذرنے سے پیدا ہوتی نکلتی ہے۔ یہہ آواز سلامتی و تعریف کا دھیما دلربا گیت ہوتی ہے۔ ایک سفید ریش مولوی جو اپنی کتاب سے آنکھیں اوپر نہیں اٹھاتا جب تم اُسکے نزدیک سے گذریں تو دفعتاً قرآن میں سے ایک آئت پڑھتا ہے ذرا پھر سنو۔ ایک جماعت جسے تم دیکھ نہیں سکتے اس آئت کو دُہراتی ہے یہاں تک کہ گونج سے معلوم دیتا ہے کہ کئی ایک آوازیں اس میں ملی ہوئی ہیں۔ اُسوقت ایسا خیال ہوتا ہے کہ گویا کوئی آسمانی جماعت ہمارے سروں کے اوپر بہ سرگرمی تمام اپنے گیت گا رہی ہے +

"مقبرہ وسط میں واقع ہے۔ ایک برف کا سا سفید مینار جو چبوترے کی سطح سے ۲۰۰ فٹ سے بھی کچھ اونچا ہی ہے اور جسکے دامن کا محیط بھی کچھ اتنا ہی ہے اُس بڑی دہلیز سے جو مقبرے کو بناتی ہے اوپر نکلا ہوا ہے۔ اس پر گلٹ کے دو گنبد ہیں جن پر ایک اور زرافشاں طلاں واقع ہے۔ عمارت کے ہر ایک زاویئے پر ایک ایک چھوٹا مینار۔ اسی طرز و نمونہ کا جو وسط میں ہے۔ واقع ہے۔ مقبرے کے دونوں طرف بڑی خوبصورت محرابوں کا ایک ایک دروازہ ہے۔ ان محرابوں کی نوکدار چوٹی کل عمارت جتنی بلند ہے اور طرفوں میں چھوٹی چھوٹی محرابیں ہیں۔ اس تمام سنگ مرمر پر بڑے بڑے قیمتی پتھر جڑاؤ کٹے ہوئے اور قرآن کی آئتیں۔ پھولوں کے ہار اور عربی طرز کے نقش و نگار کندہ کئے ہوئے ہیں۔ عمارت کے نچلے حصے۔ گویا کہ چبوترے ہی ہیں۔ قبے کے نیچے شاہ جہان اور اُس کی بیوی کے مقبرے واقع ہیں۔ بیگم کا روضہ قرآنی آئتوں اور بیل بوٹوں سے خوب آراستہ پیراستہ ہے۔ اسکا خاوند اس کے نزدیک ہی ایک روضے میں جو اس سے خوبصورتی میں تو کم لیکن بلندی میں زیادہ بڑا ہے۔ ان دونوں مقبروں کے ارد گرد ایک جھنجھری دار سفید سنگ مرمر کی دیوار ہے اس میں ایسی تراش و خراش کی گئی ہے کہ گویا دنیا بھر میں یہہ سب سے زیادہ ملائم چیز ہے + مقبرے میں ایک چراغ جل رہا تھا اور پھولوں کے ہاروں سے مقبرہ بالکل ڈھنپا تھا۔ مقبرے کا کمرہ ہشت گوشہ اور بالکل تاریکی میں تھا چراغوں

کی شعاعوں کی تاثیر سفید سنگ مرمر او رمقبرے کی چمکیلی دیواروں پر پرزور اور تیز ہوتی ہے۔ واں سے نکل کر ہم پھر بڑے کمرے میں داخل ہوتے جہاں نچلے کمرے کے اصلی مقبروں کے عین اوپر بادشاہ اور اُس کی بیگم کے پتھر کے تابوت ہیں۔ ان پر تو گویا کاریگری نے اپنی تمام جمع ہی خرچ کر دی ہے۔ ساری عمارت میں یہی حصہ بے نظیر ہے + پتھر کے تابوتوں دیواروں اور گنبذوں پر مختلف قسموں کے پھول بُوٹے نچی کاری۔ ہار وغیرہ اور آیتوں کے طومار کے طومار لگے پڑے ہیں +

تجارت وغیرہ۔ آگرہ کئی ایک ریل کی سڑکوں سے متصل ہے + جمنا کے اوپر ایک پل اور ایک چھوٹی سی ۱۴ میل لمبی سڑک اسے مقام ٹنڈلا پر ایسٹ انڈین ریلوے سے ملاتی ہے۔ آگرے میں اناج کی بڑی بھاری منڈی ہے یہاں سنگ مرمر پر سنگ تراشی کا کام اعلےٰ درجے کا ہوتا ہے +

گرد نواح کی عمارتیں۔ آگرے سے چھ میل کے فاصلہ پر مقام سکندرہ میں اکبر کا مقبرہ ہے جسے اُس نے خود شروع کرایا اور اُس کے بیٹے نے انجام تک پہنچایا۔ یہہ ایک ایسے باغ میں واقع ہے جو ایک چوتھائی میل مربع اور ایک مضبوط دیوار سے محصور ہے + یہہ مقبرہ ۳۰۰ فٹ مربع اور ۱۰۰ فٹ بلند اور مخروطی طرز کا بنا ہوا اور اس میں محراب دار چھتیں۔ برآمدے۔ اور گنبذ ہیں + دامن میں بادشاہ کا مدفن ہے خالی تعویذ قبر جو سنگ مرمر کے صرف ایک ہی ٹکڑے سے تراشی ہوئی ہے اوپر کی منزل میں ہے۔ یہہ آسمان کی طرف سے کھلی اور چاروں دیواروں میں سنگ مرمر کے دروازے ہیں +

اکبر تمام شاہانِ مغلیہ میں سے بڑا گذرا ہے + وہ بڑا عادل اور صلح کل آدمی تھا + اُسنے بڑی کوشش کی کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے باہمی فرق کو مٹا دے اُسنے ہندو ٹیکس یعنی جزیہ کو موقوف کیا اور اور بھی بہت سی اصلاحیں کیں +

فتح پور سیکری

اکبر نے تجویز کی کہ اپنا دار الخلافہ اسی مقام میں جو آگرے سے ۲۳ میل مغرب کی طرف ہے۔ تبدیل کرے اس لئے اُس نے یہاں عالیشان مکان بنوائے۔ اس شہر کے کھنڈرات اب ایک پتھر کی دیوار سے جو دائرے میں قریب ۵ میل ہے۔ محصور ہیں۔ یہاں کی بڑی مسجد ہی ایک خاص عمارت ہے + یہاں ایک محمدی فقیر کا مقبرہ ہے جس کا اکبر بہت معتقد تھا۔ کیونکہ اُس کے خیال میں اُسی کی دعا سے اُس کے ہاں بیٹا متولد ہوا۔ اب بھی جن عورتوں کے ہاں اولاد نہیں ہوتی وہ ایسی برکت لینے کے لئے اسی مقبرے پر آتی ہیں + یہاں کی عمارتوں میں سے ایک بھول بھلیاں جسے پنجابی لکن میچی کہتے ہیں کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں تنگ و پیچیدہ راستے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بادشاہ کی بیویاں یہاں کھیلا کرتی تھیں۔ کیرن مینار پر جو ۷۰ فٹ اونچا ہے۔ ہاتھی کے دانتوں کے نشان پائے جاتے ہیں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ یہہ سچ مچ ہاتھی دانت ہی کے ہیں +

آگرے کا جمنا کے نزدیک ہونے سے بڑا فائدہ ہے اسباب وغیرہ بھیجنے میں بڑی سہولیت ہوتی ہے فتح پور سیکری
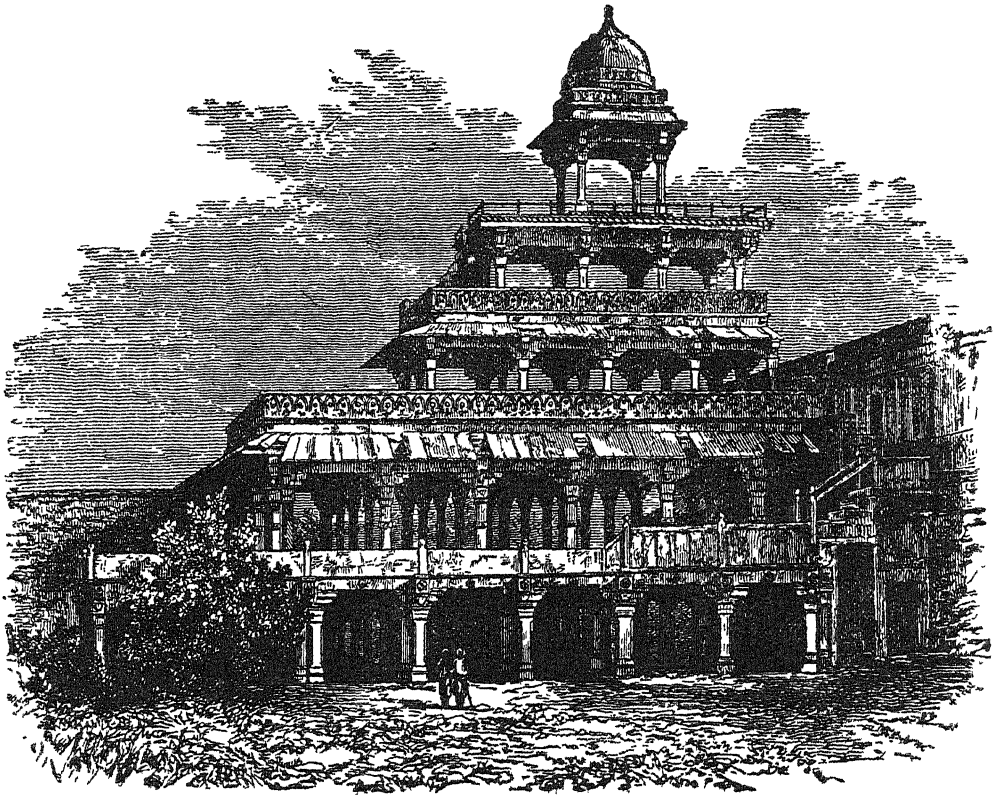
پانچ محل - فتح پور سیکری

قائم ہونے کے ۵۰ سال بعد دہلی دار السلطنت مقرر کیا گیا *

متھرا شہر آگرہ سے قریب ۴۰ میل کے فاصلہ پر جمنا کے مغربی کنارے پر واقع ہے - بندرابن متھرا سے قریبًا ۶ میل پرے واقع ہے اُس کے گرد چوراسی کوس کا چکر برج منڈل کے نام سے مشہور اور ہندوستان بھر میں بڑی متبرک جگہ خیال کیا جاتا ہے یہاں کرشن اپنی گائے بیل کو چرایا کرتا اور ۱۶۰۰۰ گوپیوں سے کھیلا کرتا تھا - بعد میں تھوڑے عرصے کے لیئے یہہ بدھ مذہب کی جگہ بن گئی - محمود غزنوی نے اِس پر حملہ کیا - دیگر محمدی شہزادوں نے مختلف وقتوں میں یہاں کے ہندو مندروں اور بتوں کو مسمار کر دیا - ۱۷۵۶ء میں جب متھرا صلح جو ہندو جاتریوں سے بھرا پڑا تھا کہ ۲۰۰۰۰ افغان سواروں نے احمد شاہ ابدالی کے زیر کمان حملہ کر کے مکانوں کو مکینوں سمیت جلا دیا اور جو بچ رہے اُن کو تلوار اور نیزہ سے قتل کیا جوان لڑکیوں - عورتوں بچوں کو قیدی بنا کر لے گئے - مندروں میں اُنہوں نے گائیں ذبح کیں اور بتوں اور فرشوں کو خون آلودہ کیا *

اب متھرا اور بندرابن میں خصوصًا کرشن کی عزت ہیں جسے شہوت کا ہندو اوتار کہہ سکتے ہیں - کئی ایک ہندو مندر تعمیر کیئے گئے ہیں

راجپوتانہ

راجپوتانہ پنجاب کے جنوب اور آگرے کے مغرب میں ایک بڑا صوبہ ہے ۱۸ دیسی ریاستوں میں منقسم ہے اور اُسکے مرکز میں ایک ضلع انگریزوں کے زیرِ فرمان ہے یہہ وسعت میں احاطہ مدراس کے برابر اور آبادی ۱۲۰۰۰۰۰۰ ہے * کوہ اَروِلی راجپوتانہ کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے مغرب کی طرف ملک کا اکثر حصہ ویران اور ریتلے پہاڑیوں سے بھرا ہے بعض بعض جگہ دو یا تین سو فٹ گہرے کنوئیں بھی پائے جاتے ہیں۔ صوبے کے دیگر حصے نسبتاً زرخیز ہیں *

راجپوت

راجپوتوں کا دعوےٰ ہے کہ ہم کھتریوں کی نسل سے ہیں لیکن اُن کی بہت سی تعداد دصل میں جٹ یا دیگر فرقوں سے ہے۔ سَر ڈبلیو۔ ڈبلیو۔ ھنٹر لکھتے ہیں کہ بیرونجات کے کئی ایک صوبوں میں ہم ایسے سرداروں کو جو آریہ نہیں اور دیگر جنگی فرقوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے آریہ راجپوت بنتے دیکھتے ہیں" یاں کی مروجہ زبان ہندی ہے۔ مسلمان بہت کم ہیں سوائے نواب ٹانک کے اور تمام فرماں روا ہندو ہیں *

بارہویں صدی کے قریب راجپوتوں نے ہندوستان میں بڑا زور پکڑا اور اپنا سکہ خوب جمایا۔ بہادری میں اُنہوں نے بڑا نام پیدا کیا۔ اِن میں ستی اور بچہ کشی کا بڑا رواج تھا۔ اخراجات شادی سے بچنے کے لیۓ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے تھے لڑائیاں اِن میں ایسی عام تھیں کہ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرتا ہے کہ ہر ایک آدمی مسلح ہو کر باہر نکلتا تھا۔ تھوڑے عرصے سے راجپوتوں نے معاملات شادی کی اصلاح میں پیش قدمی کی ہے۔ نیم مطیع فرقے بھیل۔ مینا ملک بھر میں پھیلے ہوئے ہیں *

مسلمانوں نے راجپوتوں کی طاقت کو بہت گھٹا دیا۔ جب سلطنت مغلیہ کا زوال شروع ہوا تو راجپوتوں نے مرہٹوں کے ہاتھ سے بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھائیں۔ مرہٹے اِن سے خراج لیتے روپئے لیکر اِن کے شہروں کو آزاد کرتے۔ اِن کے علاقوں کو ملحق کرتے اور حفظ امان کے لیۓ روپیہ لیتے تھے۔ ۱۸۱۷ء میں وارن ھیسٹنگز نے لٹیرے پنڈارو نکو مغلوب کیا

اور مرہٹوں کو راجپوتانہ سے نکالدیا۔ سندھیا نے ضلع اجمیر انگریزوں کو دیدیا اور تمام راجپوت ریاستوں میں سرکار انگلشیہ کے ساتھ عہد و پیمان کرلیا ❊

چند مشہور شہروں کا بیان کیا جاتا ہے :-

قلعۂ بھرت پور کا دروازہ

بھرتپور

یہہ شہر آگرے کے مغرب میں ۲۳ میل کے فاصلہ پر واقع ہے محیط میں یہہ ۵ میل ہے اس کے چوگرد ایک بڑی اونچی اور موٹی مٹی کی دیوار ہے۔ یہہ کئی برجوں اور پانی کی گہری اور کشادہ خندق سے محفوظ ہے۔ لارڈ لیک نے ۱۸۰۵ء میں اسکا محاصرہ کیا لیکن اُسے ناکامیابی ہی ہوئی۔ راجہ نے اس کے بعد خود ہی صلح کی درخواست کی۔ ۱۸۲۶ء میں لارڈ کمبرمیر نے اسے فتح کیا ❊
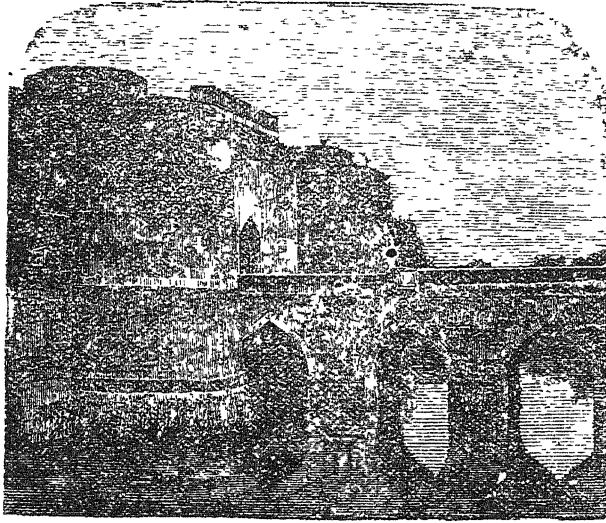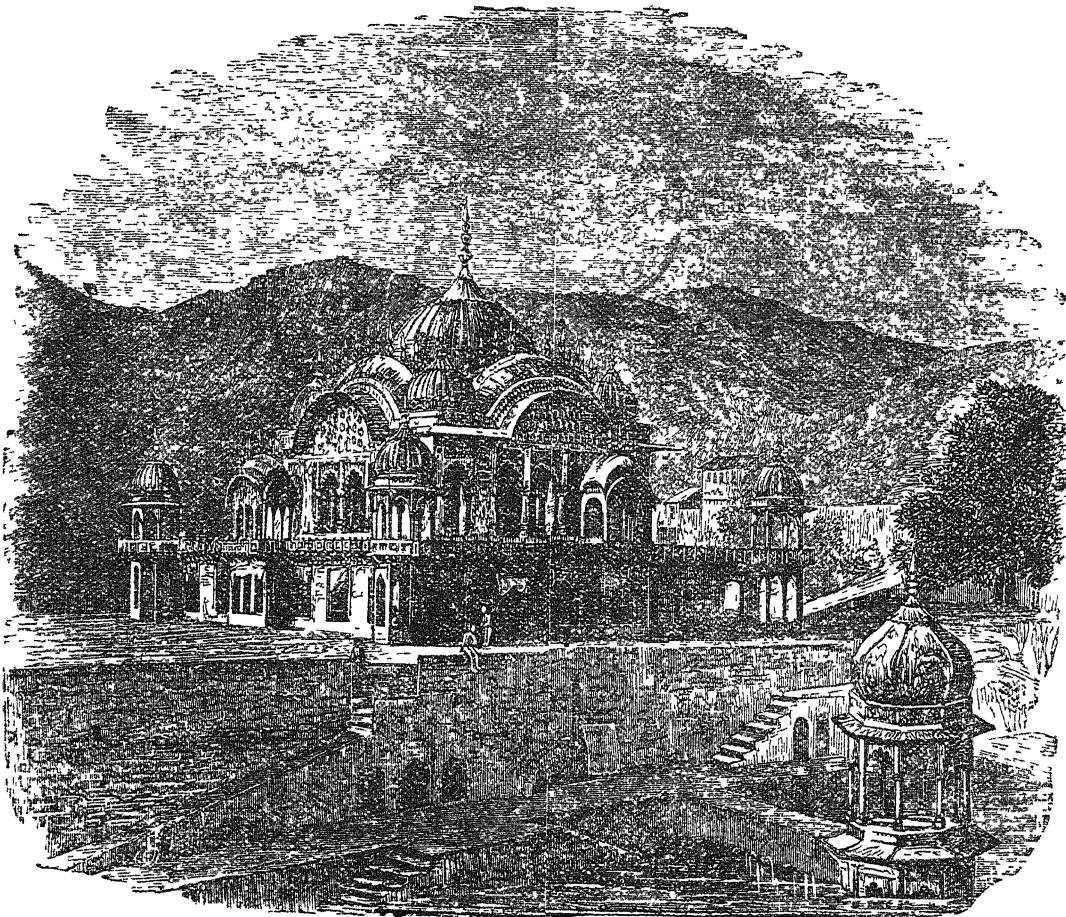
مہاراجہ بختاور سنگھ والیئ الور کی سمادھ

الور

یہہ راجپوت ریاست بھرت پور کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ دارالخلافہ قریباً مرکز ہی میں ہے۔ قلعہ ایک پہاڑی پر واقع ہے جو شہر سے ایک ہزار فٹ بلند ہے۔ پہاڑی کے دامن پر مہاراجہ کا محل ہے اِس کی چھت سے بڑا دلکش نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ ۱۷۷۶ء میں یہہ شہر ریاست بھرت پور سے الگ کیا گیا ✤

اِس صدی کے شروع میں مہاراجہ بختاور سنگھ نے مرہٹوں کی لڑائی میں انگریزوں کا ساتھ دیا۔ لاسواری کی لڑائی جس میں لارڈ لیک نے سیندھیا کی فوجوں کو شکست دی الور کے مشرق میں ۱۷ میل کے فاصلے پر واقع ہوئی ✤

جے پور

الور کے جنوب مغرب میں جے پور واقع ہے۔ یہہ راجپوت ریاستوں میں سب سے دولتمند ہے۔ اِس کا دارالخلافہ جو اسی نام سے موسوم ہے ہندوستان کے اعلےٰ درجے کے شہروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ آمبر جو چند میل کے فاصلے پر ہے قدیمی دارالخلافہ تھا۔ لیکن پچھلی صدی میں جے سنگھ نے اِسے اِس لِیے چھوڑ دیا کہ اِن کے خاندان میں ایک روایت چلی آتی تھی کہ اِس فرقے کے فرمانرواؤں کو ایک ہی دارالخلافے میں چھہ صدیوں سے زیادہ ٹھہرنا نہیں چاہیئے۔ ۱۷۲۸ء میں جے سنگھ نے یہہ نیا شہر بنوایا اور اُسے اپنا نام دیا۔ شہر کے مرکز میں محل واقع ہے یہہ شہر بازاروں کی کشادگی اور باقاعدگی اور مسجدوں مندروں اور مکانوں کے لِیے جو اُس کی رونق کو دوبالا کرتے ہیں مشہور ہے۔ مکانات پتھر کے بنے ہیں۔ بازاروں میں فرش بندی ہے اور شہر گاس سے روشن کیا جاتا ہے ✤

یہاں کی بڑی مشہور عمارت رصدگاہ (جنتر منتر) ہے جسے جے سنگھ نے جو بڑا نجومی اور مہندس تھا تعمیر کرایا۔ یہہ پانچوں رصدگاہوں میں سے جو اُس نے بنوائیں بڑی ہے۔ شہر میں ایک کالج عجائب گھر اور دیگر رفاہ عام کی عمارتیں ہیں ✤

سانبھر جھیل سے جو جے پور کے مغرب میں ہے ہر سال قریباً ۹۰۰۰۰ من نمک نکلتا ہے۔ اِردگِرد کے صوبجات کی نمک کی منڈیوں کی ضرورتیں اسی سے پوری ہوتی ہیں ✤

اجمیر

اجمیر ریل کے راستے آگرے کے مغرب میں ۲۳۶ میل ہے یہ کوہ تاراگڑھ کے جنوبی ڈھلوان پر واقع ہے اور یہاں ایک بڑا بلند قلعہ بھی ہے۔ ایک پتھر کی دیوار جس میں پانچ دروازے ہیں۔ شہر کے چوگرد ہے۔ یہاں کے بازار کھلے اور اُن میں بڑے بڑے عمدہ مکان واقع ہیں۔ روایت ہے کہ اِس کی بنیاد ۱۴۵ء میں رکھی گئی۔ اکبر نے دیواروں کے عین باہر ایک مضبوط

محل تعمیر کرایا۔ جہانگیر کے عہد میں اجمیر کئی ایک سالوں تک سلطنت مغلیہ کا دارالخلافہ رہا۔ پچھلی صدی میں مرہٹوں نے اس پر قبضہ کیا اور ۱۸۱۸ء تک اپنے قبضے میں رکھا۔ اس سال سندھیا نے اسے انگریزوں کے سپرد کر دیا ۔

جھیل پشکار ۔ اجمیر سے چند میل کے فاصلے پر ہے کہتے ہیں کہ برہما نے یہاں ایک قربانی چڑھائی جس سے یہہ جھیل ایسی متبرک ہو گئی کہ بڑے سے بڑا گنہگار بھی یہاں صرف اشنان کرنے ہی سے بہشت میں دخل پا سکتا ہے ۔ برہما کا یہاں ایک مندر ہے اور غالباً ہندوستان بھر میں اسکا صرف یہی ایک مندر ہے ۔ یہہ بھی کہتے ہیں کہ اس کی بدکرداریوں کی وجہہ سے دیوتاؤں نے اسے پرستش سے محروم کر دیا ۔

میواڑ

میواڑ ضلع اجمیر کے جنوب مغرب میں ایک پہاڑی علاقہ ہے۔ کئی ایک صدیوں تک یاں کے باشندے وحشی قاتل رہے۔ ارد گرد کی قومیں ان سے ہمیشہ ڈرتی رہتی تھیں ۔ وہ گرد نواح کے ملکوں کے عین درمیان تک لوٹ مار کے حملے کرتے چلے جاتے اور بڑی جلدی صحیح سلامت اپنے قلعوں میں واپس چلے آتے تھے ۔ راجپوتانے کی بڑی ریاستوں نے میواڑ فتح کرنے کی کوشش میں نہ صرف زک بلکہ بڑا بھاری نقصان اٹھایا ۔ اگرچہ بعض اوقات انہوں نے دو ایک قلعے فتح کر لیئے اور گاؤں کو بھی جلا دیا ۔ وہ میروں کی کسی جماعت پر غالب آنے میں ہمیشہ ناکامیاب رہے ۔ حالانکہ میوڑ موقعہ کو تاڑ کر کسی کمزور جگہ پر جھٹ پٹ اتر کر اپنا بدلا بخوبی لیجاتے تھے۔ ان میں سے کئی ایک دوسری ریاستوں کے بھاگے ہوئے پیشہ اور کام میں چور تھے ۔ وہ انسانی زندگی یا آرام کا ذرا بھی خیال نہ رکھتے اپنی بیٹیوں کو مار ڈالتے ۔ اپنی ماؤں کو بیچ ڈالتے اور ہر طرح کی بے حیائی کا ظلم اختیار کرتے تھے ۔

جب یہہ ضلع انگریزوں کے زیر فرمان آیا تو ان کے مسلح دستے ملک میں پھرا کرتے اور دروں پر مقیم رہتے تھے کئی ایک سرکاری ملازم کاٹے گئے اور قیدی رہا کیئے گئے تمام شاہراہوں میں ذرا بھی سلامتی نہ تھی ۔ کپتان ہال نے جو گورنمنٹ کا ایجنٹ تھا ۔ میواڑ کی ایک رجمنٹ بنائی ۔ تربیت پذیر ہو کر یہہ بڑے عمدہ اور وفادار سپاہی ثابت ہوئے اور انہیں کے ذریعے چوروں کے دستے مطیع کیئے گئے ۔

میواڑ ہمیشہ عدل کا خیال رکھا کرتے تھے ۔ یا تو مخالف طرفین اپنے رشتہ داروں کی شہہ پر تلوار چلایا کرتے اور یوں پشت بہ پشت ان میں خونی لڑائیاں مروج ہو جاتیں یا مجرم کو کہا جاتا کہ جلتے تیل میں ہاتھ ڈالے یا گرم لوہے کو ہاتھ میں پکڑ کر اپنی بیگناہی کا ثبوت دے ۔ کپتان ہال نے اعلیٰ قسم کے جرموں کے سوا اور سب کے لیئے پنچائت کا طریق جاری کیا ۔

لیکن لوگوں کی خاص اصلاح اور تہذیب زراعت سے ہوئی ۔ ۱۸۳۵ء میں کپتان ڈکسن کپتان ہال کا جانشین ہوا ۔ ابتک زمین کی زراعت کرنا ایسا مشکل تھا کہ کوئی شخص بھی اسے قبضے میں رکھنے کی پرواہ نہیں کرتا تھا ۔ بارش کا کچھ ٹھکانا نہ تھا اور پہاڑی ملک میں بغیر مصنوعی طریق روک پانی جلدی بہہ جاتا تھا ۔ وادیوں پر بند لگانے ۔ کوئیں اور تالاب

کھودنے سے پانی مہیا کیا گیا۔ ہر ایک آدمی کو کچھ روپیہ پیشگی دیکر زراعت کرنے پر آمادہ کیا گیا۔ کئی ایک چور یبیشہ آدمی دولتمند کسان بن گئے اور ملک میں سلامتی اور خوشی منانے لگے ✤

ڈکسن کا دوسرا کام سوداگروں کا آباد کرنا تھا۔ اُسنے ایک نیا شہر بنیانگر نام تعمیر کرایا۔ میواڑوں نے اِس کی خوبی کو نہ پہچانا اور اِسی خیال میں رہے کہ ہم ایسی ایسی ایذا رسانیوں اور مصیبتوں کے تابع کئے جائینگے جن کے ہم عادی نہیں۔ سوداگروں کو ہمیشہ یہہ ڈر رہتا تھا کہ کہیں میواڑ شہر پر حملہ کر کے ہمیں لوٹ نہ لیں۔ اِس لئے اُنھوں نے درخواست کی کہ اُن کی حفاظت کے لئے ایک شہر پناہ بنوائی جائے۔ اُن کی درخواست منظور ہوئی اور شہر کے گرد ایک دیوار بنائی گئی۔ تھوڑے ہی عرصے میں شہر نیانگر میں دو ہزار خاندان آباد ہو گئے ✤

۱۸۲۷ء میں کپتان ہال نے اطلاع دی کہ میواڑوں نے اپنی مرضی سے زن فروشی او بچہ کشی کو بالکل ترک کر دیا ہے اب ملک میں ایسی محافظت ہے کہ میواڑ پہاڑوں کی چوٹیوں اور ڈھلوانوں کو چھوڑ کر جہاں وہ چھپے رہتے تھے اپنے کھیتوں اور کنوؤں کے ساتھ الگ الگ مکانوں اور جھونپڑیوں میں آن آباد ہوئے ہیں۔ اِن کے ہنستے اور باصحت چہرے اور اُن کی عمدہ حالت اُن کی اقبالمندی کا اظہار کرتی ہے ✤

ہندوستان کے لئے وہ کیسا ہی مبارک دن ہوگا جب یہاں کے زمیندار اپنی رعیت کی بہتری و بہبودی اسی روح میں چاہیں اور ڈھونڈیں جس سے انگریزی افسر جن کے ذمے میواڑ کا انتظام تھا متحرک ہوئے ✤

چتوڑ کی خوب صورت پدمنی

اودے پور یا میواڑ ایک راجپوت ریاست ہے جو اجمیر مہرواڑہ کے جنوب میں واقع ہے۔ یہاں کا سورج بنسی خاندان بزرگ نسل سے ہونے کے سبب سے راجپوت سرداروں میں اعلےٰ رتبہ رکھتا ہے۔ ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ یہاں کا رانا رام کا جانشین ہے ہندوستان کی کسی ریاست نے بھی مسلمانوں کا ایسا بہادرانہ اور دیرپا مقابلہ نہیں کیا۔ یہہ خاندان اِس بات پر فخر کرتا ہے کہ ہم نے اپنی لڑکی کو کسی مسلمان شہنشاہ کے نکاح میں نہیں دیا۔ ایک رانا اور اُسکی خوبصورت بیوی کی نسبت یہہ حکایت مشہور ہے

علاؤالدین خلجی پہلا مسلمان تھا جس نے دکن پر ۱۲۹۴ء میں حملہ کیا۔ بھیمسی رانا چتوڑ کی بیوی پدمنی کے حسن کا شہرہ سنکر علاؤالدین نے اُسے اُس کے خاوند سے طلب کیا۔ رانا بڑی مصیبت میں مبتلا تھا کیونکہ جب اُسنے اپنی بیوی دینے سے انکار کیا تو علاؤالدین چتوڑ کے محاصرے کے لئے ایک بڑا لشکر لے آیا۔ لیکن گوہر مقصد ہاتھ نہ آیا۔ پھر اُسنے پدمنی کو صرف آئینے ہی میں دیکھنے کی درخواست کی۔ رانا نے منظور کر لیا اور علاؤالدین کے لشکر تک اُس کے ہمرکاب آیا۔ مکار دغاباز علاؤالدین نے موقعہ پاکر رانا کو قید کر لیا اور اُسے دھمکی دی اگر تو اپنی بیوی میرے حوالے نہ کریگا تو تجھے جان سے مار ڈالونگا۔ جب پدمنی کو خبر ہوئی تو اُسنے کہا کہ میں جا کر اُسکی بیوی بنونگی اور اپنے خاوند کو بچاؤنگی۔ پھر اُسنے لشکرگاہ کا راستہ لیا اور سورما بہادروں

کو زنانہ لباس پہنا کر اپنے ہمراہ لیتی گئی - علاؤالدین نے بدیں خیال کہ یہہ سب اُسکی خادمہ ہیں اُنہیں کمپو میں داخل ہونے کی اجازت دی - جب یہہ سورما اندر داخل ہوئے تو رانا کو جو اپنی بیوی سے الوداعی ملاقات کرنے آیا تھا چھڑا کر اُسے پدمنی سمیت تیز رفتار گھوڑوں پر بٹھا کر واپس چتوڑ لے آئے - مایوس شاہنشاہ اور بھی بڑی فوج لیکر پھر چتوڑ آن پہنچا - رانا بیچارہ پھر بڑی مشکلوں میں گرفتار ہوا - اور ایک رات اُسنے خواب میں دیکھا کہ کسی نے اُسے آنکر کہا "جب تک شاہی خاندان کے بارہ آدمی قتل نہ کئے جائیں تمام شہر تباہ ہو جائیگا" - اُسکے بارہ بہادر بیٹے تھے جنہوں نے اپنے باپ اور شہر کی خاطر جان دینا منظور کیا - ہر روز ایک بیٹا مارا جاتا تھا یہانتک کہ صرف ایک باقی رہ گیا یہہ رانا کا چہیتا بیٹا تھا اس لئے اُسنے اُسے مرنے ندیا اور اُسے کہا کہ "جا بھاگ جا میں تیرے بدلے اپنی جان دونگا" *

راجپوتوں میں ایک بڑی خوفناک رسم تھی کہ جب دشمنوں پر فتح حاصل نہ کر سکتے - تو پہلے اپنی بیوی بچوں کو مار ڈالتے اور پھر آپ جنگگاہ میں گھسکر جان دیدیتے تھے - چتوڑ میں کئی ایک بڑی بڑی غاریں تھیں رانا نے حکم دیا کہ ان غاروں میں بڑی آگ جلائی جائے اور پھر ان میں سب عورتوں کو جنکی تعداد ہزاروں ہی تھی پدمنی سمیت بھیجدیا - غاروں کے مُنہہ بند کئے گئے اور بیچاری عورتیں بُری طرح ہلاک ہوئیں - بعد اس کے رانا نے اپنے آپ کو مروا ڈالا دروازے کھولے گئے اور سورمے اپنے گھوڑوں کے سروں پر اپنے رشتہ دار عورتوں کی کچھہ یادگار باندھکر حریف کے لشکر پر ٹوٹ پڑے اور کھیت ہوئے *

مایوس شاہنشاہ چتوڑ آیا اور پدمنی اور دیگر خوبصورت عورتوں کو مُردہ پاکر بڑا ظالمانہ برتاؤ کیا - اُس دن سے لیکر جسدن عورتیں قُربان ہوئیں آجتک غاروں کے مُنہہ کبھی کھولے نہیں گئے اور راجپوت اُنہیں متبرک خیال کرتے ہیں *

پنجاب

پنجاب - (پانچ دریا) اب ہندوستان کا شمال مغربی حصّہ ہے یہہ ۱۰۶۰۰۰ مربع میل یعنے ممالک مغربی و شمالی اور اودھ کے قریبًا برابر ہے - شمالی اور مغربی حدیں پہاڑی ہیں - لیکن اس صوبے میں ایک بڑا میدان جنوب مغربی کیطرف ڈھلوان ہے - یہہ دریائے سندھ اور پانچ دریاؤں سے جو اکٹھے ہو کر اس میں گرتے ہیں سیراب ہوتا ہے - یہاں کی آبادی ۲۱۰۰۰۰۰۰ اور مروجہ زبان پنجابی ہے جو ہندی سے بہت ملتی جلتی ہے - ہندی اور اردو یہاں بولی جاتی ہیں اور دریائے سندھ کے پار افغانوں کی زبان پشتو ہے *

تاریخ

قدیمی آریا بود و باش کرنے والے ہندوستان میں پنجاب ہی کے راستے داخل ہوئے - اہل فارس نے بھی اسکا ایک حصّہ

فتح کیا۔ ۳۲۶ء قبل از مسیح اسکندر نے اسپر حملہ کیا اور پورس کو ایک بڑی لڑائی میں شکست دی۔ جب زخمی بادشاہ کو سکندر کے حضور لائے تو اُسنے اُس سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ پورس نے جواب دیا کہ "جیسا بادشاہ بادشاہوں سے کیا کرتے ہیں"۔ سکندر اِس جواب سے بہت خوش ہوا۔ اور اُس کی ساری سلطنت اُسے واپس کردی۔ سکندر کی فوج نے آگے بڑھنے سے انکار کیا۔ اِسلئے دریائے جہلم سے ہوکر افغانستان کے راستے فارس واپس چلا گیا + اگلی صدی میں مگدھا کے بُدھ راجا اشوک نے پنجاب کو فتح کیا +
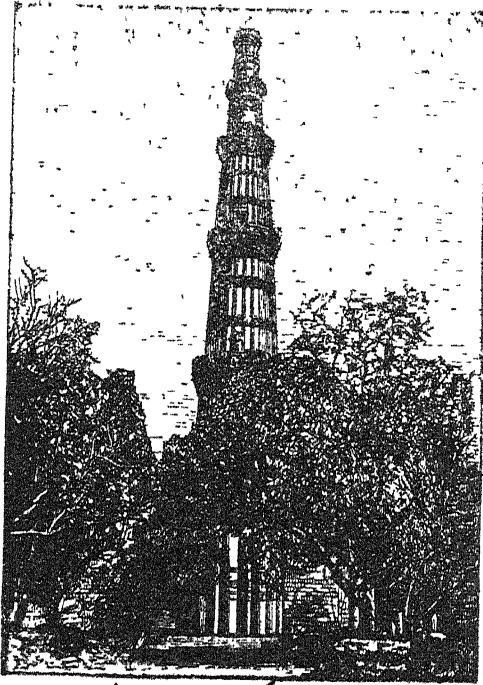
ساتویں مسیحی صدی میں مسلمانوں نے پنجاب پر حملہ کرنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ سارے صوبے پر قبضہ کرلیا۔ ۱۶۷۵ء میں گرو گوبند سنگھ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ سکھوں کا ایک جنگی فرقہ بنائے۔ اِن کی طاقت رنجیت سنگھ کے عہد میں جو ۱۷۸۰ء میں پیدا ہوا کمال تک پہنچی۔ افغان بادشاہ نے اُسے لاہور کا حاکم مقرر کیا + یورپین افسروں کے ماتحت اُسنے سکھوں کی ایک فوج بنائی اور اپنی فتوحات کو یہانتک بڑھایا کہ کل پنجاب اور کشمیر اُس کے قبضے میں آگئے + ۱۸۳۹ء میں اُسکی موت کے بعد اُسکا بیٹا کھڑک سنگھ جانشین ہوا۔ اگلے سال اُسنے بھی قضا کی۔ شک کیا جاتا ہے کہ اسے زہر دیا گیا تھا۔ نفاق سے ملک کا ستیاناس ہوگیا۔ یورپین افسر موقوف کئے گئے اور فوج ناقابل ہوگئی۔ ۱۸۴۵ء

قطب مینار - نزدیک دہلی

میں ایک بڑی سکھ فوج نے مقبوضاتِ انگلشیہ پر حملہ کیا۔ چار خونخوار لڑائیوں کے بعد سکھ ستلج کے پار بھگائے گئے۔ ملک کا ایک حصہ ملحق کیا گیا اور رنجیت سنگھ کا نابالغ بیٹا دلیپ سنگھ راجا تسلیم کیا گیا۔ ۱۸۴۸ء میں دو انگریزی افسر ملتان میں مقتول ہوئے اور دیگر جگہوں میں بھی سکھوں کی بغاوتیں شروع ہوگئیں۔ دو لڑائیوں کے بعد ۱۸۴۹ء میں پنجاب انگریزی صوبہ بنایا گیا اور دلیپ سنگھ کو پنشن عطا ہوئی +

۱۸۵۸ء میں دہلی پنجاب میں ملائی گئی اور اگلے سال پنجاب میں ایک لفٹنٹ گورنر مقرر کیا گیا + دہلی سے شمال کیطرف سفر کرتے ہوئے ہم مشہور مشہور شہروں کا مختصر بیان کرتے ہیں +

دہلی

دہلی جمنا کے مغربی کنارے پر کلکتہ سے ریل کے راستے ۹۵۴ میل ہے +

تاریخ۔ دہلی کے چاروں طرف کھنڈرات پائے جاتے ہیں۔ آریا تہذیب کا یہہ قدیمی صدر مقام ہے۔ دار الخلافوں کی فہرست

میں پہلا نام اندراپرستھا کا آتا ہے + مہابھارت کے مطابق پانچ پانڈو والی ہستناپور واقع دریائے گنگا - نے اِس شہر کی بنیاد رکھی جو بڑھتے بڑھتے بڑی سلطنت بن گیا + کہتے ہیں کہ اِس کے بانی یدھشٹر کی جانشین اُس کی اولاد سے ۳۰ پشتیں ہوئیں + پہلی صدی قبل از مسیح تاریخ میں دہلی کا نام پایا جاتا ہے +
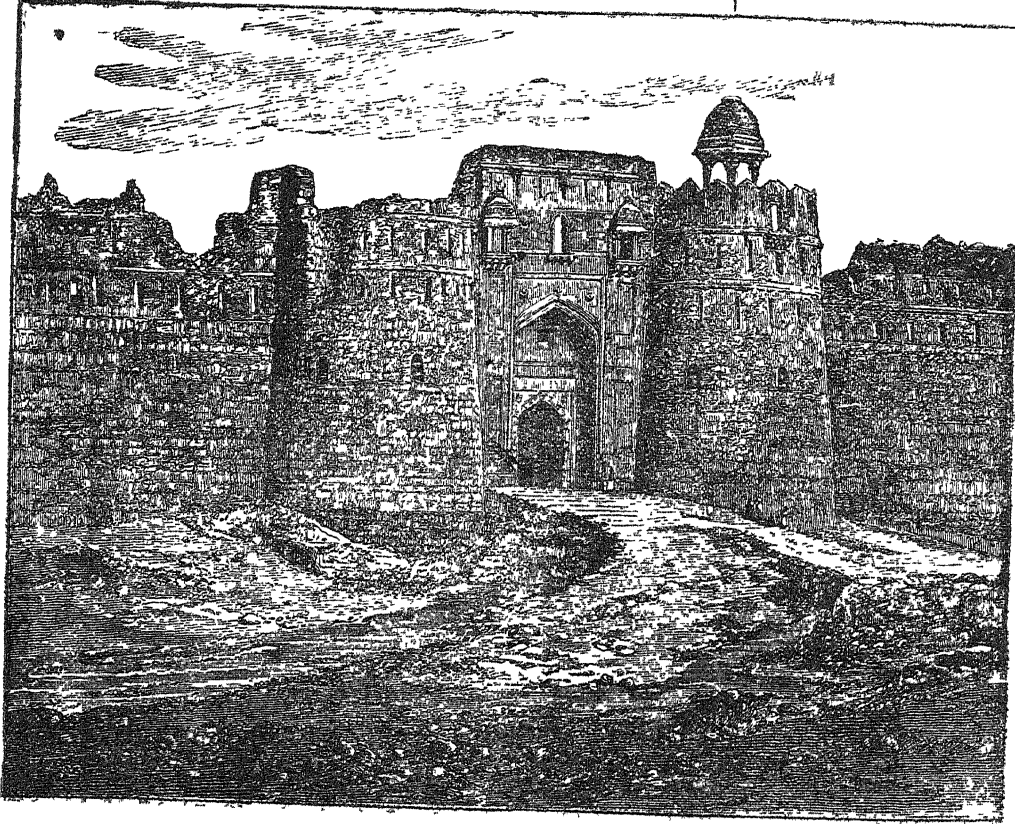
پرانی دہلی کا دروازہ

بعد میں کئی ایک ہندو خاندان فرمانروا ہوئے - راجا دھاوا نے لوہی کا مشہور مینار جو سولہ انچ قطر میں اور ۵۰ فٹ بلند ہے - تعمیر کرایا + ۷۳۶ء میں اننگ پال نے دہلی کو جو چند پشتوں سے بالکل تباہ ہو گئی تھی پھر آباد کیا + لیکن معلوم ہوتا ہے کہ بعد کے راجا قنوج میں رہتے تھے + ۱۱۹۳ء میں محمد غوری نے تھانیسر کی لڑائی میں پرتھوی راج کو شکست دیکر قتل کیا + قطب الدین نے جسے محمد غوری اپنا نائب السلطنت مقرر کر گیا تھا دہلی کو فتح کیا - تب سے یہہ شہر محمدی دارالخلافہ بن گیا - قطب الدین نے جو اصل میں غلام تھا ایک نیا خاندان قائم کیا اور دہلی کی بعض عالی شان عمارتیں - مقبرے وغیرہ اُسی کے عہد حکومت میں تعمیر ہوئے - اِن میں کا ایک مینارہ ۲۳۸ فٹ بلند ہے + ۱۸۰۳ء میں ایک زلزلے کے صدمے سے اِس کی چوٹی گر گئی - اب یہہ شہر سے دس میل جنوب کی طرف ہے +

خاندان تغلق کے بانی غیاث الدین نے ایک نیا دارالخلافہ تغلق آباد ۴ میل مشرق کیطرف بنایا + اب اِس
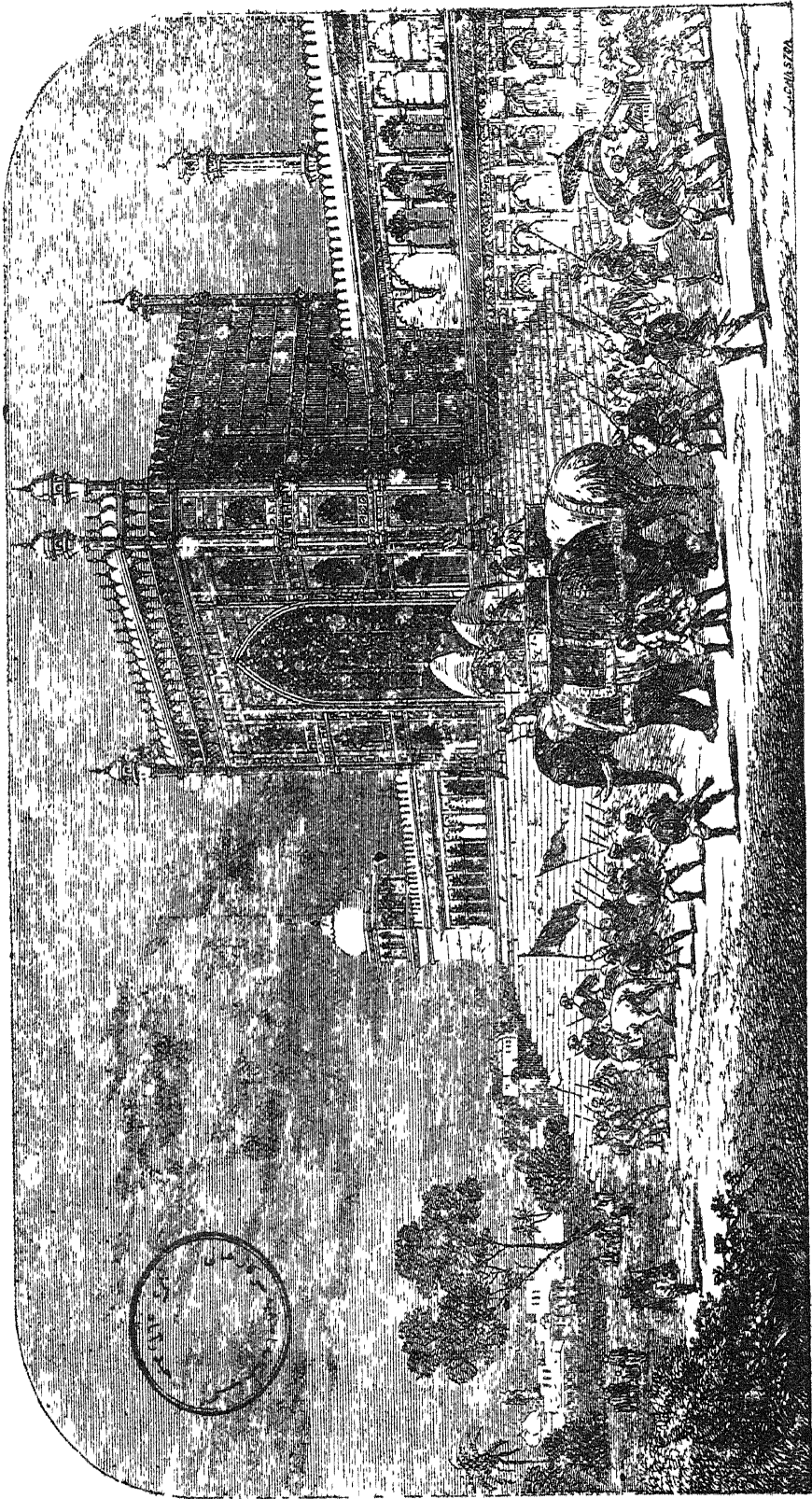
دہلی کی بڑی مسجد کا دروازہ
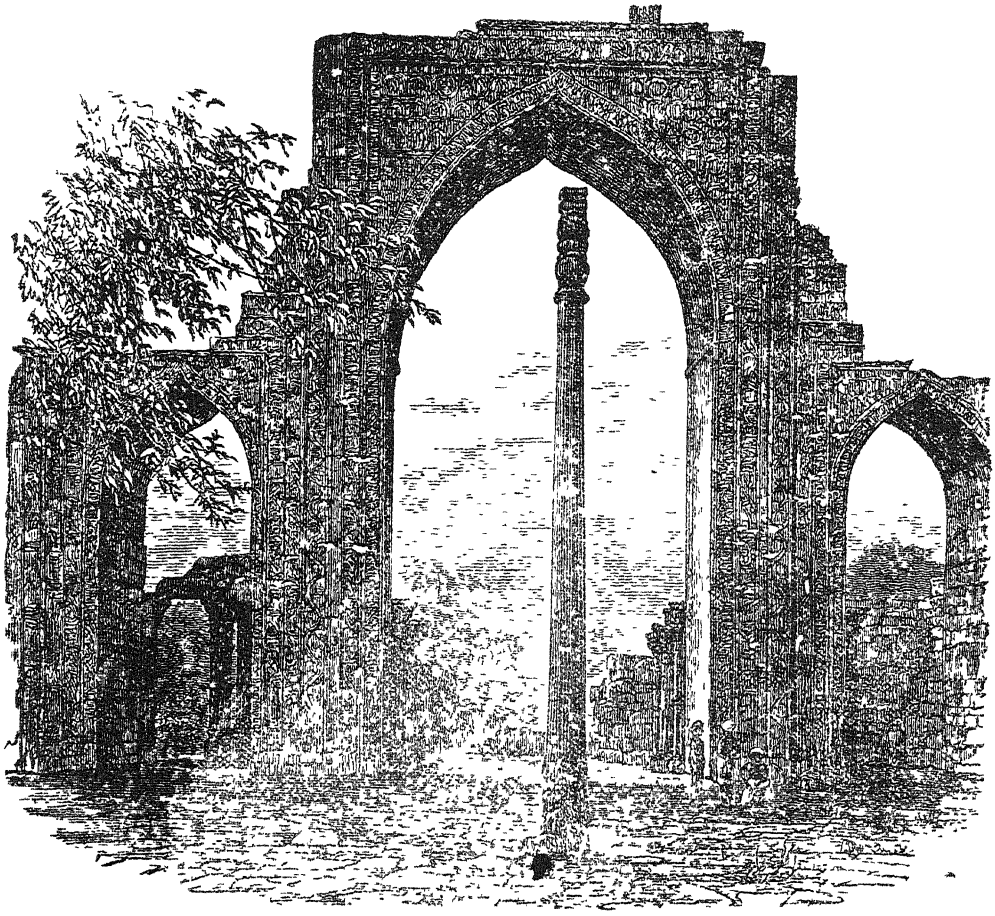
راجا بھاوا کا آہنی مینار - واقع دہلی

کے کھنڈرات بھی معدوم ہو گئے ہیں اِس کے بیٹے محمد تغلق نے تین بار کوشش کی کہ تمام آبادی کو دیوگری واقع دکھن میں لے جائے ٭

تیمور کے ہند پر حملہ کی کیفیت یوں مرقوم ہے :-

۱۳۹۸ء میں تیمور ایک ٹڈی دل تاتاری لشکر لیکر ہندوستان میں داخل ہوا + دہلی کی دیواروں تلے محمد تغلق کو شکست دیکر دارالسلطنت میں داخل ہوا + پانچ دن تک قتل عام اور لوٹ کی اجازت رہی اور انہیں دنوں تیمور نے اپنے افسروں کو بڑی ضیافت دی + سڑکوں میں لاشوں کا اتنا بڑا انبار لگ گیا کہ راہ چلنا بھی مشکل تھا - بہت لوگ جان بچا کر پرانی دہلی بھاگ گئے۔ مورخ لکھتے ہیں کہ تیمور کے بیٹوں نے انکا یاں بھی پیچھا کیا اور ان "بے دینوں کی روحوں کو دوزخ میں پہنچایا - ان کی کھوپریوں سے ایک مینار بنوایا اور اُن کی لاشوں کو ہوائی پرندوں اور جنگلی درندوں کے حوالے کیا + ایسا کشت و خون اور تباہی کبھی سننے میں نہیں آئی" + تیموری لشکر نے پھر میرٹھ پر ہاتھ صاف کیا - وہی محمدی مورخ

لکھتا ہے "یاں کے بے ایمانوں کو زندہ جلا دیا۔ اُن کی بیویوں اور بال بچوں کو غلام بنا یا۔ شہر کو آگ لگا دی۔ دیواروں کو گرا دیا اور تھوڑی ہی دیر میں یہہ شہر خاکستر کا ڈھیر بن گیا" +

۱۵۲۶ء میں بابر نے جو تیمور کی نسل سے چھٹواں تخت نشین تھا۔ ابراہم لودی کو پانی پت میں شکست دی۔ دہلی میں داخل ہُوا اور آگرہ کو اپنا دارالسلطنت مقرر کیا + اسکا بیٹا ہمایون دہلی چلا آیا۔ جہاں اُسکا مقبرہ واں کی عالیشان عمارتوں میں سے سرنکالے ہوئے ہے + اکبر اور جہانگیر عموماً آگرہ۔ لاہور یا اجمیر میں رہتے تھے + شاہجہان نے دہلی کو اُسکی موجودہ حالت میں بنوایا اور اُس کے اردگرد شہر پناہ و قلعہ بندی بھی بنوائی + محل۔ جمعہ مسجد یا بڑی مسجد بھی اُسی نے بنوائی تھی +

۱۷۳۹ء میں نادرشاہ نے شاہ مُغلیہ کو شکست دی اور دہلی میں داخل ہُوا۔ دو دن بعد یہہ افواہ اُڑ گئی کہ نادرشاہ مر گیا ہے۔ اِس لیئے تمام لوگ فارسیوں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ نادرشاہ نے بڑے بازار میں کھڑے ہو کر قتل عام کا حکم دیا۔ اور ایک ہی دوپہر تک قریباً ۳۰۰۰۰ مرد۔ عورتیں اور بچے تہ تیغ ہوئے + ۵۸ دن تک شہر میں لُوٹ ہوتی رہی۔ جو لُوٹ کا مال کہ نادر اپنے ساتھ لیگیا اُسکا ۹ سے ۳۰ کروڑ تک تخمینہ لگایا جاتا ہے + اِس میں مشہور تخت طاؤس بھی شامل ہے +

گذشتہ صدی کے ۲۱ برسوں میں افغانوں کے ہندوستان پر پانچ بڑے حملے ہوئے۔ دُنیا بھر میں ایسی خونریزی اور ظُلم کبھی نہیں ہُوا جیسا اِن حملوں کے دوران میں کیا گیا + ایک حملے کے وقت دہلی نے اپنے دروازے کھول دیئے اور افغانوں کی مہمانوں سی آؤ بھگت کی۔ کئی ایک ہفتوں تک اہل شہر کے ساتھ بڑی بڑی سختیاں اور تجاوز جو ایک وحشی قوم مغلوب دُشمن کے ساتھ کر سکتی ہے۔ کیئے گئے اِس اثنا میں افغان سوار بڑے بڑے شہروں سے لیکر چھوٹی چھوٹی جھونپڑیوں میں پھرتے اور لوگوں کو لوٹتے اور قتل و تباہ کرتے رہے + ہندوؤں کی مقدس جگھوں کو لوٹنے اور مندروں کے بیچارے قابل رحم عابدوں کے تباہ کرنے میں اِن کی خاص خوشی تھی +

۱۷۸۸ء میں مرہٹوں نے اِس شہر پر مستقل طور پر قبضہ کیا۔ ۱۸۰۳ء تک جس سال انگریز دہلی میں داخل ہوئے شاہ مُغلیہ سندھیا کے ہاتھوں قید رہا +

پچاس سال تک دہلی پھر امن و امان سے رہی۔ ماہ مئی ۱۸۵۷ء میں میرٹھ کے باغی شہر میں داخل ہوئے۔ اور انگریز مردوں عورتوں اور بچوں کو قتل عام کیا۔ دو تین مہینوں میں شہر پھر لیا گیا اور شاہنشاہ جس نے باغیوں کا ساتھ دیا تھا رنگون میں جلاوطن کیا گیا۔ ۱۸۷۷ء میں ملکہ وکٹوریہ نے دہلی میں قیصر ہند ہونیکا اعلان دیا +

شہر۔ دیسی شہر کی عمارتیں عموماً اینٹوں سے خوب بنی ہوتی ہیں۔ چھوٹے بازار بڑے تنگ اور ٹیڑھے ہیں۔ بڑے بازار بڑے خوش قطع کے ہیں۔ چاندنی چوک کی تصویر جسکے وسط میں درختوں کی قطاریں ہیں اگلے صفحے پر دی جاتی ہے +

محل جو اب قلعہ ہے ایک بڑی عالیشان عمارت ہے + دیوان خاص کے اندر بڑا ہی عمدہ اور اعلےٰ درجے کا کام کیا

ہُوا ہے۔ چھت کے گرد یہہ عبارت کندہ ہے:-

اگر فردوس بر رُوئے زمین است

ہمین است و ہمین است و ہمین است

پر یہہ اُنکے لئے تو جو یہاں رہتے تھے بہشت ثابت نہیں ہُوا!

بڑی مسجد ہندوستان کی عالیشان عمارتوں میں سے ہے۔ اِس کی سیڑہیں بڑی خوبصورت ہیں اندر فرشوں۔ چھتوں۔ کمروں میں تمام سفید سنگ مرمر ہی لگا ہُوا ہے ۔

چاندنی چوک دہلی

ہمایوں کا مقبرہ جو شہر سے دو میل کے فاصلہ پر ہے بُھر بُھرے پتّھر کی خوبصورت عمارت ہے اور اُس کے اندر سنگ مرمر لگا ہُوا ہے۔ یہہ تاج کیطرح ایک باغ میں واقع ہے قبر مربع شکل کی ہے اور سفید سنگ مرمر کا گنبد عین وسط میں ہے ۔
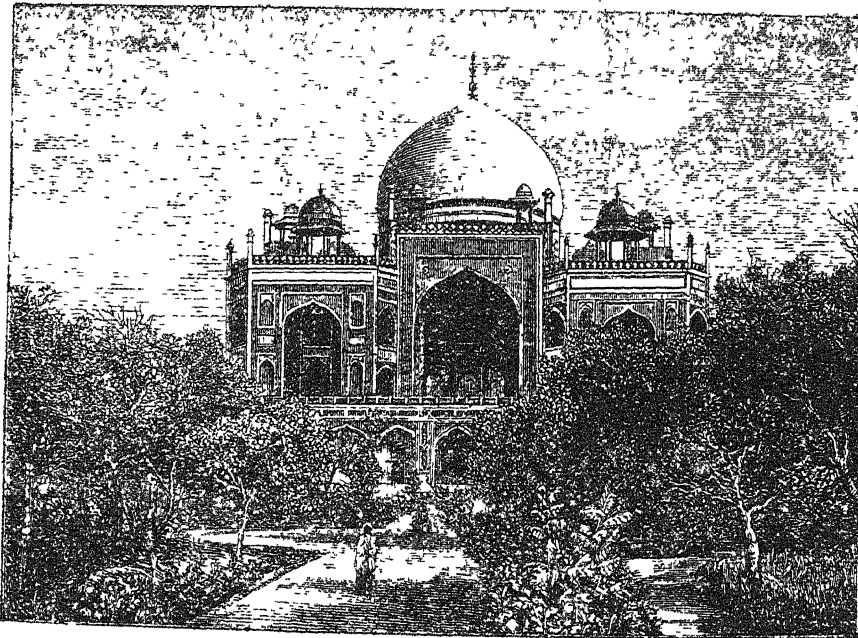
ہمایوں کا مقبرہ

دہلی کی آبادی ۱۸۹۱ء میں ۱۹۳۰۰۰ تھی۔ یہہ پنجاب کا سب سے بڑا شہر ہے۔ ایسٹ انڈین ریلوے دریائے جمنا

پر ایک آہنی پُل کے رستے داخل ہوتی ہے۔ اور بھی ریل کی سڑکیں دہلی میں اتصال کرتی ہیں۔ یہاں کی خاص اشیاء ساخت چاندی۔ سونے۔ اور چھوٹی زردوزی کا کام ہے۔ دربار مغلیہ کے تباہ ہو جانے سے اس کام میں بڑی کمی پیدا ہو گئی لیکن من کُلّ الوجوہ ترقی۔ ہے۔

پنجاب میں سفر

پانی پت۔ دہلی کے شمال میں قریباً ساٹھ میل کے فاصلہ پر ایک بڑا پرانا شہر ہے۔ کہتے ہیں کہ یہہ شہر پاٹ یا پرَستھا تھا جو یودھسٹر نے درودتھا سے شرط صلح کرنے کے لئے طلب کیا۔ زمانہ حال ہی میں پانی پت کے میدانوں پر ایسی ایسی تین مشہور لڑائیاں ہوئی ہیں جنہوں نے شمالی ہند کی قسمت پر گویا مُہر لگا دی ہے +

تھانیسر پانی پت کے شمال مغرب میں ۲۵ میل دریائے سرسوتی کے کنارے واقع ہے۔ مہابھارت کی روائتوں کے متعلق یہہ ہندوستان بھر میں پرانا شہر ہے کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ ہی کروچھتر کا میدان واقع ہے + ۱۰۱۱ء میں محمود غزنوی نے اس پر قبضہ کرکے اسے خوب ہی لوٹا۔ جاتری اسکے ایک مقدس تالاب میں اشنان کرنے آتے ہیں۔ چاند گرہن کے وقت تمام تالابوں کے پانی تھانیسر کے اس تالاب کے پانی سے ملتے ہیں۔ اس لئے جو کوئی ایسے وقت میں اشنان کرے وہ اپنے تمام گناہوں اور ناپاکیوں سے رہائی پاتا ہے +

شملہ جانیکی پرانی سڑک

انبالہ۔ دہلی سے ریل کے راستے ۱۲۳ میل پر ایک بڑا فوجی مقام ہے۔ ۱۸۲۳ء میں یہہ سرکار انگلشیہ کے قبضے میں آیا۔ اسی مقام سے لوگ عموماً شملہ جاتے ہیں۔ کالکا جو پہاڑ کے دامن میں واقع ہے ۳۷ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور اب یہاں تک سیدھی ریل جاتی ہے۔ پہلے گھوڑوں کی ڈاک کا رواج تھا +

شملہ

شملہ پرانی سڑک کے راستے کالکا سے ۱ ۴ میل ہے۔ لیکن اس کی بلندی صرف اسی قدر ہے کہ گھوڑے یا ڈولی میں سفر کر سکتے ہیں۔ نئی سڑک پر جو ۵۸ میل ہے دو گھوڑے ہلکی گاڑی جسے ٹانگا کہتے ہیں لے جاسکتے ہیں +

ایک جوان انگریز افسر نے شملہ میں رہنے کا پہلا مکان ۱۸۱۹ع میں بنوایا۔ یا لکڑی اور سرکنڈے کی جھونپڑی تھا۔ دیگر افسروں نے بھی دیکھا دیکھی مکان بنوائے۔ لارڈ امہرسٹ نے ۱۸۲۷ع میں موسم گرما یہیں بسر کیا۔ سر جان لارنس ۱۸۶۴ع کے وقت سے شملہ عملی طور پر گورنمنٹ آف انڈیا کا موسم گرما کا دارالخلافہ چلا آیا ہے۔ وائسریگل لاج جو ابھی تھوڑے ہی برس گذرے تعمیر کیا گیا ایک بڑی عالیشان عمارت ہے ٭
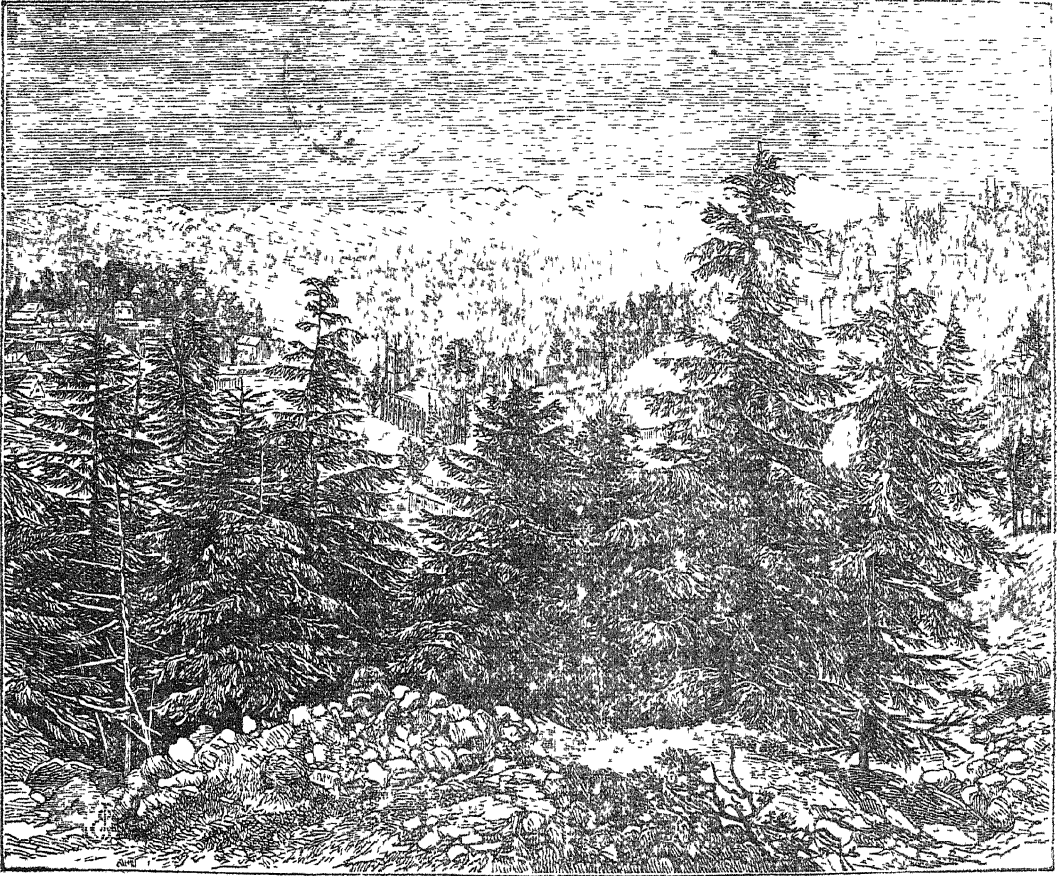
شملہ

شملہ سمندر سے ۷۰۰۰ فٹ بلند ہے۔ ماہ جون اور جولائی میں بہت مرطوب اور دھندلا رہتا ہے۔ برفانی سلسلہ شملہ سے بڑا خوبصورت نظر آتا ہے۔ لیکن انکا عمدہ نظارہ ساتھ کے کسی پہاڑ سے ملتا ہے ٭

شملہ سے پھر امبالہ واپس آنکر ہم ریل میں شمال مغرب کیطرف سفر کرتے ہیں۔ اس راہ میں پہلی مشہور جگہ **لودیانہ** ہے۔ جو دریائے ستلج کے قریب واقع ہے اور پشمی شالوں کی ساخت کے لیے مشہور ہے۔ سکھوں کی پہلی لڑائی سے پیشتر یہہ سلطنت انگلشیہ کا سرحدی مقام تھا۔ اسکے گرد نواح میں انگریزوں اور سکھوں کے مابین بڑی خونخوار لڑائیاں واقع ہوئیں۔ لودیانہ سے

۳۲ میل پرے جالندھر ایک فوجی مقام ہے اور جالندھر سے ۵۲ میل پرے سکھوں کے خیال میں متبرک شہر امرتسر واقع ہے ٭

سِکھ

اَب سکھوں کا جو کچھہ برس گذرے پنجاب کی فرمانروا قوم تھی مختصر سا حال لکھا جاتا ہے :-
لفظ سِکھ کے جو سشیا سے بگاڑا گیا ہے معنے چیلے کے ہیں۔ یہہ لفظ اپنی قوم کے گروؤں یا اُستادوں سے نزدیکی رابطے اور میل کا اظہار کیا کرتا تھا ٭

اِس فرقے کا بانی نانک بمقام لاہور ۱۴۶۹ء میں پیدا ہُوا۔ اُسکی تعلیم کی بُنیاد ہندو مصلح کبیر پر قائم تھی۔ نانک کا خیال تھا کہ ہندوؤں اور مسلمانونکو ایک ہی خُدا کے ایمان پر باہم ملائے۔ لیکن نانک کا مذہب خُدا کی وحدانیت پر نہ تھا۔ بلکہ وہ ہمہ اوست تھا اُسنے تعلیم دی کہ فقط ہری کے نام دُہرانے ہی سے مُکتی (نجات) مِل سکتی تھی ٭

نانک نے بڑا لمبا چوڑا سفر کیا۔ کہتے ہیں کہ وہ ہوا میں اُڑ سکتا تھا اور کسی جگہ جانا نہ چاہتا تو اُسے اپنی طرف بلا سکتا تھا ایک لچر روائت میں لکھا ہے کہ اُسنے مکّہ کا بھی حج کیا۔ ایک دفعہ لوگوں نے اُسے کعبہ کیطرف پاؤں کرنے کی وجہہ سے ملامت کی تو اُسنے جواب دیا کہ بھلا میں کِس طرف پاؤں کروں کہ کسی کی بیعزتی نہ ہو کیونکہ خُدا تو ہر جگہ اور ہر طرف ہے ٭

نانک نے ۱۵۳۹ء میں ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ دسویں گرو گوبند نے سکھوں کو ایک جنگی فرقہ بنا دیا۔ اُسنے اپنے پیروؤں میں ذات پات کی رسم کو دُور کیا اور یہہ رواج ڈالا کہ وہ اپنے ناموں کے پیچھے سنگھ (شیر) کا لفظ لگائیں۔ لمبے بال رکھیں تلوار اپنے ہمراہ لئے رہیں اور کچھ پہنیں۔ گوبند کی زندگی کا زیادہ حصّہ جنگ میں گذرا اور آخر کار وہ مقتول ہُوا پٹنہ میں اُسکے نام پر ایک مندر ہے۔ گوبند نے اپنا جانشین مقرر کرنے سے انکار کیا اور کہا: میرے بعد تم ہر کہیں گرنتھ صاحب کو اپنا گرو مانوگے اور جو کچھ تُم مانگوگے وہ تم پر ظاہر کریگا۔ تھوڑے برس گذرے کہ پروفیسر ٹرمپ صاحب نے آدی گرنتھ کا انگریزی ترجمہ کیا اُن کے خیال میں یہہ کتاب "بڑی بے ربط اور مغز تھکانے والی ہے۔ چند باتیں اور خیالات جو اِس میں پائے جاتے ہیں مختلف طریقوں میں بار بار دُہرائے گئے ہیں۔ یہہ نصیحتوں اور کہاوتوں کا جو نظم میں ہیں خوب مجموعہ ہے۔ اور کم از کم ۳۵ مختلف مصنفوں نے اسے لکھا ہے۔ اِن میں سے دس کا پیشہ ہی مدح خوانی تھا اور یہہ گرو کی مدح و ثنا کرنے کے لِئے ملازم رکھے گئے تھے" ٭

سِکھ بڑے نازاں ہیں کہ ہم بُت پرستی کے مخالف ہیں لیکن وہ اپنی کتاب مقدس کو بُت کی منزلت دیتے اور اُس کی ویسی ہی پرستش کرتے ہیں جیسے ہندو اپنے بتوں کی۔ اُسے کپڑے پہناتے۔ سجاتے۔ اُسے پنکھا جھلتے۔ رات کے وقت اُسے بستر پر لٹاتے اور اُسکے ساتھ وُہی برتاو کرتے ہیں جو کرشن کے بتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے ٭ (از تصنیف سَر مونیر ویلیمس)

سِکھ اَب ذات کی زنجیروں سے بھی جکڑے گئے ہیں اور عموماً ہندوؤنکی رسومات کی پابندی بھی کرتے ہیں۔ بعض قدیمی

توہمات مثلاً گائے کو الٰہی قدسیت (پوتر تائی) دینے میں تو وہ عام ہندوؤں سے بھی بڑھ چڑھ کر ہیں۔ ایک وقت پنجاب میں گائے کا مارنا لڑکی مارنے کی نسبت زیادہ بھاری جرم سمجھا جاتا اور سزائے موت دی جاتی تھی۔ اس کی وجہ محض مسلمانوں سے مخالفت تھی کیونکہ جب کبھی وہ کوئی ہندوؤں کا ضلع فتح کرتے تو اپنی فتح منانے اور ہندو توہمات سے اپنی دلی نفرت کا اظہار کرنے کے لئے گائیں ذبح کیا کرتے تھے۔ سکھ جب کبھی ایسے ہو سکتا مسجدوں میں سور ذبح کرنے سے اپنا بدلا نکالا کرتے تھے۔ نانک نے سکھوں اور مسلمانوں کو باہم ملانا چاہا۔ لیکن اب ان دونوں کے درمیان سخت کینہ ہے ✣

سکھ شراب تو پی سکتے ہیں۔ لیکن انہیں تمباکو پینے کی سخت ممانعت ہے۔ تمباکو کے استعمال سے انہوں نے جو کوئی نیکیاں کی ہوں۔ سب ضائع ہو جاتی ہیں ✣

سکھوں میں اکالیا نام ایک پُرجوش متعصب فرقہ ہے۔ یہہ ایک ایسے خدا کے معتقد ہیں جو بے پایان ہیں۔ جسکا نہ کوئی شروع ہے نہ آخر۔ وہ لمبی اونچی پگڑیاں باندھتے اور ان میں لوہے کے چکر رکھتے ہیں۔ وہ اپنے مذہب کے مخالفوں کو قتل کرنا جائز رکھتے ہیں ✣

سکھ قریباً ۱۸ لاکھ کے ہیں۔ انگریزوں کا ہندوستان میں کسی اور ایسی بہادر قوم سے سامنا نہیں پڑا۔ لیکن اب وہ سرکار انگلشیہ کی بڑی وفادار رعایا ہیں۔ غدر کے موقعہ پر انہوں نے بڑی خدمت کی ✣

اُمرت سَر

امرتسر جو پنجاب میں سوائے لاہور کے سب سے بڑا شہر ہے۔ دریائے راوی اور بیاس کے مابین واقع ہے۔ سکھوں کے چوتھے گورو رام داس نے ایک جگہ پر جو شاہنشاہ اکبر نے اُسے عطا کی شہر امرت سر کی بنیاد رکھی۔ اُسنے ایک پوتر تالاب بھی کھدوایا جس سے یہہ شہر اپنا نام اخذ کرتا ہے۔ یعنی "حیات ابدی کا تالاب" اور اس میں ایک مندر بنوانا بھی شروع کیا جو اس کے بیٹے نے ختم کیا۔ ۱۷۶۲ء میں احمد شاہ افغان نے سکھوں کو بالکل تباہ کر ڈالا۔ اُسنے شہر امرتسر کو تباہ کردیا۔ مندر کو باروت سے اُڑا دیا۔ پوتر تالاب کو مٹی سے بھر دیا۔ اور گائے ذبح کرنے سے پوتر جگہ کو ناپاک کردیا۔ تھوڑی مدت بعد تباہ شدہ مندر بحال کیا گیا ✣ ۱۸۰۲ء میں رنجیت سنگھ نے امرتسر پر قبضہ کیا۔ اُس نے اِس مندر پر بڑا روپیہ لگایا اور گلٹ کی ہوئی تانبے کی چھت بنوائی۔ اِس لیے یہہ مندر گولڈن ٹمپل (سنہری مندر) کے نام سے مشہور ہے ✣ شہر کے باہر قلعہ گوبند گڈھ بھی اُسی نے بنوایا ✣

تاج کی طرح مندر (دربار صاحب) کا نچلا حصہ سنگ مرمر کا ہے اور کہیں کہیں قیمتی پتھروں پر سونا چاندی بھی جڑا ہوا ہے زمینی فرش پر ایک محرابدار بڑا کمرہ ہے اور چھت کے اندر کیطرف بیشمار چھوٹے چھوٹے شیشے لگے ہوئے اور دیواروں پر بڑے خوبصورت نقش و نگار کئے ہوئے ہیں ✣

اندر خاص دروازے کے سامنے پڑا گرنتھی - گرنتھ صاحب کو سامنے رکھکر بیٹھتا ہے ۔ گرنتھی اور اُسکے مددگار راگ کے باجوں کے ساتھ گرنتھ صاحب گا کر پڑھتے ہیں - مرد اور عورتیں اندر آ کر اپنے نذرانے پیش کرتے اور گرد و گرنتھ کے سامنے زمین پر سجدہ کرتے ہیں ۔

امرتسر کے بازار عموماً تنگ اور ٹیڑھے ہیں لیکن تھوڑے برسوں سے بڑی ترقی و صلاح ہوئی ہے - یہاں کی خاص شالہا ساخت کشمیریوں کے شال میں امرتسر تجارت کے لئے بھی مشہور ہے - یہانتک کہ اسے پنجاب کا تجارتی دارالخلافہ کہتے ہیں ۔

نئی عمارتوں میں سے الگزنڈر اگلش سکول کی عمارت بڑی عالیشان ہے - امرتسر کے باغات - رام باغ - نکلسن پارک والچیس پارک و قیصری باغ جس میں ہماری قیصر وکٹوریا کے پورے قد کی شکل امریکہ کی ساخت قابل دید ہے۔ پنجاب بھیں لاثانی ہیں کہتے ہیں کہ - دنیا بھر میں امرتسر جیسے لکاٹ کہیں نہیں ہوتے ۔

لاہور

پنجاب کا دارالخلافہ لاہور

لاھور

امرتسر سے ۳۲ اور دریائے راوی سے قریب ۱ میل کے فاصلہ پر ہے اِس میں بڑے بڑے انقلاب اور تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں تین سو برس تک مسلمانوں کے حملوں کے خلاف یہہ پشت پناہ بنا رہا لیکن دسویں صدی کے آخر میں سبکتگین سلطان غزنی نے جیپال والئی لاہور کو شکست دی جیپال مایوس ہو کر جل مرا - پھر لاہور خاندان غزنی کا دارالخلافہ بن گیا - اور بعد میں بھی سلطنت مغلیہ کے عہد میں یہاں عموماً بادشاہ مقیم رہتے رہے ۔ اکبر - جہانگیر - شاہجہان اور اورنگزیب سب نے بیشمار عمارتوں سے اسے زینت دی - مثلاً قلعہ ثمن برج - بادشاہی مسجد - وزیر خاں مسجد - سنہری مسجد - شاہ لمار باغ - جہانگیر کا مقبرہ جو شاہدرہ میں واقع ہے قابل دید ہیں وغیرہ وغیرہ ایک دوسرے بعد حملہ آوروں کے تانتے سے مغلوں کا یہہ عالیشان شہر کھنڈرات کا ایک ڈھیر بن گیا - اور اسکی ٹوٹی پھوٹی دیواروں کے اندر چند مکان اور سکھوں کے قلعے ہی رہگئے - حالانکہ باہر ٹوٹا پھوٹا سامان یہ اس جگہ کا پتا دیتا
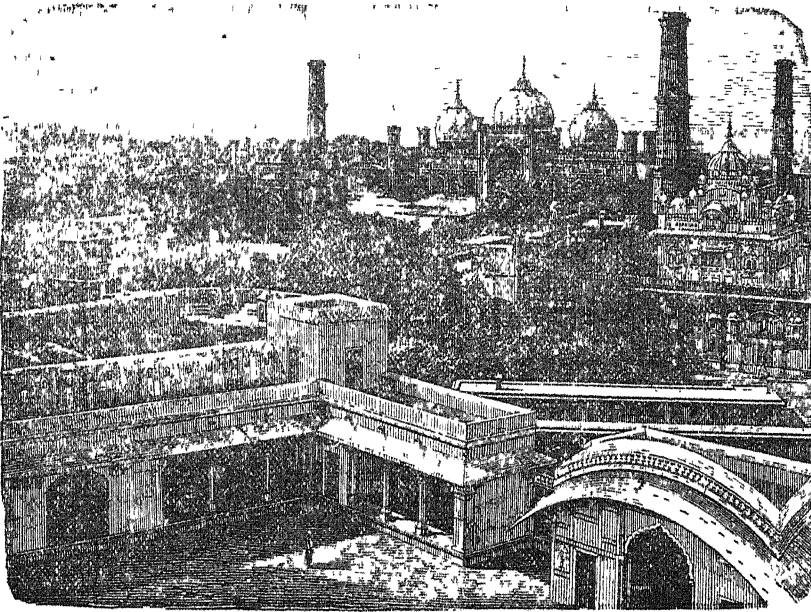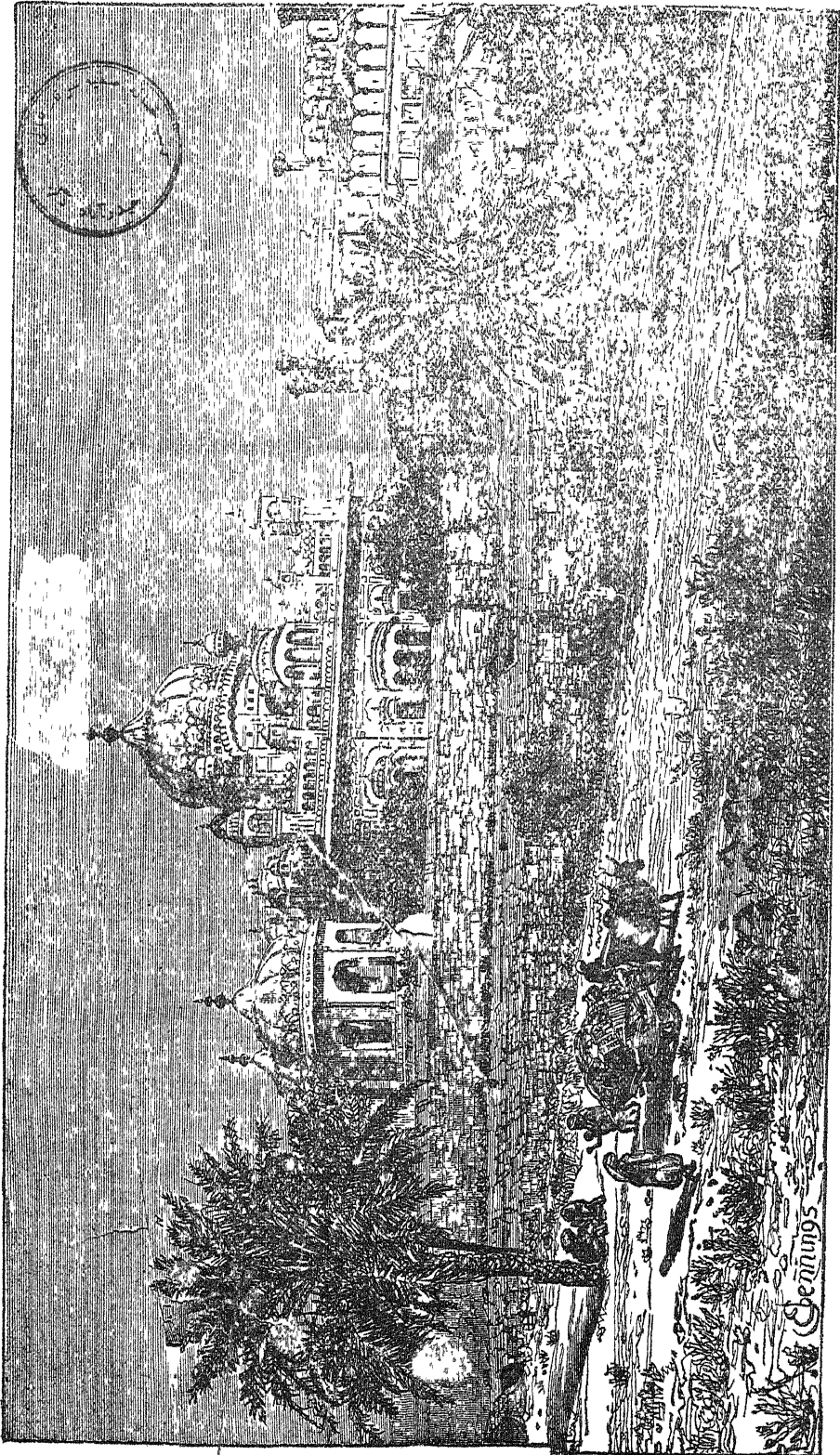
تھا جہاں پر اس دار الخلافہ کے ارد گرد مکان اور بستیں یا یوں کہیے کہ شہر ہی آباد تھا + رنجیت سنگھ کی حکومت میں لاہور ہے
سر سے آباد ہوا + اس نے مسلمانوں کے مقبروں سے پتھر وغیرہ اتروا کر امرتسر کے دربار صاحب میں بھیجدیے - رنجیت سنگھ کی
سمادھ سکھوں کی خاص عمارت ہے - اس میں ہندو اور محمدی طرز عمارت کا کام ملا جلا پایا جاتا ہے - اس کے اندر گرنتھ صاحب
کی ایک جلد ہے اور اس کے ارد گرد مٹی کے گیارہ چھوٹے چھوٹے ٹیلے ہیں - جن میں رنجیت سنگھ کی گیارہ بیویوں کی لاشیں
جو اس کی موت کے وقت ستی ... دفن ہیں +
شہر کے بازار تنگ او ... ہیں اور ان کے دونوں طرف اونچے اونچے مکان ہیں جن سے شہر بڑا ناقص اور غمگین سا نظر
آتا ہے - لیکن زمانہ مغل کی ... ن عمارتیں اس کمی کو پورا کر دیتی ہیں + پنجاب یونیورسٹی کالج - میو ہسپتال - اور فورمن کرسچن کالج اور
ریلوے سٹیشن اور چیف کورٹ ان ... ن عمارتوں میں سے ہیں جو سرکار انگلشیہ کے عہد میں تعمیر ہوئیں + آبادی ۱۸۹۱ء میں ۱۷۷۰۰۰ تھی

کانگڑہ

کانگڑ ... ب کے شمال مشرق میں واقع ہے - یہ سلسلہ ہمالیہ سے لیکر تبت تک پھیلتا ہے - زمانہ قدیم میں یہ
جالندھر کے راجپو ... کی سلطنت کا حصہ تھا - کانگڑہ جو ایک الگ تھلگ چٹان پر واقع ہے انکا خاص قلعہ تھا + نگرکوٹ
کا مشہور مندر بھی اس میں ...
۱۰۰۹ء میں محمود غز ... نگرکوٹ کی دولت کا شہرہ سنکر حملہ آور ہوا - ہندو راجاؤں کو شہر پشاور میں شکست
دی - قلعہ کانگڑہ پر قبضہ کیا اور مندر ... اور سونے چاندی کو لوٹ لیا - ۳۵ برس بعد پہاڑی محمدی قلعہ
نشینوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے - ا ... مدد سے قلعہ کو فتح کر لیا اور ویسی مورت جو محمود لے گیا تھا پھر کھڑی کر دی
۱۳۶۰ء میں شاہ فیروز تغلق نے پھر چڑھا ... راجا نے ا ... قبول کر لی اور اسکا ملک اسے دیا گیا - لیکن مسلمانوں نے
مندر کو پھر لوٹ لیا اور مورت کو مکہ بھیج ... ہ چلتے اسے پاؤں ... ندیں +
۱۵۵۶ء میں اکبر نے خود پہاڑ ... م کی اور کانگڑے ک ... طور پر اپنے قبضے میں کیا +
ضلع کانگڑہ اب چار کے لیے ... ہے +

... اور تک سفر

نارتھ ویسٹرن سٹیٹ ریلوے ... ۲ میل لمبی ہے - لاہور کو پشاور سے ملاتی ہے - راولپنڈی - لاہور سے ۱۷۴ میل
کے فاصلہ پر ایک چھاونی ہے - ا ... ے ۵۸ میل پرے اٹک پر سندھ کا پل ہے + دریائے سندھ ہزارے سے ایک
تنگ راستے سے ہو کر دفعتہً میل ... زیادہ کی چوڑائی میں پھیل جاتا اور ... ایک لکڑی دار جزیروں کو اپنے میں ملا لیتا ہے +

اٹک پر جہاں یہہ سیاہ چٹانوں میں سے گذرتا ہے پھر سُکڑ جاتا ہے - اور اُسکے نیچے ہی نیلے پانی کی بڑی چوڑی جھیل بنجاتا ہے اور ملکھد پہاڑیوں کی تنگ گھاٹیوں سے گذرتے وقت پھر تنگ ہوجاتا ہے ✤

قلعہ کانگڑہ یا نگر کوٹ
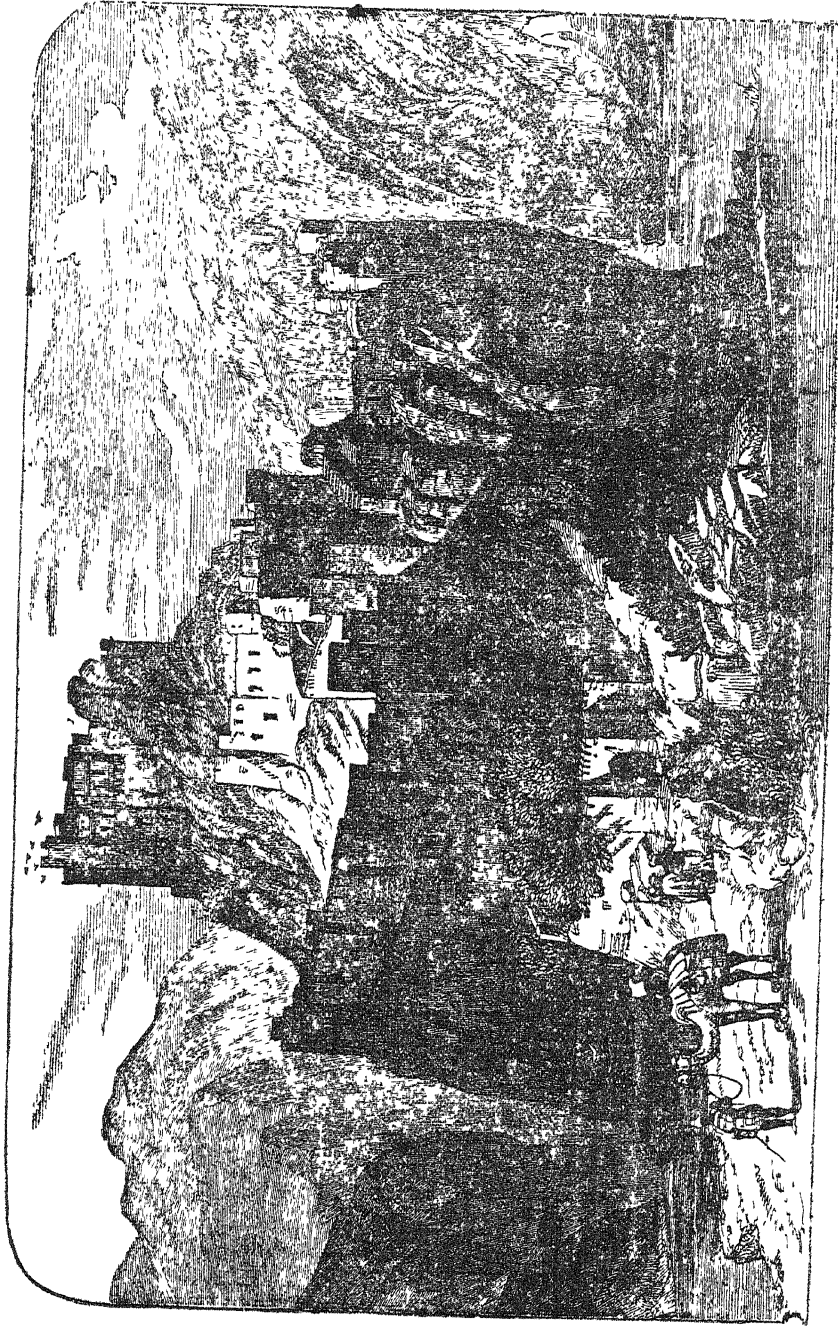
قلعہ اٹک ایک بڑی اُونچی جگہ پر دریائے سندھ کے اوپر اس مقام کے عین محاذ میں واقع ہے جہاں دریائے کابل اُس میں ملتا

ہے - جائے اتصال سے نیچے کے آلیا اور بجگالیا نام دو سیاہ سلیٹ کی چٹانوں کے درمیان ایک خطرناک بھنور واقع ہے - یہہ دونوں چٹان اُن دو ملحدوں کے نام سے مشہور ہیں جو اکبر کے عہد میں ان چٹانوں سے نیچے گرائے گئے - ریل کے پُل سے اب دریا کے آرپار جانے کے لیے بڑی سہولت ہو گئی ہے ✤

پشاور

اٹک سے ۴۴ میل کے فاصلے پر پشاور ایک وادی میں جو دریائے کابل سے سیراب ہوتی واقع ہے - وادی کی مغربی طرف درہ خیبر سے ملتی اور مشرقی دریائے سندھ میں کھلتی ہے + یہہ ضلع عموماً پٹھان یا افغان نسل کی آزاد قوموں سے محصور ہے - بخوف طوالت ہم اس ضلع کی لمبی تاریخ یہاں نہیں دیتے ✤

سنہ ۱۸۱۸ء میں سکھوں نے دامنِ پہاڑ تک حملہ کیا لیکن کچھ عرصہ بعد مستقل طور پر قابض ہو گئے - سنہ ۱۸۴۸ء میں ضلع مذکور سرکار انگلشیہ کے قبضے میں آیا ✤

پشاور کے مکانات چھوٹی چھوٹی اینٹوں یا گارے سے بنائے جاتے اور ان میں لکڑی کی چوکھٹیں لگائی جاتی ہیں - بازار بے ڈھنگے اور ٹیڑھے ہیں - شہر کے اردگرد خصوصاً چوروں سے بچاؤ کے لیے ایک دس فٹ اونچی مٹی کی دیوار ہے + دیوار کے عین باہر قلعہ بالاحصار تھوڑی سی بلندی پر واقع ہے + اس کی پکی اینٹوں کی دیوار ۹۲ فٹ بلند ہے - چھاونی میں جو شہر کے مغرب میں ہے ہمیشہ ایک فوجی دستہ رہتا ہے ✤

ضلع مذکور ارتکاب جرم کے لیے بدنام تھا - کہتے ہیں کہ سال میں اوسطاً ہر روز وادی میں ایک خون ہوتا تھا - بہت امور میں اصلاح کی گئی ہے لیکن چوریاں اور خون بدستور عام ہیں ✤

قلعہ جمرود جو درہ خیبر کے دامن میں واقع ہے پشاور سے دس میل کے فاصلے پر ہے - یہہ افغانستان کی طرف سرکار انگلشیہ کا سرحدی مقام ہے ✤

درہ خیبر ۳۳ میل تک پہاڑیوں میں پیچ کھاتا ہوا ڈھاکہ پہنچتا ہے یہہ ایک دریا کی تہ کے اوپر ہے جس میں دفعتاً ٹرہ آجایا کرتے ہیں - درہ مذکور عموماً تنگ ہے - مقام علی مسجد پر جہاں ایک قلعہ ہے - یہہ صرف چالیس فٹ چوڑا رہ جاتا ہے - اور دونوں طرف عمود دار ناقابل گذر پہاڑیاں واقع ہیں ✤

درہ خیبر افغانستان سے ہندوستان آنے کا بڑا شمالی فوجی رستہ ہے - ہند میں کئی ایک حملہ آور اسی راستے آئے +

افغان بڑے مضبوط اور طاقتور ہوتے ہیں مردوں کے رخسارے کی ہڈیاں اونچی - ناک بڑے اور داڑھیاں لمبی ہوتی ہیں - پہاڑی فرقے بری قسم کے محمدی ہوتے ہیں - خون کے بدلے خون اور کافروں کے خلاف آگ اور تلوار اُن کا سلطانی دستور العمل ہے - ہر ایک فرقے میں اندرونی لڑائیاں لگی رہتی - ہر ایک خاندان میں خونی جھگڑے پشت در پشت چلے آتے

اَور ہر ایک شخص کے فرداً فرداً دُشمن ہوتے ہیں۔ اِسلئے وہ ہمیشہ مسلح رہتے۔ یاں تک کہ بھیڑ بکریاں چرانے۔ باربردار جانوروں کو ہانکنے اور زراعت کرتے وقت بھی ہتھیار اپنے پاس رکھتے ہیں ۞
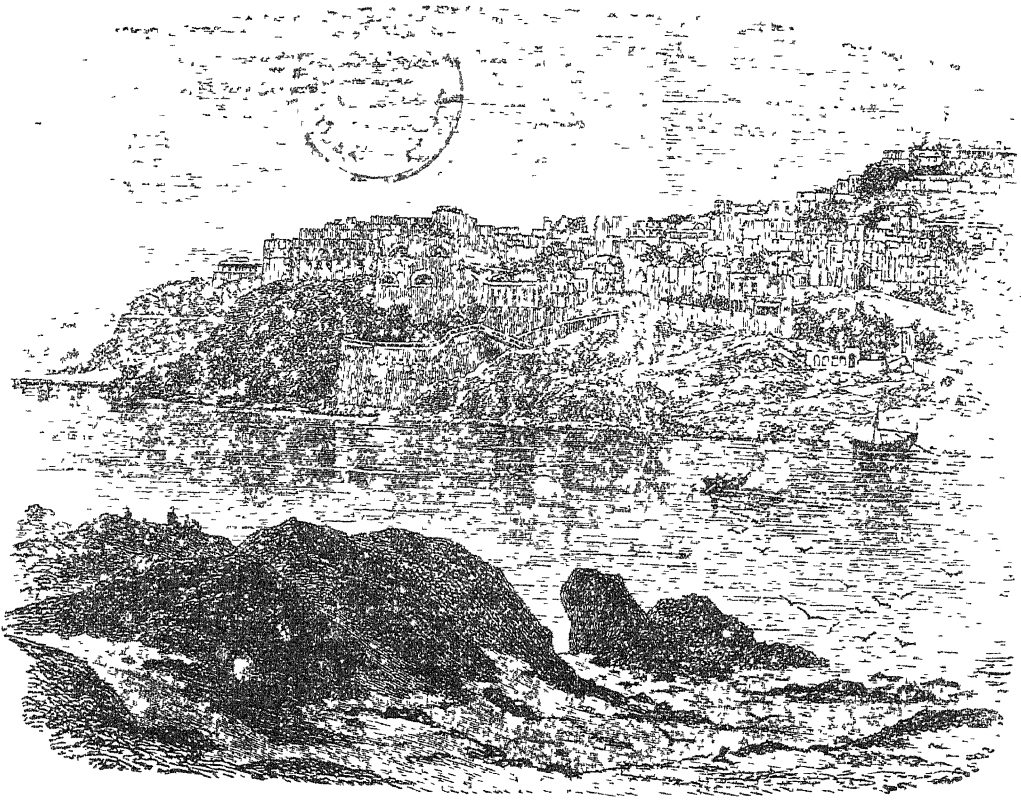
اٹک واقع دریائے سندھ

بعض فرقے اپنے مذہب سے ایسے ناواقف اور نادان ہیں کہ وہ اپنے نبی کا نام بھی نہیں بتا سکتے۔ وہ کسی نہ کسی پیر کی قبر اپنے گاؤں میں ضرور رکھتے ہیں اور صرف اُسی پیر پر بربادی اور بہبودی کا مدار سمجھتے ہیں۔ لوگ یاں زیارت کے لیئے آتے اور نذریں گزرانتے ہیں۔ کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ آفریدیوں نے ایک مقدس آدمی کو جو اُن میں رہتا تھا مار ڈالا تاکہ اپنے گاؤں میں اُس کی قبر بنوا کر اُس کی پرستش کریں! ۞

پہاڑی قومیں پُشت بہ پُشت چور چلی آتی تھیں اور جو لوگ درہ سے گزرتے اُنہیں لُوٹ لیتی تھیں۔ اُونچی پہاڑیوں پر سے وہ نیچے لوگوں پر پتھر پھینکتے اور آگ جلاتے تھے۔ یہہ مثل عام تھی کہ یہہ قومیں بڑی بے وفا ہیں۔ طمع اور لُوٹ کی خاطر یہہ اُنہیں قافلوں کو لوٹ لیتی جنکی حفاظت کا ذمہ لیتی تھیں۔ سرکار انگلشیہ نے اُن سے کچھ عہد و پیمان کیئے ہیں

پشاور

علی مسجد واقع درۂ خیبر

اور ہر سال اُنہیں کچھہ وظیفہ دیتی ہے تاکہ درے کو کھلا رکھیں اور مسافروں کی حفاظت کریں۔ اب یاں کوئی خطرہ نہیں ہے +
دریائے سندھ میں سفر کرنے سے پیشتر کشمیر کا کچھہ حال لکھا جاتا ہے +

کشمیر

پنجاب کے شمال مشرق میں کشمیر ایک بڑی دیسی ریاست ہے + جموں اور لداخ کو ملا کر یہہ بنگال سے بھی بڑی ہے۔ لیکن آبادی صرف ۱۵ لاکھ ہے +

[illegible] پنجال کے بلند سلسلہ کوہ سے گذر کر اس میں داخل ہو سکتے ہیں۔ یہہ پہاڑی سلسلہ ایک محمدی پیر کے نام سے جنکی قبر [illegible]وم ہے تمام پکے مسلمان مسافر یاں نذریں گذرانتے ہیں درے کی چوٹی سمندر سے ۱۱۵۰۰ فٹ بلند ہے۔ صاف [illegible] بادشاہی مسجد کے مینار چوٹی سے ۱۳۰ میل کے فاصلے پر ہیں صاف دکھائی دیتے ہیں + کشمیر ایک بیضوی شکل کی قریب ایکسو میل لمبی اور ۲۵ فٹ چوڑی وادی ہے۔ اس میں سے جہلم گذرتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی اور وادیاں بھی شامل ہیں اور ہمالیہ کی برفانی دیوار اس کے گرد ہے۔ یہہ سمندر سے ۵۲۰۰ فٹ بلند ہے۔ موسم گرما میں بھی یاں کی آب و ہوا خوشگوار [illegible] ٹھنڈی رہتی ہے۔ موسم گرما میں شاہان مغلیہ یاں اکثر جایا کرتے تھے +

سری نگر

دارالسلطنت سری نگر دریائے جہلم پر عام شاہ راہ ہے۔ اس میں کئی نہریں بھی جاری ہیں۔ مکانات عموماً لکڑی کے ۳ یا ۴ منزلہ بنے ہوتے اور چھتیں صرف ایک ہی طرف جھکی ہوتی ہیں۔ اور اُن پر مٹی ڈالی ہوتی ہے۔ تخت سلیمان ایک پہاڑی ہے یاں سے شہر بخوبی نظر آتا ہے۔ چوٹی پر ایک پرانا پتھر کا بنا ہوا مندر ہے جسے اشوک کے بیٹے نے ۲۲۰ قبل از مسیح تعمیر کروایا +

سری نگر کے نزدیک ایک شہری جھیل ہے۔ یہہ کھیروں اور خربوزوں کے چلنے والے باغات کے لیے جن میں بڑی اچھی فصل ہوتی مشہور ہے۔ ہر ایک کیاری بید مجنوں کی لکڑیوں کے ذریعے جو جھیل کی تہ میں گاڑی جاتی ہیں۔ اپنی جگہ پر قائم کی جاتی ہے۔ شاہ ہمدان کی قبر کا نظارہ یاں سے خوب دکھائی دیتا ہے۔ جھیل کے اوپر ایک مکان واقع ہے جس میں نبی کا ایک بال بڑی عزت و تکریم سے رکھا ہے +

کشمیر کی مشہور اشیا ساخت خوبصورت شال ہیں جو ایک قسم کی بکریوں کے اندرونی بالوں سے بنائے جاتے ہیں +

کشمیری بڑے صاف رنگ اور خوبصورت ہوتے ہیں۔ کشمیر کے بعض برہمن ہندوستان میں آباد ہوئے ہیں اور کشمیری پنڈت کہلاتے ہیں۔ لداخ کے باشندوں کی شکل و صورت چینیوں کی سی ہوتی ہے +

پچھلے دنوں زلزلوں سے کشمیر کو بہت نقصان پہنچا ہے +

تاریخ۔ کشمیر میں ایک قدیمی ہندو سلطنت تھی۔ ہندوستان بھر میں صرف یہی ایک سلطنت ہے جسکی معتبر تحریری تاریخ پائی جاتی ہے چودھویں صدی عیسوی میں محمّدی مذہب شروع کیا گیا۔ احمد شاہ نے ۱۷۵۲ء میں کشمیر فتح کیا اور ۱۸۱۹ء تک یہہ افغانوں کے قبضہ میں رہا۔ اِس سال سکھوں نے اِسے فتح کرلیا۔ سکھوں کی لڑائی کے بعدہ، لاکھ روپیہ دینے پر گلاب سنگھ نے مستقل طور پر قبضہ کیا یاں کی حکومت عموماً ظالم اور سخت رہی ہے۔ مہاراجہ ہندو ہے لیکن آبادی زیادہ تر محمّدیوں کی ہے۔ مرحوم مہاراجہ کا خیال تھا کہ اُسکے باپ دادوں میں سے ایک مچھلی بن گیا ہے۔ بدیں خوف کہ اُسے کوئی کھانہ لے۔ مچھلی کھانے کی سخت ممانعت کی گئی ✦

مہاراجہ کا جانشین قابل حاکم نہ تھا اِسلئے سرکار انگلشیہ کو تھوڑے عرصے تک معاملات سلطنت انجام دینے کے لئے ایک ریجنسی مقرر کرنی پڑی ✦

بارہ مولا کشمیر میں ایک پہاڑی گھاٹی ہے جِس میں سے دریائے جہلم گذرتا ہے شہر دریا کے داہنے کنارے واقع ہے اور آٹھ پیل پاؤنکا ایک پُل بھی بنایا گیا ہے ✦

سفر بسُوئے سِندھ

لاہور پھر واپس آکر ہم ریل میں مُلتان جاتے ہیں جو ۲۰۷ میل کے فاصلے پر ہے۔ یہہ بڑا پرانا شہر ہے سکندر اعظم نے ایک بڑے سخت جنگ کے بعد جِس میں وہ سخت زخمی بھی ہُوا اِسے فتح کیا۔ محمّدیوں کے قبضے میں آنے سے پیشتر یاں ایک مشہور مندر تھا جس میں سُورج کا ایک سنہری بُت تھا سکھوں کی دُوسری لڑائی مُلتان میں ہوئی۔ اور دو انگریز افسر مقتول ہوئے ۱۸۴۹ء میں شہر فتح کیا گیا۔ اور تب سے انگریزوں ہی کے زیر حکومت رہا ہے۔ یہہ بڑا فوجی مقام ہے اور تجارت یاں کی خاصی ہے ✦

نارتھ ویسٹرن ریلوے پنجاب کو کراچی سے مِلاتی ہے۔ لیکن ہم دریا کے راستے سفر کرتے ہیں ✦

شیر شاہ دریائے چناب پر ۴۔ میل کے فاصلہ پر مُلتان کا بندر ہے۔ پہلے اِس جگہ سے اگنبوٹ دریائے سِندھ میں جانے کے لئے روانہ ہُوا کرتے تھے۔ شیر شاہ سے قریب ۴۳ میل نیچے ستلج دریائے چناب سے مِلتا ہے۔ مقام اتصال سے آگے دریا پنجناد کہلاتا ہے۔ اِس سے بھی ذرا اور نیچے مقام متھا نکوٹ پر دریائے سِندھ سے مِلتا ہے ✦

دریائے سندھ

دریائے اِنڈس یا سِندھ (سنسکرت سندھو) ہمالیہ کے شمالی ڈھلوان سے نِکلکر اور ۱۸۰۰ میل کی

مسافت طی کرکے بحر عرب میں گرتا ہے - یہہ ہندوستان کا سب سے لمبا دریا ہے ٭
خیال ہے کہ سندھ کا منبع ۱۸۰۰۰ فٹ بلند ہے - دریا کا شمالی حصہ گھاٹیوں اور جنگلی بہت اونچی وادیوں میں سے
گرتا - اور اس میں بڑے بڑے رو آتے رہتے ہیں - پنجاب میں منبع سے ۱۲۰۰ میل کے فاصلہ پر یہہ ۱۰۰ گز چوڑا ہے کشتیاں

بارہ مولا پر دریائے جہلم

مسجد شاہ ہمدان - سری نگر
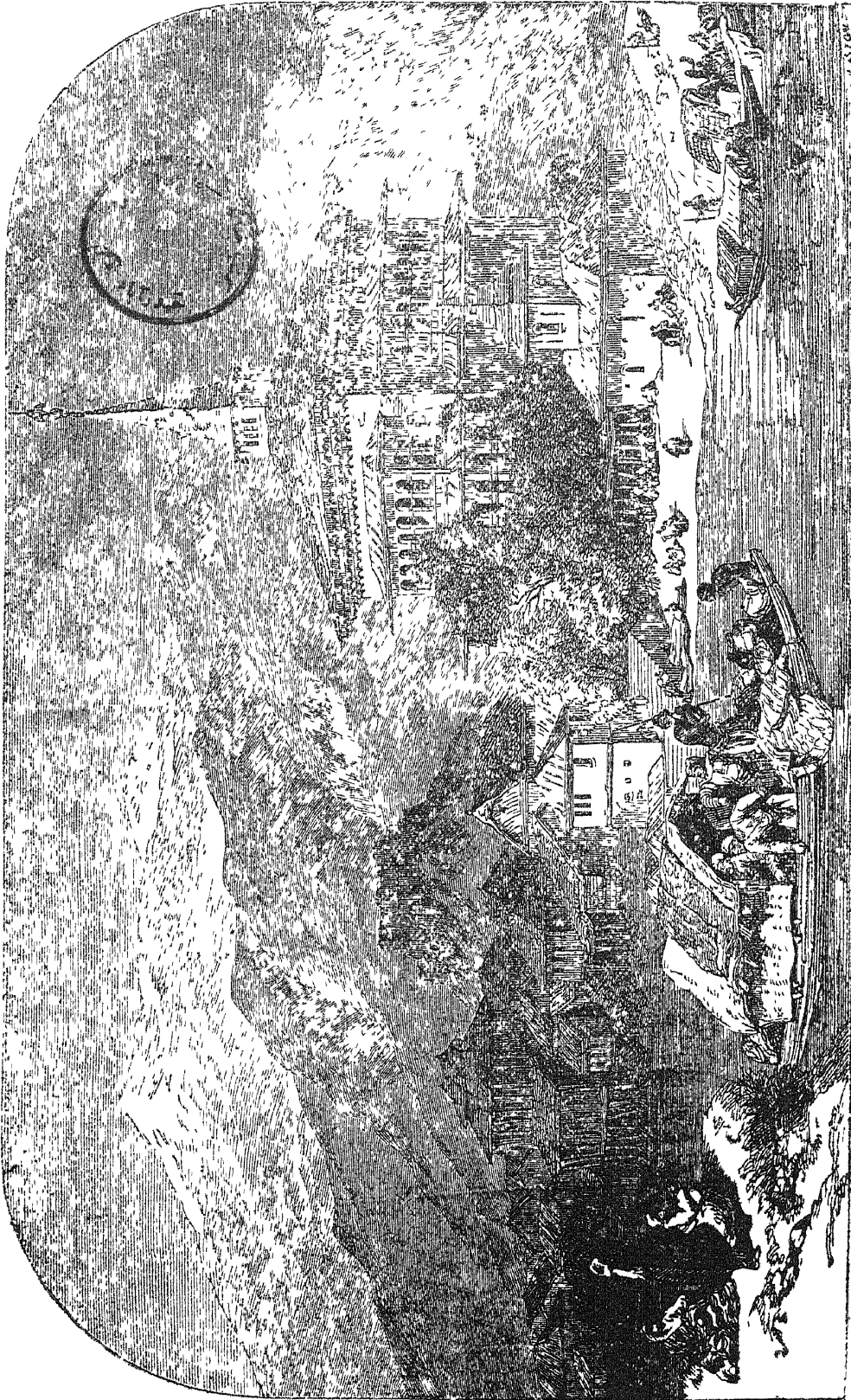
اِس میں حائل ہیں لیکن یہہ بہت گہرا نہیں اور جزیرے اور ریتلے چٹان اِس میں پائے جاتے ہیں + متھانکوٹ سے نیچے دریا کی چوڑائی ۲۰۰۰ گز سے لیکر کوئی ایک میل تک موسم کے موافق رہتی ہے - اِس کی گہرائی ۴ سے ۲۴ فٹ تک ہے - دریا کا بہاو بدلتا رہتا ہے اور کنارو کے دریا میں گرنے کی آواز سُنائی دیتی رہتی ہے + انڈس کا ڈیلٹا کنارے کے ساتھ ساتھ ۱۲۵ میل تک ہے - دریا میں مچھلیاں بکثرت ہیں - اور گھڑیال بھی بہت پائے جاتے ہیں +

متھان کوٹ سے تھوڑی نیچے انڈس صوبہ سِندھ میں داخل ہوتا ہے - جس کا اب تھوڑا سا بیان یہاں لکھا جاتا ہے +

سِندھ

فی الحال سِندھ احاطہ بمبئی کا ایک صوبہ ہے یہہ اپنا نام دریائے انڈس یا سِندھو سے جو اِس میں سے گذرتا ہے - اخذ کرتا ہے کل رقبہ قریباً ۴۸۰۰۰ مربع میل لیکن آبادی صرف ۲۵۰۰۰۰۰ ہے + انڈس کے دونوں طرف ۱۲ میل تک زراعتی زمین کا ٹکڑہ ہے - مُلک کا باقی حِصہ ویران اور صحرا ہے - مشرقی کنارے کے پاس ریتلی پہاڑیاں ہیں - جو ہوا کے صدموں سے بدلتی رہتی ہیں - شہروں کے کھنڈر اور پانی کے سوکھے ہوئے راستے اِس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ یہہ اُجڑے ہوئے مقام کبھی آباد و زرخیز تھے - مختلف وقتوں میں دریا کا بہاو بہت بدل گیا ہے انڈس کا جنوبی حِصہ دریائے گنگا کی طرح مختلف شاخوں میں منقسم ہو جاتا ہے +

شمالی سِندھ میں کمی بارش کی وجہ سے جو سال میں ایک انچ سے بھی کم ہوتی ہے - موسم بڑا گرم ہے - یورپین گھروں کی چھتوں پر سوتے اور لیٹنے سے پیشتر چارپایوں پر پانی چھڑک لیتے ہیں - تاکہ نیند آجائے +

تاریخ - سِندھ میں پہلے دیسی خاندان حکمران تھے - ہندوستان میں یہہ پہلا صوبہ ہے جسنے محمدیوں کے حملوں سے نقصان اُٹھایا - ۷۱۲ء میں مسلمانوں نے اِسے فتح کیا اور مدت تک یہہ اِنہیں کے قبضے میں رہا - پچھلی صدی میں بلوچیوں کے تلپر فرقے نے اِسپر قبضہ کر لیا اور امیر سِندھ ہو کر حکومت کرتے رہے - وہ شکار کے بڑے شائق تھے یہانتک کہ شکار رکھنے کی خاطر گاؤں کو تباہ کر دیا کرتے تھے - سر چارلس نیپئیر نے اُن سے نا منصفانہ سلوک کیا اور ۱۸۴۳ء میں میانی کی لڑائی میں اُنہیں شکست دی - بعد ازیں سِندھ سلطنت انگلشیہ سے ملحق کیا گیا - اِس تبدیلی سے لوگوں کو بے شک فائدہ ہوا +

درۂ بولان

باشندے ہیں - سندھی سر وقد اور مضبوط ہوتے ہیں + اِس اَمر کی شکایت کی جاتی ہے کہ اُن کی عادت صفائی پسند نہیں اُن کی زبان سنسکرت خاندان سے متعلق ہے اور اِس میں صرف و نحو کی کئی ایک شکلیں داخل ہیں جو اور ہندوستانی زبانوں میں متروک ہوگئی ہیں + محمدی اِسے عربی طرز اور ہندو پنجابی حروف میں لکھتے ہیں - قریب ⅘ حصہ آبادی کا مسلمان ہے - اور اِن ہیں قریب تمام کاشتکار شامل ہیں - ہندو عموماً شہروں میں سوداگر ہیں - اکثر سندھی نرالی شکل کی اُونچی گول ٹوپی پہنتے ہیں ❖

شِکھر - شمالی سندھ میں دریائے انڈس دو شاخوں میں ہوکر چونے کے چٹان سے گزرتا - اور یوں بیچ میں ایک جزیرہ رہجاتا ہے - اِس جزیرہ میں قلعہ بکھر واقع ہے - مشرقی کنارے پر شہر روہڑی اور مغربی کنارے پر سکھر ہے - اِس جگہ دریائے انڈس پر ایک خوبصورت ریل کا پل ہے ❖

سکھر کے نزدیک مقام رُک سے ایک ریل کی سڑک درہ بولان سے کوئٹہ واقع بلوچستان کو جو ۱۵۶ میل کے فاصلے پر ہے جاتی ہے - درہ بولان قریب ۶۰ فُٹ لمبا ہے - بعض جگھوں میں یہہ اِتنا تنگ ہے کہ صرف ۳ یا ۴ آدمی ایک قطار میں گھوڑوں پر جاسکتے ہیں - جب دریا طغیانی پر ہوتا تو تنگ گھاٹی بالکل بھر جاتی ہے - درّے کی چوٹی سمندر سے ۸۵۰۰ فُٹ بلند ہے - سنہ ۱۸۷۶ء میں کوئٹہ سرکار انگلشیہ کے قبضہ میں آیا - مدعا یہہ ہے کہ اگر درہ بولان سے جو بڑا جنوبی فوجی راستہ ہے حملہ ہو تو ہندوستان کی حفاظت کی جائے - چوروں وغیرہ سے مسافروں کا بھی بچاؤ کیا جاسکتا ہے - تجارت کے لیئے بڑی سہولیت ہوگئی ہے اور مُلک بھی آباد ہو رہا ہے ❖

سکھر سے دریائے انڈس میں ۲۱۱ میل سفر کرکے ہم مقام کوٹڑی پہنچتے ہیں جہاں سے ریلوے جنوب مغرب کیطرف کراچی جاتی ہے دریا کے محاذ میں تین میل کے فاصلے پر حیدرآباد جو پہلے امیروں کا دارالخلافہ ہوتا تھا چونے کی چٹان پر واقع ہے - یاں کارچشمی اور روغن سازی کا کام مشہور ہے - یاں مٹی کے بڑے بڑے برتن بھی بنائے جاتے ہیں - جن پر مچھوے دریا میں مچھلیاں پکڑتے وقت تیرتے ہیں ❖

کراچی - مغربی ساحل پر سندھ کا سب سے بڑا شہر ہے - تجارت بھی یاں کی بڑی ہے + ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہہ انگریزی حکومت ہی کی پیدائش ہے - کیونکہ اِس کی بھاری تجارت - عالیشان بندرگاہ اور دیگر سرسبز کارخانے الحاق سندھ کے وقت ہی سے پیدا ہوئے ہیں - کراچی پنجاب کا سب سے بڑا بندرگاہ ہے - سمندر کے نزدیک ہونیکی وجہہ سے شمالی سندھ کی نسبت یاں گرمی بہت کم ہے ❖

اَمرکوٹ حیدرآباد کے مشرق میں ریتلی پہاڑیوں کے سرے پر جو مشرقی صحرا بناتی ہیں - ایک چھوٹا سا شہر ہے - یاں سنہ ۱۵۴۲ء میں ہمایوں کے ہاں جب وہ افغانستان کو جا رہا تھا - اکبر پیدا ہوا ❖

کچھ سندھ کے جنوب مشرق میں ایک لمبا نصف دائرے کی شکل والا جزیرہ نما ہے + نمک کی پایاب جھیل جو رن کہلاتی اِسے سندھ سے جدا کرتی ہے اِس میں مغرب اور مشرق سے پہاڑیوں کے دو سلسلے ہیں - مُلک عموماً بنجر ہے - گھوڑے اور وحشی گدھے

بہت ہیں۔ مختار سلطنت راؤ کہلاتا اور اُس کے نیچے دو سو سردار ہیں۔ بڑا شہر مرکز کے نزدیک بھُج ہے سنہ ۱۸۱۹ع میں بھُج ایک بھونچال سے قریباً تباہ ہو گیا۔ اِس سے ریت کا ایک بڑا ٹیلہ بنگیا جسے لوگ اللہ بندہ کہتے تھے اور اِسنے ساتھ کے ایک زمین کے ٹکڑے کو بالکل دبا لیا ❖

رن جو لفظ ارنیا بمعنے صحرا سے نکلا ہے ایک ریتلا گہراؤ ہے جو جنوب مغربی موسمی ہوا کے وقت تو پانی سے پُر رہتی لیکن اَور وقتوں اور موسموں میں خشک اور نمک سے بھری رہتی ہے۔ اِس میں کئی جزیرے ہیں۔ جنگلی گدھے اور مکھیاں بھی یہاں پائی جاتی ہیں کچھ کی مشرقی حد پر بھی ایک ایسی ہی رن واقع ہے ❖

کچھ کے جنوب مشرق میں کاٹھیاوار بڑا جزیرہ نما ہے۔ اِسکا قدیمی نام سراسٹھرا ہے اور یہہ قابل دید جگھوں کے لیے نامی ہے۔ جنوب مغربی کنارے پر دوارکا جاترہ کی ایک نامی جگہ ہے۔ جنوبی کنارے پر سومنات ہے جس کے نزدیک کہتے ہیں کہ کرشن مارا گیا اور اُس کی لاش جلائی گئی۔ محمود غزنوی نے سنہ ۱۰۲۵ع کے قریب سومنات کے مشہور مندر کو لوٹ لیا تھا ❖ سومنات کے شمال میں گرنامی ایک وحشی پہاڑی ضلع ہے کوہ گرنار کے دامن میں اَشوک کے کتبے ہیں جو ۲۵۰ برس پہلے مسیح سے کندہ کئے گئے ہیں۔ پہاڑی چوٹی کے قریب جینیوں کے چند خوبصورت مندر ہیں۔ مغرب کیطرف مشہور ستَرنجایا پہاڑیاں ہیں۔ اِن پر بھی جینیوں کے مندر ہیں اور کئی ایک جاتری یہاں آتے جاتے ہیں۔ شہر پالیتانا عین پہاڑی کے دامن میں واقع ہے ❖

کاٹھیاوار ۱۸۸ مختلف ریاستوں میں منقسم ہے اِن میں سے ۹۶ سرکار انگلشیہ کی باج گذار۔ ۷۰ گائیکوار کی ہیں اور باقی خود مختار ہیں۔ نوجوان سرداروں کی تعلیم کے لیے یہاں راجکمار کالج ہے۔ بھانگر کاٹھیاوار میں اعلےٰ جگہ رکھتی اور پہلی دیسی ریاست ہے جس نے اپنے خرچ سے ریل کی سڑک بنوائی۔ بعض دیگر سردار بھی اپنی عملداری کی مہذبانہ گورنمنٹ کے لیے مشہور ہیں ❖

اب ہم بھانگر سے جہاز پر سوار ہو کر مشرقی کنارے کنارے بمبئی کو چلتے ہیں ❖

احاطہ بمبئی

احاطہ بمبئی میں ہندوستان کے مغربی ساحل کا ایک لمبا زمین کا ٹکڑہ اور قریباً سارا سندھ بھی شامل ہے۔ اِسکی مشرقی حد پر وسطی ہند کی ریاستیں۔ نظام کی مملکت۔ اور میسور واقع ہے۔ اِسکا رقبہ ۱۲۴۰۰۰ مربع میل یعنی احاطہ مدراس سے کچھ کم ہے۔ آبادی ۱۹۰۰۰۰۰۰ ہے۔ گورنمنٹ بمبئی کے متعلق کئی دیسی ریاستیں ہیں جنکا رقبہ قریباً ۷۴۰۰۰ مربع میل اور آبادی تخمیناً ۸۰۰۰۰۰۰ ہے ❖

مغربی گھاٹ ساحل کے ساتھ ایک ناہموار زمین کے ٹکڑے کو دکن کی ہموار زمین سے جدا کرتی ہے ❖

مغربی گھاٹوں کے اوپر نیچے بارش بکثرت ہوتی ہے۔ اناج اور روئی یہاں کی خاص پیداوار ہے۔ مغربی گھاٹ پر کوٹے درخت بکثرت پائے جاتے ہیں۔ گھاٹ کے جنگلوں میں سے موگن وغیرہ کی لکڑیاں بہت ملتی ہیں ❖

جنوب میں زبان کناری - وسط میں مرہٹی - اور خلیج کمبے کے ارد گرد گجراتی بولی جاتی ہے ⁂

مروجہ مذہب ہندو مت ہے - قریباً پانچواں حصہ محمدی ہیں - باقی جین - مسیحی اور پارسی ہیں ⁂

احاطہ بمبئی ایک گورنر کے زیر فرمان ہے اور دو کانسلیں بھی ہیں ⁂

بمبئی

تاریخ - اہل پرتگال نے ۱۵۳۲ء میں بمبئی کے چھوٹے سے جزیرے پر قبضہ کیا جسے ۱۶۶۱ء میں شاہ پرتگال نے اپنی بیٹی کے جہیز میں چارلس ثانی شاہ انگلستان کو دیدیا۔ اس نے اسے ایسا ناچیز پایا کہ ۱۶۶۸ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کو ۱۰ پونڈ یعنی ڈیڑھ سو روپیہ سالیانہ کرایہ پر دیدیا۔ اسی سال مغل بیڑے کے سندھی یا ابی سینی امیر البحر نواب جنجیرا نے اسے فتح کر لیا۔ ۱۶۸۷ء میں تین احاطوں میں سے ایک کا صدر مقام مقرر کیا گیا ۱۷۰۸ء میں یہ مقام گورنر جنرل کی زیر نگرانی کیا گیا۔ پہلی مرہٹہ لڑائی میں (۱۷۷۴ء تا ۱۷۸۲ء) سل سٹ وار دگر کے جزیرے اور تھانا ملحق کئے گئے۔ ۱۸۱۸ء میں پیشوا کے زوال کے بعد بمبئی ایک بڑے احاطے کا دار الخلافہ مقرر ہوا۔ اسکا بندرگاہ ہندوستان بھر میں خوبصورت اور بڑا مشہور ہے۔ آبادی یہاں کی ۸۲۰۰۰۰ ہے۔ ان میں سے چھ لاکھ ہندو - دو لاکھ محمدی اور آدھ لاکھ پارسی ہیں ⁂

قابل دید نظارے - کیا بلحاظ اپنے عمدہ نظاروں اور کیا باعتبار تجارتی فوائد کے بمبئی تمام مشرقی شہروں سے سبقت لے گیا ہے - جزیرہ بمبئی یا جیسا کہ اب ہم اسے جزیرہ نما بھی کہہ سکتے ہیں - پختے ریلوے پشتہ بندی کے ذریعے بر اعظم سے ملایا گیا ہے
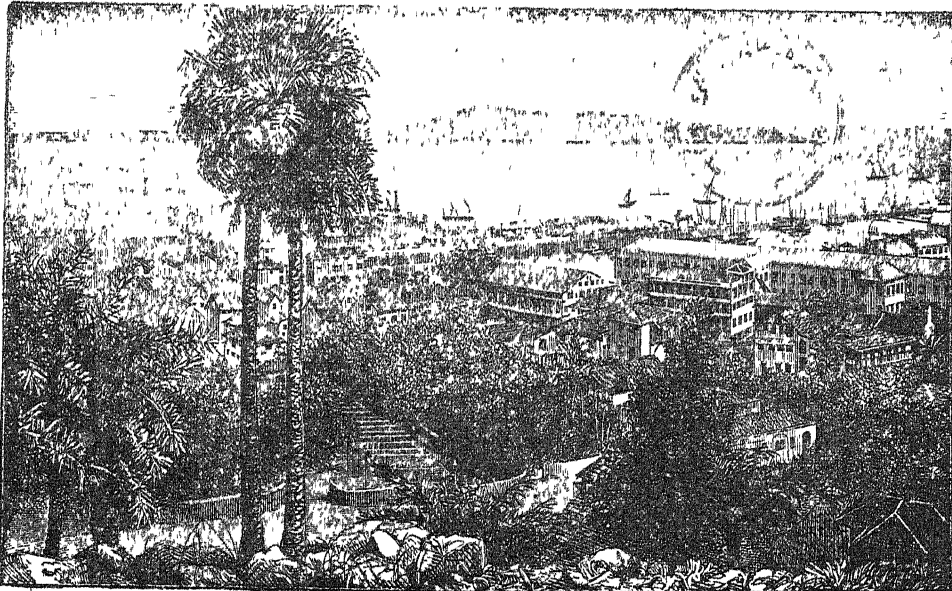
بندرگاہ بمبئی کا نظارہ

سمندر کی طرف سے اگر آئیں تو ایک عالیشان نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ مغربی گھاٹوں کے رکاوٹی سلسلے سے مسافت بند ہو جاتی ہے سامنے فراخ بندرگاہ کھلتا ہے جو جزیروں اور ابھرے ہوئے چٹانوں سے جڑا ہوا ہے۔ دور سے دیسی جہازوں کے سفید بادبانوں اور مستولوں سے ایک نیستان کا نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ اور بڑے بڑے تجارتی جہازوں کی پناہ ہے۔ شہر کے مکانات بڑے عمدہ ہیں بازار کشادہ اور نیز رفاہِ عام کی عمارتیں ہیں۔ ساحل سمندر پر گھاٹ۔ مال خانہ اور لمبے مصنوعی پشتے ہیں اور یہہ قریباً ۵ میل تک پھیلا ہے۔ جزیرے میں ایک نشیب دار میدان ۱۱ میل لمبا ۳ میل چوڑا ہے اور دونو طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے سلسلے ہیں مقام کلابا جوان دونوں میں سے لمبے سلسلے سے بنایا جاتا ہے۔ بندرگاہ کو مشرقی طرف سے سمندر کے زور سے بچاتا ہے۔ دوسرا سلسلہ کوہ مالابار میں ختم ہوتا ہے اور ان دونوں کے درمیان پایاب خلیج اسود واقع ہے۔ خلیج اسود کے سرے اور بندرگاہ کے درمیان ایک چھوٹے سے اونچے زمین کے ٹکڑہ پر قلعہ واقع ہے۔ اس قلعہ کے گرداگرد شہر آباد ہو گیا۔ دیواریں مسمار کرائی گئی ہیں اور اب قلعہ میں عموماً تجارتی دفتر ہیں ❖

امریکہ میں سول وار (اندرونی جنگ) کے گھمسان میں روئی کی بڑی مانگ کے باعث بمبئی نے بڑی دولت کمائی۔ شہر کی بڑھتی دولت کے باعث کئی عالیشان رفاہِ عام عمارتیں بنوائی گئیں۔ یہاں پتھر دستیاب ہوتا ہے اسلیے بمبئی کو کلکتہ اور مدراس پر ترجیح حاصل ہے۔ کیونکہ ان میں صرف اینٹیں ہی مستعمل ہو سکتی ہیں۔ کئی ایک بڑے بڑے دفتر۔ عمارات یونیورسٹی اور جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے سنٹرل سٹیشن مشہور اور نامی عمارتوں میں سے ہیں ❖

بازار دیکھنے ہی سے اصلی بمبئی کے گہما گہمی کا اندازہ ہو سکتا ہے ❖

بمبئی کا ایک انسٹی ٹیوشن پنجراپول یعنے بڈھے بیلوں۔ کتوں۔ بلیوں۔ اور پرندوں وغیرہ کا ہسپتال ہے۔ بعض جانور بڑی دردانگیز حالت میں ہوتے ہیں۔ جینی اسے کار ثواب سمجھکر اسکا سارا خرچ وغیرہ ادا کرتے ہیں۔ وہ کبوتروں کو بھی دانہ ڈالتے اور چیونٹیوں کی کھڈوں کے پاس مصری کی ڈلیاں پھینک دیتے ہیں۔ ان میں سے بعض صرف جانوروں کی حفاظت اور خبرگیری کرتے ہیں۔ کاٹھیاواڑ میں انہوں نے بڑی کوشش کی کہ بھیڑیں کھانے کے لئے ذبح نہ کی جائیں۔ لیکن وہ عورت کُشی کے مضمون پر بالکل خاموش تھے ❖

امیر لوگ اکثر کوہ مالابار پر جاتے۔ اسکی چوٹی پر بڑے عالیشان بنگلے بنائے گئے ہیں۔ سمندر اور شہر کا نظارہ یہاں سے خوب دکھائی دیتا ہے۔ گورنمنٹ ہاؤس دوسرے سرے پر ہے۔ سطح سے نیچے اور خلیج کے ساتھ ساتھ برابر پانچ میل کی سیر کے بعد بندرگاہ اپولو کی طرف راستہ جاتا ہے ❖

بمبئی ہی سے انگریزی ڈاک اور ہندوستانی فوج کے جہاز آتے جاتے ہیں۔ یہہ ریل کے ذریعے ہندوستان کے قریباً تمام حصوں سے ملائی گئی ہے۔ یہاں مختلف قومیں اور الگ الگ طرز و طریق پائے جاتے ہیں ❖

نوجوان بمبئی مسٹر بھولا ناتھ بوس اپنی کتاب ٹریولس آف اے ہندو (ایک ہندو کے سفر) میں مشرقی و مل

سینٹ ٹھا[illegible] ۔ بمبئی ✣
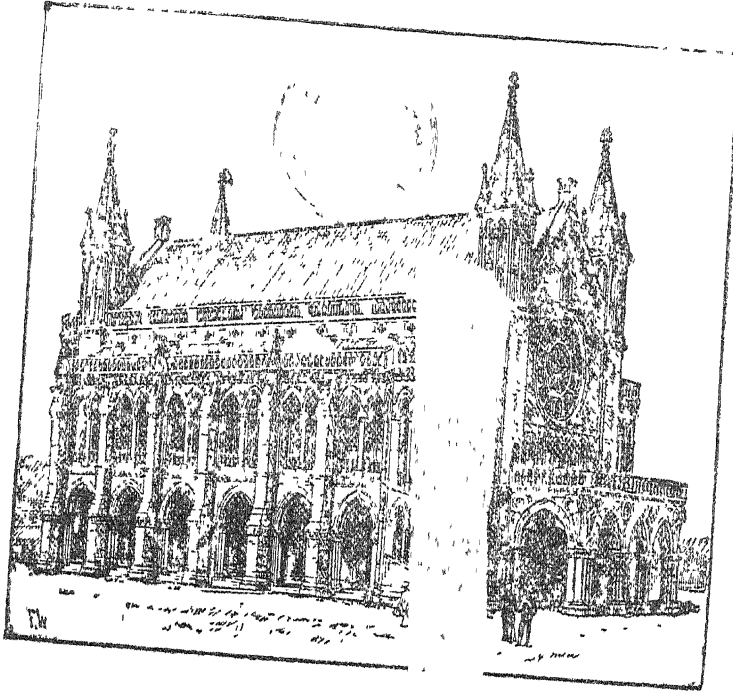
کی نسبت یوں کہتا ہے۔" ایسے سوائے
خودسر طرز حکومت کے نہ کسی اور سے واقفیت
ہے اور نہ اُسنے واقفیت حاصل کرنے کی کوشش
ہی کی ہے نوجوان بمبئی پولیٹکل اصلاحوں
میں تو بڑی سرگرمی دکھاتا ہے لیکن اور
باتوں میں وہی لکیر کا فقیر ہے ✣

پرنسپل ورڈسورتھ صاحب
جو ہندوستان کے بڑے بھاری سرگرم
دوست اور دلی خیرخواہ ہیں اور بلحاظ اپنے
عہدے اور رتبے کے سچائی کو بخوبی معلوم
کرسکتے تھے۔ بعض ہندو تعلیم یافتہ کے کاموں
کی نسبت سخت رائے ظاہر کرتے ہیں:-

"میں یہہ ہرگز نہیں چاہتا کہ جن ہندو لوگوں کے بچپنہ بیواؤنکی موجود[illegible] مذہب کو سیاہ دھبہ یا بدنما کیا ہوا ہے۔ غیر نظر سے
دیکھوں۔ یہہ صرف صغرسنی کی شادی کا نتیجہ ہے۔ چند سال گذرے میرا [illegible] تا۔ کہ ہندو انگریزی تعلیم یافتہ کے
دلوں میں خصوصاً اُن کے دلوں میں جو انگریزوں کے پولیٹکل طریق اور خیالات [illegible] کرنے کے درپئے ہیں ایسے خیالات گونج (ایکو)
پیدا کرینگے۔ پراب میں کسی غلطی اور دھوکے میں نہیں ہوں۔ بعض لوگ انسانی توہمات [illegible] خودغرضانہ باتوں کے جو تباہی بخش ہیں۔ دُور
کرنے کے لئے نہیں بلکہ اُن کی حمائت کے لئے مذہبی دانائی اور بولی کی تمام آمدنی [illegible]ن۔ اور بعض ایسے ہیں جو اصلاح کی ہر ایک
سچی کوشش کو بند کرنے پر زور لگاتے۔ سچائی اور جھوٹ میں آمیزش کرکے مصلـ[illegible] فارمروں) کے چال چلن اور مدعا میں
نکتہ چینی کرتے۔ اور ایسی ایسی دلیلوں سے جو تمسخر آمیز اور عزت بگاڑنے والی ہیں یہہ [illegible] کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ انگریزی
خانگی سوسائٹی ہندوؤں کے لئے بجائے نمونہ ہونے کے تنبیہہ اور عبرت دلاتی [illegible] [illegible]سنی کی اس بنا پر حمائت کرتے ہیں
کہ عالمگیر زیادتی مباشرت۔ کی صرف یہہ ہی ایک روک ہے۔ گویا اخلاقی نالیاقتی [illegible] یہہ ایک ایسا اقرار ہے کہ میرے خیال
میں جن آدمیوں میں رتی بھر بھی شرم یا عزت ہوگی وہ اسے پیش کرنے سے ضرور پیچھے ہٹے گا ✣

اخبار سدھ بہت [illegible] کا اُس حب الوطنی کی جسپر یہہ ترقی معکوس کرنے والے بڑے نازاں ہیں۔ یوں تفتیش نکالتا ہے ✣
"ہندو اطوار۔ رسموں اور انسٹی ٹیوشنونکی بے امتیاز تعریف اور اپنے آباؤاجداد [illegible] تاریخ سے ہمیں ذرا بھی واقفیت
نہیں عظمت کرنا۔ اسکے ساتھ انگریزی طرز طریق میں عیب نکالنے اور خصوصاً انگریز حاکموں کی [illegible] کرنے کی ناقابل ذکر خواہش

بمبئی کا بازار
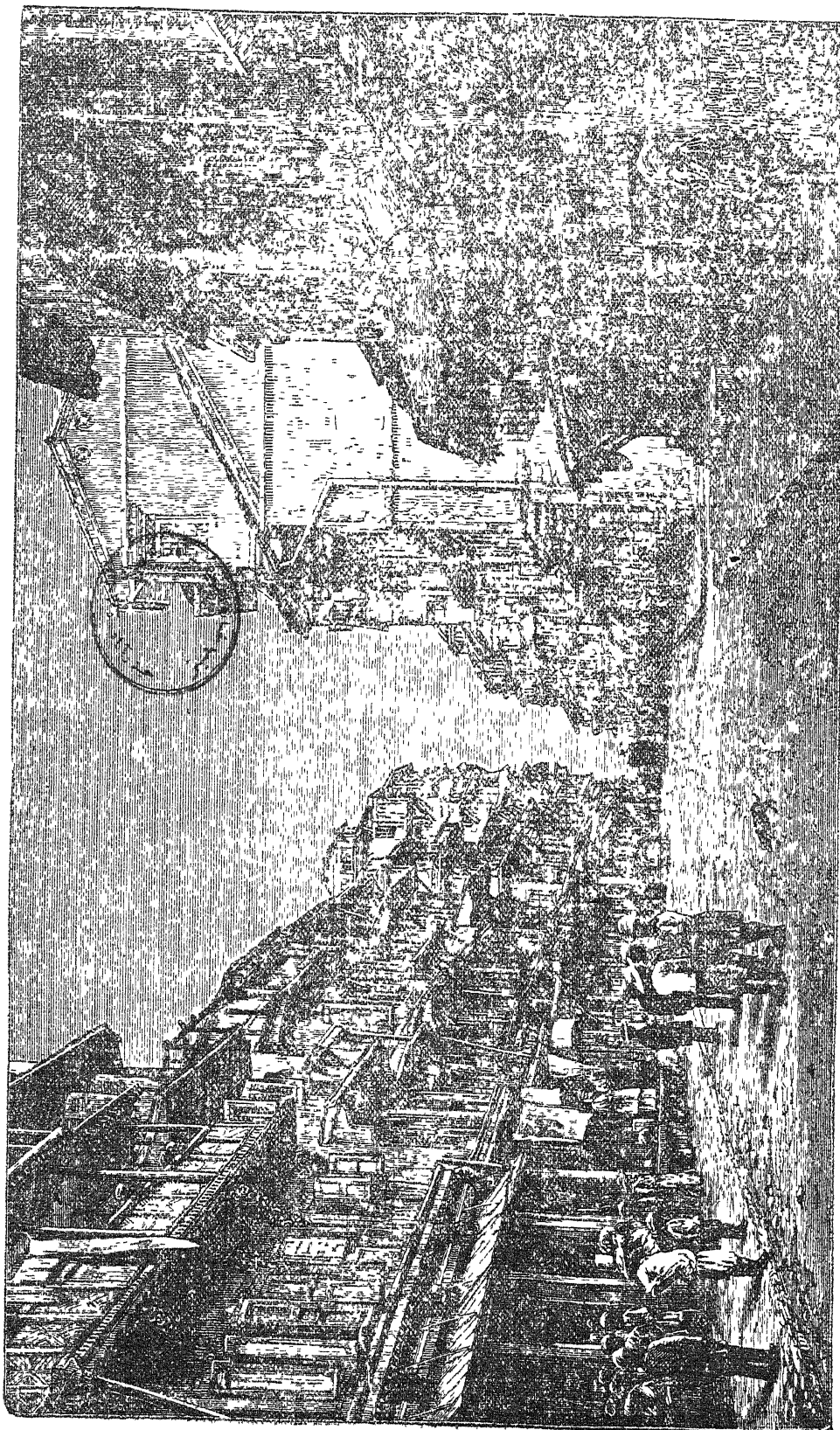
ملی ہوئی ہے۔ کہ یہہ خیال یانتک بڑھایا گیا ہے کہ وہ علوم طبعی ہیں بھی انگریزوں کی سبقت کا اقرار نہیں کرتا۔ کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ بمبئی کے اینگلو ورنیکلر اخبار کے دیسی کالموں میں یہہ لکھا تھا کہ قدیم ہندوؤں کو طبعی دنیا کے قوانین سے ایسی کامل واقفیت تھی اور نیچر (فطرت) پر انہیں ایسا حکم حاصل تھا کہ وہ جس جگہ اور جس وقت چاہتے مینہہ برسا سکتے تھے۔ اگر یہہ ترقی معکوس کرنے والی کوشش بلیغ اور روپیہ پیسہ کے خرچ کرنے سے اِس ہنر کو جواب بالکل معدوم ہے۔ پھر دریافت کرکے شائع کریں تو زیبا ہے"!

اخبار ہندو لکھتا ہے۔ "اِس حرکت بالعکس (ری ایکشن) کی روح کا مرکز پونا میں ہے جو برہمن راسخ الاعتقادی کا بڑا مضبوط مرہٹی قلعہ اور ہندوستانی پولیٹکل جوش کا بھاری مرکز ہے" ✤

برعکس اِسکے بمبئی میں بہت تھوڑے سرگرم مصلح ہیں اور یہہ امید کیجاتی ہے کہ یہہ پیچھے ہٹنیکا شوق جلد مرجائیگا ✤

پارسی باعتبار تعداد کے غالباً ہندوستان بھر میں امیر آدمی ہیں۔ یہہ اُن قدیم اہل فارس کی اولاد ہیں۔ جو کئی صدیاں گذریں محمدی حملوں سے بچنے کے لئے ہندوستان چلے آئے ✤ مشرق کا بہت سا تجارتی کام انہیں کے ہاتھ میں ہے۔ ہندوؤں کی طرح ذات پات کی زنجیروں سے جکڑے نہ جانے کی وجہہ سے وہ جہاں کہیں چاہتے سفر کر سکتے ہیں۔ وہ تعلیم کے بارے میں ترقی کرنے کی وجہہ سے بھی نامی ہیں ✤

بلحاظ مذہب یہہ زرتشت (زرتشترا) کے پیرو ہیں انکی مقدس مذہبی کتاب اوست کہلاتی ہے۔ زبانی طور پر تو وہ توحیدی ہونیکا دعوی کرتے ہیں لیکن اصل میں وہ چار عنصروں۔ آگ۔ ہوا۔ زمین۔ اور پانی کی پرستش کرتے ہیں۔ ہندوؤں کی طرح وہ گائے کے پیشاب کو جسے نیرنگ کہتے ہیں۔ پوتر کرنے والا سمجھتے ہیں۔ ہر روز صبح کے وقت گائے کا پیشاب گھر میں لایا جاتا۔ اور تھوڑا سا منہہ اور ہاتھ پاؤں پر چھڑکا جاتا ہے۔ پوتر ہونے کی بڑی بڑی تقریبوں پر یہہ پیا بھی جاتا ہے اُن کے مندروں میں آگ ہمیشہ جلتی رہتی ہے۔ پارسی اپنے مُردوں کو دفناتے نہیں بلکہ برجوں پر رکھ دیتے ہیں۔ تاکہ کوّے وغیرہ انہیں کھا جائیں۔ کتاب اوست میں زمین شکائت کرتی ہے کہ مُردوں کے دفنانے سے میں ناپاک کی گئی ہوں۔ لاشیں خاموشی کے برجوں میں رکھی جاتی ہیں۔ ہر ایک برج پر عموماً کئی کوّے اندر کیطرف سر جھکائے بیٹھے رہتے ہیں۔ جب کوئی لاش لائی جاتی تو کوّے نیچے اُتر آتے اور چند لمحوں میں سیر ہوکر۔ پھر اپنی اپنی پہلی جگہوں پر آ بیٹھتے ہیں۔ بعض پارسی مرحوم سر جمسیٹ جی جیجے بھائی کی طرح خیر سگالی کے لئے مشہور ہوئے ہیں۔ زمانہ حال کا ہندوستان میں سب سے بڑا سوشیل مصلح مسٹر ایم۔ مالاباری۔ پارسی ہے ✤

یہہ عام شکائت ہے کہ جوان پارسی اپنے باپ دادوں کی طرح پرہیزگار نہیں۔ ناٹکوں کا شوق ایک دوسری بری نشانی ہے۔ قوم کے سربرآوردہ لوگوں کو اِن برائیوں کے روکنے کی کوشش کرنی چاہیے ✤

ہندوستان کے غاری مندر

ہندوستان کے غاری مندر بڑے عجوبہ ہیں۔ دنیا بھر میں کسی اور ملک میں ایسے عالیشان مندر چٹانوں میں کاٹے

نہیں گئے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ مسیح سے ۲۵۰ برس پہلے سے لیکر ۹۰۰ء تک ہندوؤں نے یہہ مندر تعمیر کئے۔ ۹/۱۰ سے کچھ زیادہ غاری مندر صرف احاطہ بمبئی ہی میں پائے جاتے ہیں۔ ایک مشہور غار کا جو بمبئی سے چھ میل کے فاصلہ پر جزیرہ ایلی فنٹا میں واقع ہے کچھ حال لکھا جاتا ہے خشکی پر اُترنے کی جگہ کے نزدیک ایک پتھر کا ہاتھی کھڑا تھا۔ اسلئے اہل پرتگال نے اس جگہ کا نام ایلی فنٹا رکھہ دیا۔ ایلی فنٹ انگریزی میں ہاتھی کو کہتے ہیں *

غار ایلی فنٹا کا راستہ

یہہ بڑی غار جزیرے کی مغربی پہاڑی پر سمندر سے قریباً ۲۵۰ فٹ بلند ہے۔ یہہ ایک بڑے سخت و مضبوط چٹان سے تراشی گئی ہے۔ چٹان دو نو طرف سے تراشا گیا ہے اور یوں مشرقی اور مغربی دونوں طرفوں سے اندر جانے کا راستہ ہے۔ عام راستہ جو شمال کی طرف ہے۔ بڑا کھلا اور دو بڑے بھاری مضبوط اور دو نیم ستونوں پر قایم ہے اور یوں موٹے اور بلند چٹان کے نیچے جسپر سے جنگلی جھاڑیاں اور جھاڑ۔ جھنگر۔ لٹکتے ہیں۔ تین راستے بن جاتے ہیں۔ یہہ تمام گرھا تین حصوں پر مشتمل ہے۔ خود بڑا مندر جو مرکز میں ہے جس کے دونوں طرف ایک ایک چھوٹا کمرہ ہے *

یہہ بڑا مندر قریباً ۱۳۰ فٹ لمبا اور اتنا ہی چوڑا ہے۔ یہہ ۲۶ ستونوں (جن میں سے اب آٹھ ٹوٹ گئے ہیں) اور ۱۶ نیم ستونوں پر قایم ہے اور بلندی میں ۱۵ سے ۱۹ فٹ تک ہے *

مندر میں داخل ہوتے ہی نظر تری مورتی کے ۱۹ فٹ بلند بت پر پڑتی ہے۔ اسکے دونوں طرف ۱۲ فٹ بلند دربان کھڑے ہیں۔ تری مورتی کے نزدیک جانے پر مندر کا گربھا داہنی طرف رہجاتا ہے۔ اس کے اندر جانے کے لئے چار دروازے ہیں اور چاروں پر ایک ایک دیو دربان کھڑا رہتا ہے۔ اندر سے کمرہ بالکل سادہ اور قریباً ۱۹ فٹ مربع ہے۔ وسط میں ایک ویدی

غارِ ایلیفنٹا کا اندرون
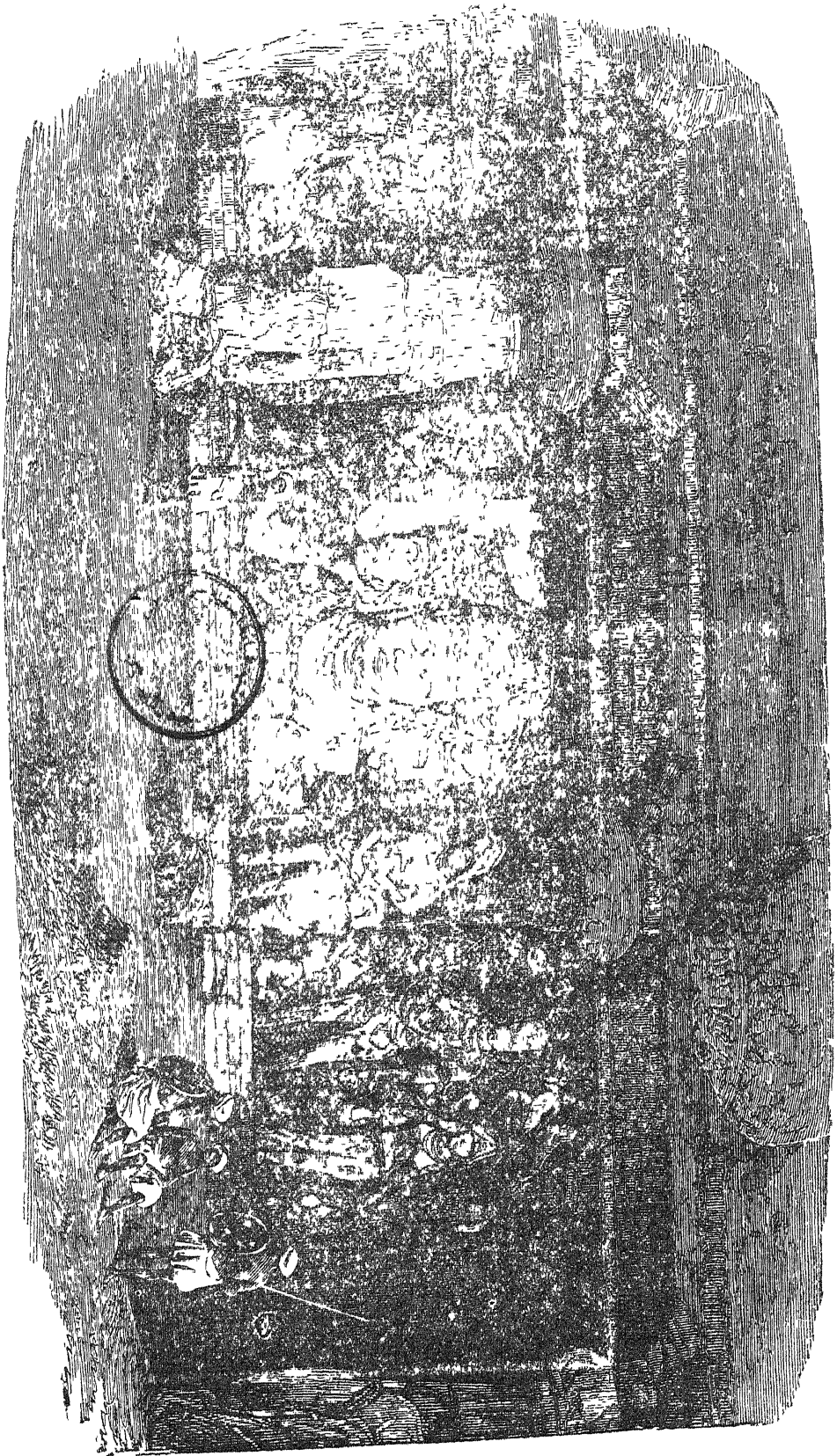
(مدبح) ۱۰ فٹ مربع اور ۳ فٹ اونچا ہے۔ اس کے مرکز میں لنگ رکھا ہوا ہے جو اس چٹان کے جس میں یہہ مندر تراشا گیا ہے۔ سخت پتھر سے تراشا گیا ہے۔ تری مرتی کے مشرق کی طرف کمرے میں اردھناری یعنی شو کی آدھی مرد اور آدھی عورت کی تصویر کے گرد کئی ایک بڑی بڑی تصویریں رکھی ہوئی ہیں + تری مرتی کے مغربی کمرے میں شو اور پاربتی کی دو تصویریں ہیں +

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ مندر فرقہ شو کے متعلق ہے قیاس پایا جاتا ہے کہ یہہ مسیحی سمت کی آٹھویں صدی کے آخر میں کھودی گئی تھی +

اس سے بھی قدیمی بدھ لوگوں کے غاری مندر جزیرہ سالسٹ میں بمقام کرلی اس سڑک پر جو بمبئی سے پونا جاتی ہے اور مقام اجنتا واقع صوبجات نظام پر واقع ہے۔ مقام الورا پر جو اجنتا سے بہت فاصلہ پر نہیں۔ بدھ جین۔ اور ہندو مندر ہیں۔ ان میں کیلاس نامی ایک عجیب مندر ہے جو ایک چٹان میں سے کھودی گئی اور خود بخود کھڑی ہے۔ اندر سے یہہ ۲۴۷ فٹ لمبی اور ۱۵۰ فٹ چوڑی ہے اور بعض بعض جگہ میں بلندی ۱۰۰ فٹ ہے۔ اگرچہ یہہ شو کی نذر کیگئی ہے تو بھی اس میں وشنو و دیگر دیوتاؤں کی مورتیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ قریباً آٹھویں صدی میں راجہ ایدو والی ایلیچپور نے۔ ایک قریب کے چشمہ کے پانی سے صحت یاب ہونے کی شکرگذاری میں اسے تعمیر کرایا +

گجرات

گجرات میں احاطہ بمبئی کا وہ شمالی حصہ شامل ہے جو خلیج کمبے کے اردگرد ہے + دامن جو بمبئی کے شمال میں۔ قریباً ۱۱۰ میل پر ہے خلیج کے جنوبی کنارہ کی سرحد ہے۔ اور راجپوتانہ شمالی سرحد + کاٹھیاوار کے علاوہ۔ جو بعض دفعہ اس میں شامل کیا جاتا ہے۔ رقبہ قریباً ۱۰۰۰۰ مربع میل کے ہے +

یہہ ملک دریائے تاپتی۔ نربدا۔ ماہی اور دیگر دریاؤں سے جو خلیج کمبے میں گرتے ہیں۔ سیراب ہوتا ہے +

گجرات کا بڑا حصہ ایسا زرخیز ہے کہ اسے باغ ہندوستان کا نام دیا جاتا ہے۔ زمین اسود پر اکثر روئی بوئی جاتی ہے + باجرا یہاں کی خاص پیداوار ہے۔ شمال میں عمدہ عمدہ نسل کے مواشی پائے جاتے ہیں +

قریباً ایک کروڑ۔ آدمی زبان گجراتی بولتے ہیں۔ زبان گجراتی بالکل ہندی ہی کی طرح ہے۔ لیکن اس میں فارسی کے بہت الفاظ ملے جلے ہیں۔ حروف تہجی۔ اوپر کی سطر کو چھوڑ کر سب ناگری سے لئے گئے ہیں +

گجراتی بڑے محنت کش اور نامی سوداگر پر عموماً بڑے وہمی ہوتے ہیں ولبھ بچاری عموماً گجراتی ہی ہیں۔ یہہ اپنے مہاراجوں کو بمنزلہ کرشن کے اوتار کی پرستش کرتے ہیں۔ متمول سوداگر اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو ایک مذہبی امر و کار ثواب سمجھکر اُن لوگوں کو جو برے کاموں اور روشوں سے اپنی صحت کو تباہ کر ڈالتے زنا و حرامکاری کے لئے دیا کرتے تھے۔ ہندوستان

کے اَور حصّوں کی نسبت گجرات میں جین مت کے لوگ زیادہ پائے جاتے ہیں ٭

یہہ مُلک - سرکاری عملداری اور کئی دیسی ریاستوں پر منقسم ہے ٭

یاں چند مشہور مشہور اور نامی مقاموں کا نام لکھا جاتا ہے :-

سورت - واقع دریائے تاپتی بمبئی کے شمال میں، ۱۶۷ میل کے فاصلے پر ہے - یہہ مقابلتہً نیا شہر ہے - ہندوستان میں پہلے پہل انگریزوں نے اپنی بستی ۱۶۱۲ء میں یہیں قائم کی + ۱۶۶۴ء میں سیواجی نے اسے لوٹا اور پھر عموماً ہر سال ہی مرہٹہ اسپر حملہ آور ہوتے رہے - ۱۶۹۵ء میں یہہ ہندوستان کا خاص بندرگاہ تصوّر کیا گیا + ۱۷۵۹ء میں یہہ انگریزوں کے قبضے میں آیا اگرچہ ۱۸۰۰ء تک نواب برائے نام اسپر حکومت کرتا رہا - یاں سے روئی دیگر شہروں کو بکثرت جایا کرتی تھی - بمبئی کی اقبالمندی و ترقی اس کی دشمن جان ہوگئی - تو بھی یہہ احاطے میں چوتھے درجے پر ہے ٭

بڑوچ سورت سے، ۳۶ میل شمال میں دریائے نربدا پر اُس کے دہانے سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے - مسیحی سمت کی پہلی صدی میں یہہ مغربی ہندوستان کا خاص بندرگاہ تھا - ۱۸۰۳ء میں انگریزوں نے اسے سندھیا سے واپس لیا - زمانہ قدیم میں یاں کا کپڑہ مشہور جنس برآمدنی تھا - قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ گیارہویں صدی میں یاں پارسی آباد ہوئے ٭

بڑودہ - بڑوچ کے ۴۴ میل شمال میں گائیکواڑ کا دارالخلافہ ہے - حاکم خاندان جو مرہٹہ اصل نسل سے ہے ۱۷۲۰ء میں گمنامی سے باہر نکلا - ۱۸۵۷ء کے غدر میں گائیکواڑ کھانڈی راؤ نے سرکار انگلشیہ کی بڑی مدد کی اور انعام پایا - اسکا بھائی مَلہر راؤ جو کھانڈی راؤ کو زہر دینے کی کوشش کرنے کی وجہہ سے قید خانے میں ڈالا گیا - اُسکا جانشین مقرر ہُوا - گائیکوار نے سونے چاندی کی توپوں پر روپیہ اُجاڑنا اور فضول خرچی کرنی شروع کردی اور ایسی بدانتظامی کی کہ سرکار انگلشیہ کو اُسے دھمکی دینی پڑی کہ اگر تو انتظام میں اصلاح نہ کریگا تو تیرا مُلک چھین لیا جائیگا - لوگوں کا خیال ہے کہ اُسنے برٹش ریزیڈنٹ کو بھی زہر دینے کی کوشش کی - اِسلئے وہ معزول اور اُسکی جگہ کھانڈی راؤ کی بیوہ کا متبنّیٰ بیٹا راجہ مقرر کیا گیا - نوجوان گائیکوار ہند کی دیسی ریاستوں کے مہذّب و سربرآوردہ فرماں رواؤں میں سے ہے ٭

ہزہائینس مہاراجہ گائیکوار - مسٹر مالاباری کو ایک خط لکھتے ہوئے ہندوستانی مصلحوں (ریفارمروں) کی کمزوری یوں ظاہر کرتے ہیں :-

میں نے صغر سنی اور مجبوراً بیوہ ہونے کے پُرجوش مسئلہ پر جسکی آپنے بڑی قابلیت سے مخالفت کی اور جس کے لئے ہر ایک سلیم الطبع شخص کو جو ہندوستان کی سوشل بہتری و نوپیدائش دیکھنے کا خواہشمند ہے - آپکا مشکور ہونا چاہئے - خوب غور و فکر کی ہے + میرے خیال میں اِس مضمون پر بہت کچھ لکھا گیا اور لیکچر دیئے گئے اور اگرچہ ایسی تحریکیں مفید و ضروری ہوتی ہیں - تو بھی اُن کی کوئی حد چاہئے + ایسی برائیوں کے دُور کرنیکا علاج کام کرکے دکھانا ہے صرف زبانی باتوں سے کچھ نہیں ہوتا + اِس امر پر غور کرنا بڑا افسوسناک ہے - اِسلئے کہ ہمارے بہت سے تعلیم یافتہ نوجوان جنہیں اپنے مُلک کی خدمت و بہتری کرنے کے سزاوار

توقعے ملتے ہیں۔ توجہہ نہیں کرتے۔ کیونکہ جب موقعہ آتا ہے تو اس ضرب المثل پر کہ "نمونہ نصیحت سے بھتر ہے" عمل کرکے آگے نہیں بڑھتے + اس دنیا میں اس ہمت جیسی جو تمام ذاتی ذمہ واریوں کو قبول کرتی اور بغیر سر جھکائے اپنا بوجھ آخر تک اٹھائے لئے جاتی ہے۔ کوئی اور شئے کمیاب نہیں" +

احمد آباد۔ بڑودہ سے ۶۲ میل شمال مغرب میں دریائے سبرمتی پر گجرات میں اوّل اور احاطہ بمبئی میں تیسرے درجے کا شہر ہے۔ ۱۴۱۳ء میں احمد شاہ نے اس کی بنیاد ڈالی + ۱۵۷۳ء میں گجرات کے اور علاقوں کے ساتھہ ہی اکبر نے اسے فتح کیا۔ سولھویں اور ستارہویں صدیوں میں مغربی ہندوستان کے عالیشان شہروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ ۱۷۵۵ء میں یہہ مرہٹوں کے ہاتھ آیا۔ اور ۱۸۱۸ء میں سرکار انگلشیہ کے قبضے میں +

محمدیوں نے یاں بہت سی مسجدیں اور مقبرے ہندوؤں کی طرز عمارت پر بنوائے + کھڑکیوں اور دروازوں کے اوپر خوب بیل بوٹے اور نقش و نگار پائے جاتے ہیں + احمد آباد۔ ریشم۔ گوٹے۔ روئی کی اشیا ساخت کے لئے مشہور تھا۔ ایک دیسی ضرب المثل ہے کہ احمد آباد کی ترقی و بہبودی تین دھاگوں۔ ریشم۔ سونے اور روئی۔ پر لٹکتی ہے + اگرچہ اب ان کی ساخت بہت کم ہوگئی تو بھی وہ بہتوں کا ذریعہ معاش ہے + یہہ شہر ظروف گلی اور کاغذ کے لئے بھی مشہور ہے +

مہاراشٹر

مرہٹے تعداد میں کوئی ۰۰۰۰۰۰۷ ہیں اور ایک مثلث نما ملک میں آباد ہیں + بحر عرب اسکا دامن اور پرتگالی مقبوضات دامان اور گوا اس کی شمالی اور جنوبی سرحدیں ہیں + اس مثلث کا اوپر کا زاویہ بمبئی سے قریباً ستر میل ورے دکن میں ہے +

حصہ ساحلی کا کنکن نام بڑا ناہموار ہے۔ اس میں چھوٹے چھوٹے تنگ نالے ہیں جو گھاٹ تک پہنچتے ہیں + مشرقی حصہ سطح سمندر سے ۲۰۰۰ فٹ اونچا ہے۔ یاں کے میدان۔ صرف نام کے میدان ہیں۔ جن میں کہیں کہیں پہاڑیاں اور باہر نکلے ہوئے چٹان جن سے پہاڑی قلعے بنائے گئے قائم ہیں +

مرہٹہ زبان ہندی سے بہت کچھہ ملتی جلتی ہے لیکن اسکے رگ وریشہ میں سنسکرت گھسی ہوئی ہے۔ کتابیں اکثر ناگری حروف میں بعد چند تغیر و تبدل کے لکھی جاتی ہیں + یہہ بلبودھ کے نام سے مشہور ہے + مودی نام ایک خط شکستہ روزمرہ کے کام میں مستعمل ہے +

مرہٹے عموماً پست قد لیکن بڑے محنت کش لوگ ہیں۔ بنگالی اکثر برہنہ سر پھرتے پر مرہٹوں کی بڑی بڑی پگڑیاں اور عمامے مشہور ہیں + وہ ہندوؤں کی طرح محمدیوں کے وضع قطع راستے پر کم چلے ہیں۔ اسی لئے اُن کی عورتوں میں زیادہ آزادی پائی جاتی ہے +

کہتے ہیں کہ مسیحی سمت کے شروع میں سالوہانا جو ایک کمہار کا بیٹا تھا۔ مہاراشٹر پر فرمانروا رہا ہے۔ اُسکا دارالخلافہ

پیٹن واقع دریائے گوداوری تھا اسکا سمت ۷۸ء ابھی تک نربدا کے جنوب میں مستعمل ہے۔ اُس کے بعد دوسرے خاندان اُس کے جانشین ہوئے + جب محمدیوں نے اوّل اوّل علاؤالدین کی زیر کمان سنہ ۱۲۰۴ء میں دکن پر حملہ کیا تو دیوگری یا دولت آباد کے راجا بڑے صاحبِ اقتدار تھے + سلطنتِ بہمنی جو سنہ ۱۳۴۷ء میں قائم ہوئی دکن میں پہلی آزاد محمدی سلطنت تھی + اِس کی تباہی کے بعد پانچ سلطنتیں قائم ہوگئیں۔ جن کے دارالخلافے بیجاپور۔ احمد نگر۔ گولکنڈہ۔ ایلچ پور اور بیدر تھے + سولھویں صدی کے وسط میں سیواجی کے عہد میں مرہٹوں نے اپنی پہلی طاقت جو محمدیوں کے دکن پر حملہ کرنے سے پیشتر اُنہیں حاصل تھی پھر پائی +

سیواجی ایک قلعے میں پیدا ہوا۔ اِسکی قوت وطاقت اور اعلےٰ مرتبہ بھی قلعوں ہی سے پیدا ہوا اور اُس نے انتقال بھی ایک قلعے ہی میں کیا + اورنگ زیب بنظرِ حقارت اُسے پہاڑی چوہا کہا کرتا تھا۔ افضل خاں کو جسے اُسنے ملاقات کے بہانے بلایا تھا۔ مکروفریب سے قتل کرنے کے سبب سیواجی کی اُپنے ہموطنوں میں بڑی شہرت ہوگئی + سیواجی نے اپنی ماں سے برکتیں لیکر اور تمام مذہبی رسموں اور فرضوں کو بخوبی انجام پہنچا کر اِس کام کی تیاری کی + اُسنے اپنے سوتی لباس کے نیچے تمام ہتھیار وغیرہ لگائے + اور دہنی آستین میں ایک خنجر اور بائیں میں شیر کے پنجے کا سا ایک تین دھارا ہتھیار چھپایا + اُسنے ڈر کا بہانہ کیا اور افضل خان نے اُسے جرأت دلانے اور اُسکا دل رکھنے کے لئے ایک ہمراہی کو واپس کردیا + ملاقات کے وقت سیواجی نے اُسے گلے لگایا۔ اور پہلو میں خنجر لگا کر افضل خان کا کام تمام کیا + اِس کے لوگوں نے جن کے نزدیک مکروفریب ایک بڑی خوبی کا فن سمجھا جاتا ہے۔ اِس کارروائی کو بہت پسند کیا +

سیواجی کا دستور العمل یہہ تھا "گائے اور برہمنوں کے لئے" وہ اپنے پیرووں کو لوٹ مار کے لئے بھی اُکسایا کرتا تھا۔ لارڈ مکالے مرہٹوں کی لوٹ گھسوٹ کا حال یوں بیان کرتا ہے:-

اُن پہاڑیوں میں سے جو ہندوستان کے مغربی کنارے پر ہیں ایک اور خطرناک قوم اُٹھ کھڑی ہوئی۔ جو ہر ایک دیسی حکومت کے لئے باعثِ خوف تھی اور صرف انگریزوں ہی کی مطیع ہوئی + اورنگ زیب کے عہد میں پہلی بار یہہ لٹیرو فرقہ پہاڑوں سے باہر نکلا + اِس کی موت کے بعد اِسکی فراخ سلطنت کا ہر ایک کونا مرہٹوں کے نام ہی سے کانپنے اور تھرتھرانے لگ پڑا۔ کئی زرخیز نائب السلطنتیں اِن کے مطیع ہوگئیں۔ اِن کے مقبوضات جزیرہ نما سے باہر سمندر سے سمندر تک پھیل گئے مرہٹہ کپتان پونا اور گوالیار۔ گجرات۔ برار۔ اور تنجور میں حکمران تھے۔ اگرچہ وہ بڑے بڑے شاہنشاہ اور راجا بن گئے تو بھی اُن کی لوٹ مار کی عادت نہ گئی + وہ اپنے باپ دادوں کے پیشہ پر ہی عمل کرتے رہے + جو جو صوبے کہ اُن کے زیر حکومت نہ تھے اُنہوں نے حملوں اور لوٹ مار سے ویران کردیئے + جہاں جہاں اُنکا آمد کا نقارہ سُنا جاتا۔ کسان چاولوں کے تھیلے اپنے کندھوں پر سے نیچے پھینک دیتے۔ اپنی نقدی کو اپنی کمروں میں باندھتے۔ اور بال بچّوں کو لیکر جنگلوں یا پہاڑوں میں بھاگ جاتے تھے کئی ایک صوبے اپنے کھیتوں اور فصلوں کے بچاؤ کے لئے اُنہیں سالانہ خراج دیا کرتے تھے + ہر ایک لٹیرے سردار کے

لشکرگاہ کی آگ قلعہ دہلی کی دیواروں سے دِکھائی دیتی تھی - اور دُوسرا سردار بے تعداد سواروں کا لشکر لیکر ہر سال بنگال کے چاولوں کے کھیتوں پر حملہ آور ہُوا کرتا تھا ٭
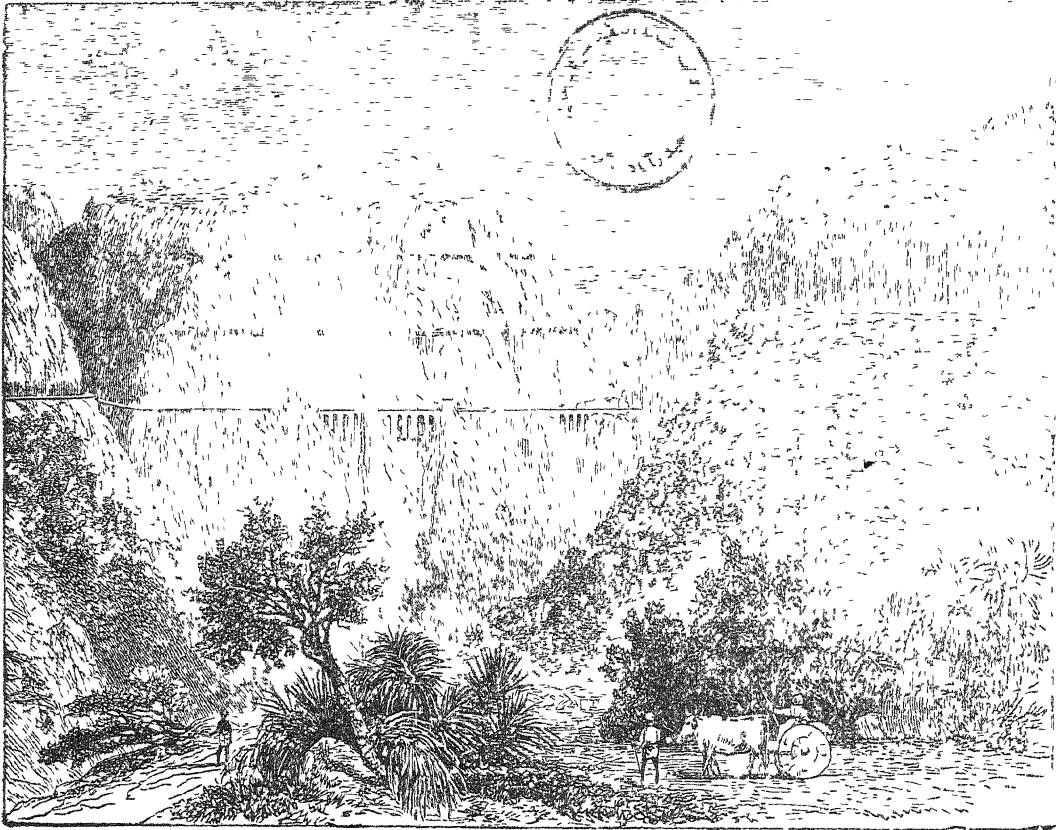
بھور گھاٹ ریلوے

۱۸۱۸ء میں باجی راؤ نے جو اُن دِنوں سر برآوردہ مرہٹہ شہزادہ تھا احاطہ پُونا پر حملہ کیا - لیکن شکست پائی - اسکے بعد اُسنے سرکار انگلشیہ کی پناہ لے لی + کانپور کے نزدیک مقام بیٹھور اُس کی جائے رہائش اور آٹھ لاکھ سالانہ پنشن مقرر ہو گئی اُس کے متبنیٰ نانا صاحب نے کانپور کا قتل کرایا - جسکا ذکر ہم کر چکے ہیں ٭

بمبئی سے ریلوے

دی گریٹ انڈین پین سلا ریلوے ہے جو بمبئی سے قریب ۳۴ میل کے فاصلے پر ہے دو شاخوں پر منقسم ہو جاتی ہے - شمالی تو کلکتہ اور جنوبی مدراس کو جاتی ہے + دونوں شاخیں گھاٹوں پر دو ہزار فٹ اُونچی جاتی ہیں - بعض وقت

وہ ایسے ایسے ٹیلوں کے گرد گھومتی ہیں جن کے ایک طرف باہر نکلے ہوئے چٹان اور دوسری طرف گہرے موجیں مارتے ہوئے نالے ہیں ٭

پونا بمبئی کے جنوب مشرق میں ۱۱۹ میل کے فاصلے پر دکن کا جنگی دارالخلافہ اور سال کے کچھ حصے میں بمبئی گورنمنٹ کی جائے رہائش ہے ٭ یہہ سمندر سے ۱۸۵۰ فٹ اونچا اور دریائے متا کے دہنے کنارے پر واقع ہے ٭ یاں کی آب و ہوا عمدہ اور باصحت ہے ٭ یاں کی خاص اشیائے ساخت کپڑا اور پیتل تانبے۔ لوہے اور مٹی کی چیزیں ہیں ٭

تاریخ میں پونا کا ذکر پہلی دفعہ سنہ ۱۶۰۴ء میں آتا ہے جس سال کہ سلطان احمد نگر نے اسے سیواجی کے دادے مولاجی کو دیا ٭ سنہ ۱۸۱۸ء میں پیشوا کی معزولی کے بعد یہہ شہر دکن میں انگریزوں کی خاص چھاونی بن گیا ٭

یاں کی آبادی قریباً ۱۶۰۰۰۰ ہے۔ اور سارے احاطے میں دوسرے درجے کا شہر ہے ٭

احمد نگر دریائے سینا کے میدان میں بمبئی کے مشرق میں ۱۳۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے ٭
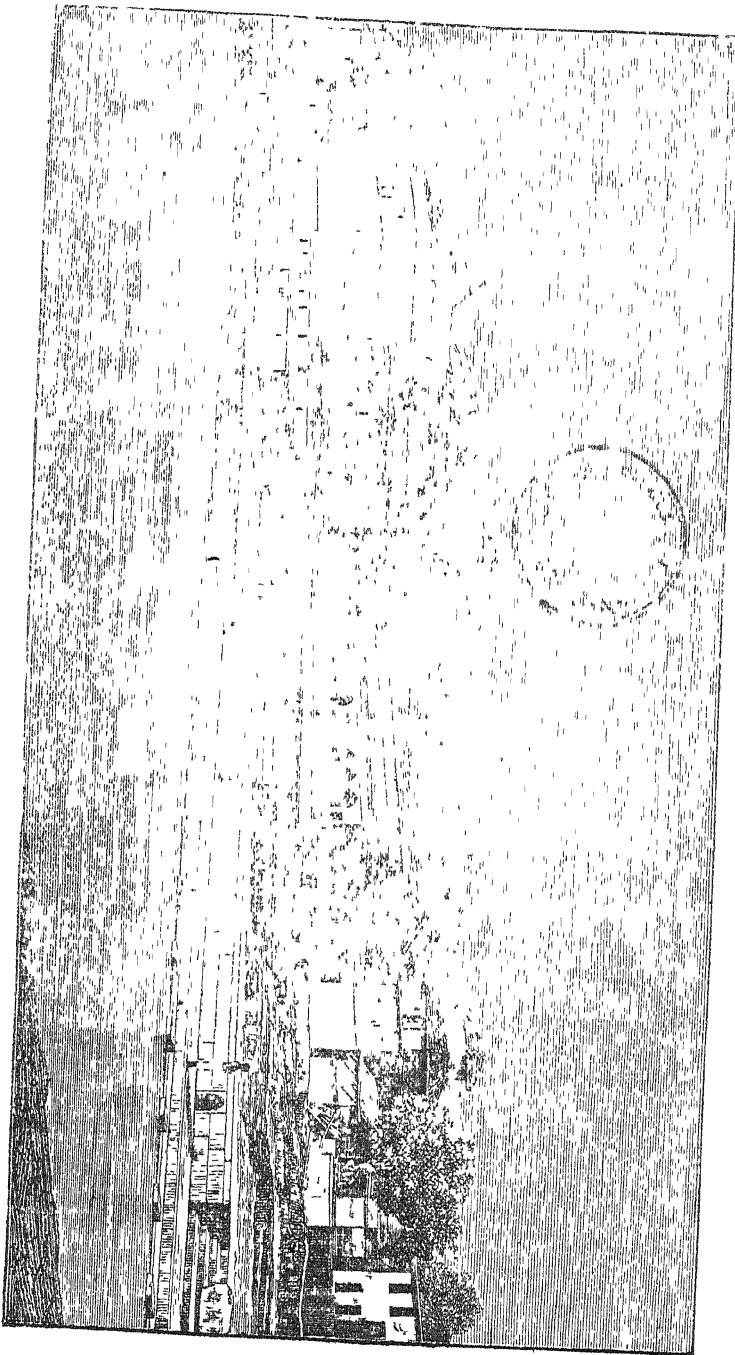
سلطنتِ بہمنی کے ایک افسر نظام شاہ نے سنہ ۱۴۹۴ء میں اسکی بنا ڈالی + یہہ ایک پرانے شہر بینگر کی جگہ پر بنایا گیا ❖ کہتے ہیں کہ اِس شہر کی کچّی چار دیواری سنہ ۱۵۶۲ء کے قریب قریب بنائی گئی تھی - آخر کار شاہجہان نے سنہ ۱۶۳۶ء میں اِس سلطنت کو غارت کیا + سنہ ۱۷۵۹ء میں اُس گورنر نے جو شاہنشاہ مغلیہ کیطرف سے مقرر کیا گیا تھا اسے پیشوا کے حوالے کر دیا ❖

سنہ ۱۸۰۳ء میں جن دِنوں لارڈ ولزلی ہند کا گورنر جنرل تھا - یہہ شہر سرکار انگلشیہ کے سپرد کیا گیا - پر دو دِن بعد ہی اِسکا محاصرہ کیا گیا + اِس لِئے تھوڑی ہی دیر میں یہہ پھر پیشوا کو واپس دیا گیا لیکن سنہ ۱۸۱۸ء میں انگریزوں کا مستقل طور پر قبضہ ہو گیا + آبادی قریبًا ۴۰۰۰۰ ہے ❖

ناسک جو ہندو جاترہ کی مشہور جگہ ہے - دریائے گوداوری کے دونوں کناروں پر اُسکے منبع سے قریبًا ۳۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے + ہندوؤں کو یہاں آنے کی ترغیب دینے کے لِئے برہمنوں نے دریائے گوداوری کے متعلق عجیب عجیب حکائتیں گھڑ چھوڑی ہیں + کہتے ہیں کہ اِس کی پوِترتائی رام نے رشی گوتما پر ظاہر کی + لوگوں کا عام اعتقاد ہے کہ یہہ اُسی منبع سے جہاں سے گنگا نکلتی ہے - زمین کے اندر اندر سے ہو کر آتا ہے + اِس کے رو کا ہر ایک حصّہ پوِتر ہے - اور اِس میں نہانے سے بھاری بھاری گناہوں سے پاک صاف ہو جاتے ہیں + ہر بارہ برس بعد اشنان کرنے کا ایک بڑا تیوہار سنگھسٹ یہاں پر منعقد ہوتا ہے ❖

برہمن کہتے ہیں کہ دریائے نربدا یا نرمدا (بخشش دینے والا) جو مغربی طرف سے بہہ کر خلیج کھمبے میں گرتا ہے - پوِترتائی بخشتا ہے + کہتے ہیں کہ دیوتا رُدرا کے پسینے سے بہہ بہا ہوا ہے + برہمن کہتے ہیں کہ گنگا میں ایک دِن اشنان کرنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں - لیکن نربدا کے صرف دیکھنے ہی سے اِنسان تمام پاپوں سے پاک ہو جاتا ہے + علاوہ ازیں نربدا کے دونوں طرف مُردے جلائے جاتے ہیں - حالانکہ گنگا کے شمالی کنارے ہی پر جلانا مفید ہے ❖

وسطی ہند

گورنر جنرل کا ایجنٹ جو اِندور میں مقیم ہے - اُس کے زیر فرمان اُنیس ۷۱ ریاستیں ہیں جو وسعت میں ممالک مغربی شمالی سے کچھ بڑھکر ہیں + رقبہ قریبًا ۸۹۰۰۰ مربع میل اور آبادی قریبًا ایک کروڑ کے ہے ❖

بڑی ریاستیں یہہ ہیں - مشرق میں ریواہ اور بندیل کھنڈ - شمال میں گوالیار یا صوبجات سندھیا اور جنوب میں بھوپال اور اِندور + ہم یہاں پر صرف تین کا مختصر ذکر کرتے ہیں ❖

صوبجاتِ گوالیار جو سندھیا کے زیر فرمان ہیں - وسطی ہند کی سب سے بڑی ریاست ہے + جس میں چمبل اور نربدا کے مابین کے اضلاع جو میسور سے بڑے اور آبادی قریبًا ۲۵ لاکھ ہے - شامل ہیں - شمال کے بعض حصّے گرم - چٹانی اور ریتلے ہیں - مگر اضلاع جنوبی سرد اور زرخیز ہیں ❖

خاندانِ سندھیا کا بانی رانوجی سندھیا تھا - یہہ پیشوا کا جوتے بردار تھا - جس نے سنہ ۱۸۰۵ء میں انتقال کیا +

خاندان مرہٹہ نے وسطی ہند میں بڑے بڑے علاقوں پر قبضے کیے۔ لیکن انگریزوں سے بہت سی شکستوں کے بعد ان کے مقبوضات میں بہت کمی واقع ہوئی ٭

گوالیار جس کا دوسرا نام لشکر ہے دارالخلافہ ہے۔ وہاں ایک مشہور پہاڑی قلعہ ہے ٭

راجہ سندھیا مرحوم ایک پرانی طرز کا نادان ہندو تھا۔ وہ مرتے دم خزانے میں ۱۲ کروڑ روپیہ چھوڑ مرا۔ حالانکہ اُس کے وقت میں افسروں کو تنخواہیں کم ملتیں اور رفاہ عام کے کاموں سے بالکل چشم پوشی کی جاتی تھی ٭

جب اُسے ذیابیطس کی بیماری لاحق ہوئی تو نجومیوں نے کسی خاص دریا میں غسل کرنے کو کہا۔ جس سے اُس کا خاتمہ اور بھی جلد ہو گیا ٭ اُمید ہے کہ اُس کا جانشین زیادہ مہذب ہو گا ٭

اِنْدَوْر

اِندور میں متفرق ضلعے جو نربدا کے دونوں کناروں پر واقع ہیں۔ شامل ہیں۔ رقبہ قریباً ۸۴۰۰ مربع میل اور آبادی قریباً دس لاکھ ہے ٭ یہاں افیون کی کاشت بکثرت ہوتی ہے ٭

اندور کے محل کا دروازہ

خاندان ھلکر کا بانی ایک معمولی آدمی تھا جو ۱۶۹۳ء میں پیدا ہوا۔ مگر بعد میں بڑا نامی مرہٹہ سردار ہو گیا۔ اُس کی اولاد میں سے ایک نے ڈاکوؤں کے ساتھ ملکر جمنا کے دونوں اطراف کے ملک کو ویران کر ڈالا تھا پر لارڈ لیک نے اُسے فاش شکست دیکر بھگا دیا ٭

مرحوم ملکر بڑا طامع اور لالچی تھا۔ اُسنے محصول ٹیکس وغیرہ بہت بڑھایا۔ اور سوداگروں کی طرح روپیہ کماتا تھا ٭

اِندور میں دو ایک بڑے لائق دیوان رہ چکے ہیں۔ تو بھی اُنہوں نے انتظام کی اصلاح میں بڑی بڑی مشکلیں اُٹھائیں ٭

ممالکِ وسطی

ممالک وسطی صوبجات نظام اور چھوٹا ناگپور کے مابین ہیں اور تقریباً چاروں طرف سے دیسی ریاستوں سے محصور ہیں۔ رقبہ قریباً ۸۴۰۰۰ مربع میل اور آبادی ایک کروڑ ہے۔ جن میں سے بیس لاکھ گونڈ۔ باقی وحشی قومیں ہیں ٭

یہاں کے اصلی باشندے وحشی جنگلی قومیں تھیں۔ بعد میں گونڈ۔ جن کی زبان جنوبی خاندان سے متعلق ہے ملک پر قابض ہو گئے۔ غالباً اِن کے نام کے معنے پہاڑی ہیں۔ اور اِس علاقہ کا نام اوّل گونڈوانا تھا۔ اِن کی کوئی تحریری زبان نہ تھی

اور وہ بری روحوں کی پرستش کیا کرتے تھے ÷

یہہ ممالک گیہوں۔ چاول اور روئی کی پیداواری میں مشہور ہیں + ناگپور دارالخلافہ ہے ÷

حیدرآباد یا صوبجات نظام

صوبجات نظام ریاستہائے محروسہ میں سب سے بڑے ہیں + ان کے شمال شرق میں صوبجات وسطی۔ جنوب میں احاطہ مدراس اور مغرب میں احاطہ بمبئی واقع ہیں۔ وہ وسعت میں صوبجات وسطی کے برابر ہیں اور آبادی قریبًا ۱۱۵۰۰۰۰۰ ہے + مشرق میں تلیگو اور مغرب میں مرہٹے آباد ہیں ÷

صوبہ دار دکن نے جو نظام الملک کے نام سے مشہور تھا۔ اورنگ زیب کے مرتے ہی سلطنت مغلیہ سے آزاد ہونیکا اعلان کیا ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرتا ہے کہ یہہ سلطنت ابتری و ناقابلیت میں مشہور تھی ÷

مرحوم سر سالار جنگ نے جو حال کے ہندوستانی لائق مدبران ملک (سٹیٹس مین) میں سے تھا۔ کچھ عمدہ اصلاحیں کیں۔ اور اب برابر ترقی ہو رہی ہے ÷

حیدرآباد۔ جو یہاں کا دارالخلافہ ہے۔ دریائے کرشنا کی ایک شاخ پر واقع ہے ÷

احاطہ مدراس

احاطہ مدراس میں جنوبی جزیرہ نما اور خلیج بنگال کے مغربی کنارے پر ایک لمبا زمین کا ٹکڑہ شامل ہے + اس کے تین طرف سمندر ہے + احاطہ بمبئی سے یہہ کچھ بڑا ہے۔ رقبہ اس کا ۱۳۸۰۰۰ مربع میل ہے۔ کوچین اور ٹراونکور کی دیسی ریاستیں جنوب مغربی ساحل پر واقع ہیں ÷

اس احاطے میں دکن کا بھی کچھ حصہ شامل ہے لیکن اس میں خصوصًا وہی ضلعے شامل ہیں جو سمندر اور گھاٹ کے مابین واقع ہیں۔ مشرقی ساحل سوائے شمال کے عمومًا چپٹا ہے + مشرقی اور مغربی گھاٹیں ہی ایسے پہاڑی سلسلے ہیں جو جنوب میں نیلگیری سے ملے ہوئے ہیں ÷

بڑے دریا گوداوری۔ کرشنا اور کاویری خلیج بنگال میں بہتے ہیں ÷

مشرقی ساحل کی آب و ہوا بڑی گرم ہے۔ عمومًا گرمی اور سردی دونوں ایسی سخت نہیں ہوتی جیسی شمال ہندوستان میں۔ دکن میں بارش بہت کم اور مغربی ساحل پر بہت ہوتی ہے ÷

آبادی قریبًا ۳۶۰۰۰۰۰۰ ہے + شمال مشرق میں تلیگو۔ جنوب مشرق میں تامل۔ شمال مغرب میں کناری۔ اور جنوب مغرب میں ملیالم زبان بولی جاتی ہے + مگر یہہ تمام زبانیں جنوبی خاندان سے متعلق ہیں۔ ہندوؤں کی آبادی زیادہ ہے۔ سولہ میں ایک

محمدی ہے - ہندوستان کے اور حصّوں کی نسبت یاں دیسی مسیحی بکثرت ہیں ٭

مدراس

مدراس جو اِس احاطے کا دارالخلافہ اور جنوبی ہندوستان کا سب سے بڑا شہر ہے - ساحل پر واقع ہے + اِس نام کی وجہ تسمیہ ذرا شکی سی ہے + اِس کا دیسی نام چناپٹم یعنی چنّاپا کا شہر ہے - اور چنّاپا اِس کی بنیاد رکھنے کے وقت حاکمِ وقت کا بھائی تھا + ۱۶۳۹ء میں مسٹر ڈے نے یہہ جگہ جس پر اب مدراس واقع ہے - راجہ چندرگری سے حاصل کی ایک کارخانہ (فیکٹری) جس میں تھوڑی سی قلعہ بندی بھی تھی قائم کی گئی اور رفتہ رفتہ دیسی اِس کے ارد گرد بستے گئے - ۱۶۹۰ء میں کوشش کی گئی کہ شہر اسود کو مٹّی کی دیوار سے محفوظ کیا جائے - ۱۷۴۱ء میں مرہٹوں نے حملہ کیا - لیکن ناکامیاب رہے + ۱۷۴۳ء میں قلعہ بڑھا کر مضبوط کیا گیا - اور ۱۷۴۶ء میں فرانسیسیوں نے اِس پر قبضہ کر لیا + دو برس بعد یہہ پھر انگریزوں کے حوالے کیا گیا - ۱۷۵۸ء میں فرانسیسیوں نے اِسکا پھر محاصرہ کیا لیکن ایک انگریزی بیڑے کے آنے پر اُنہیں پیچھے ہٹنا پڑا + ۱۷۸۷ء میں یہہ تمام و کمال جیسا کہ اب کھڑا ہے - کیا گیا - اِسکا نام انگلستان کے شاہِ وقت کے نام پر فورٹ سنٹ جارج رکھا گیا ٭

عام نظارہ - اگر سمندر کے کنارے سے کھڑے ہو کر دیکھیں - تو قلعہ - سوداگروں کے دفتروں کی قطاریں اور کئی ایک گنبدی عمارتیں جابجا نظارگی کو عمدہ نظارہ بخشتی ہیں ٭

یہہ جگہ ایسی نشیب میں ہے کہ پہلی عمارتوں کی قطار ہی سے تمام شہر چھپ جاتا ہے + شہر اسود بڑا بے ترتیب اور گنجان آبادی چار دیواری کے اندر واقع ہے - اِس کے گرد نواح بھی جو دریائے کوم کے شمال میں ۳ میل تک پھیلا ہوا ہے - بڑی گنجان آبادی ہے + گویا شہر کا کاروبار کرنیوالا یہی حصّہ ہے + بندرگاہ اور پیل پائے شہر اسود کے بحری طرف ہیں - اوّل اوّل ایک ہی جگہ لنگرباری ہوا کرتی تھی یعنی کنارے سے بڑے فاصلے پر لنگر اندازی ہوتی تھی + مسافر ایسی بڑی بڑی کشتیوں پر جن کے تختے ایک دوسرے سے اِسلئے خوب بندھے ہوتے - کہ جب موجوں کے تھپیڑوں سے کنارے آلگیں تو ٹوٹ نہ جائیں - عبور کیا کرتے تھے + مدراس کے مچھوے کاتامارن یعنی درختوں کے دو تین تنوں کو باہم باندھکر اُن پر جایا کرتے تھے ٭

شہر اسود کے عین جنوب ہی میں ایک کھلی جگہ ہے جس کے آگے دو میل لمبا سمندر ہے - یاں قلعہ میدان (ایس پلانیڈ) گورنمنٹ ہوس اور دیگر کئی ایک عالیشان عمارتیں سمندر کیطرف رخ کئے واقع ہیں + اِس سے اور جنوب میں ٹریپلیکین ہے - یاں نواب کا محل اور سینٹ تھومی واقع ہے - مؤخر الذکر اہلِ پرتگال نے ۱۵۰۴ء میں مستحکم اور مضبوط طور پر تعمیر کیا اور ۱۷۴۹ء میں انگریزوں کے قبضے میں آیا ٭

شہر بڑے بھاری رقبے ۲۷ مربع میل میں پھیلا ہوا ہے - اِس میں ۲۳ گاؤں شامل ہیں جن میں قابل زراعت زمین کم و بیش پائی جاتی ہے - خاص شاہراہ مونٹ روڈ ہے جو ۱۷۹۵ء میں کھولی گئی - اور قلعے سے سنٹ تھومس مونٹ

مدراس کے کاٹامارن
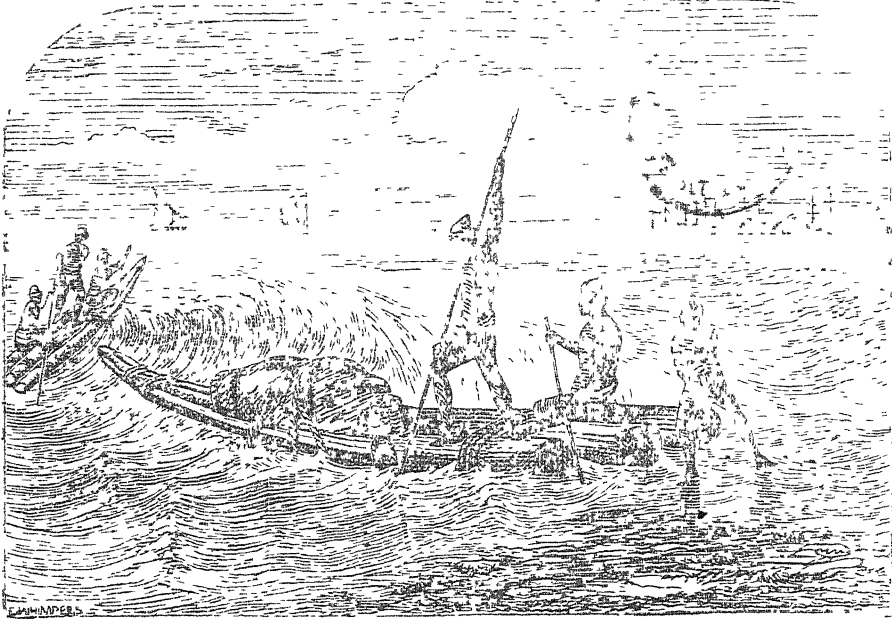
کورستیہ یہیں سے جاتا ہے + بعض ضلعوں میں انگریزوں کے بڑے بڑے احاطوں والے عالیشان مکان پائے جاتے ہیں + دریائے کوم شہر میں سے گذرتا ہے ۔ لیکن سوائے شمال مشرقی موسمی ہوا کے پانی اتنا کم ہوتا ہے کہ برابر سمندر میں نہیں جا سکتا + موسم ذرا گرم ہی ہوتا ہے لیکن سمندر کی ہوا بڑی تازگی بخش ہے ۔ ممکن ہے کہ لنگرباری بڑی بڑی آندھیوں سے اُڑائی جائے ۔ ۱۷۴۶ء کا ذکر ہے کہ فرانسیسی بیڑے کے پانچ بڑے بڑے جہاز جن میں ۱۲۰۰ آدمی سوار تھے غرق ہو گئے اور ۱۸۷۲ء میں ۹ انگریزی جہاز کنارے آ لگے +

مدراس کی آبادی قریباً ۵۰۰۰۰۰ ہے ۔ ہندوستان کے شہروں میں یہہ تیسرے درجے پر ہے ۔ یہاں کی تجارت کسی خاص مقامی اشیا، ساخت یا پیداوار پر موقوف نہیں +

"سیاہ بخت" ۔ عموماً اہل مدراس اِس نام سے موسوم ہوتے ہیں ۔ بعض حالتوں میں وہ اِس کے مستحق بھی ہیں ۔ یہہ مقام تھیوصوفی کے صدر مقام ہونے کے ہرگز ہرگز لائق نہیں ہے ۔ خوش قسمتی سے تصویر کا دوسرا پہلو بھی ہے ۔ مدراس میں بعض نامی اور مشہور سوشیل ریفارمر (مصلح) گذرے ہیں +

مدراس - جہاز سے خُشکی پر اُترنا +

مدراس کرسچن کالج جس کے پرنسپل ڈاکٹر ملر صاحب ہیں۔ ہندوستان بھر میں سب سے بڑا اور نامی کالج ہے ❊

ملک تلیگو

وہ ضلع جن میں زبان تلیگو بولی جاتی ہے۔ مدراس کے شمال میں چکاکول تک واقع ہے۔ یہاں سے اُڑیا کا رواج شروع ہوجاتا ہے۔ بلحاظ فصاحت (کلچی) تامل سے دوسرے درجہ پر ہے۔ لیکن بلحاظ شیرینی زبان کے اُس سے فوق لیجاتی ہے اسے ہندوستان کی اٹالین (ملک اٹلی کی زبان) کہتے ہیں۔ یہہ ۱۷۰۰۰۰۰۰ لوگوں کی مادری زبان ہے ❊

تلنگو جسے تلنگا بھی کہتے ہیں سنسکرت سے مصنوعی اندھرا ہے۔ کہتے ہیں کہ بکرماجیت جو اُجین کا ایک نامی راجہ تھا۔ خاندان اندر کا شہزادہ تھا۔ اس کا سمت جو مسیح سے ۵۷ سال پیشتر شروع ہوتا ہے ابتک مروج ہے۔ ملک کی قدیم تاریخ کا ہمیں کچھہ پتہ نہیں ملتا۔ ورنگل قدیمی دارالخلافہ تھا۔ ۱۳۲۳ء میں محمدیوں نے اسپر قبضہ کرلیا۔ لیکن یہہ پھر آزاد ہوگیا۔ ۱۵۱۲ء اور ۱۵۴۳ء کے درمیان ہندو سلطنت کے کھنڈرات ضم ہو کر گولکنڈہ کے ساتھ ملحق کئے گئے۔ انگریزوں نے اضلاع ساحلی ۱۷۶۵ء میں نظام سے لئے ❊

یہاں کے دو بڑے دریا گوداوری اور کرشنا ہیں۔ اس سے پہلے دونوں بہت سا پانی یوں ہی ضائع کرتے تھے یعنی خلیج بنگال میں بہا لیجاتے تھے۔ پر اب بند لگائے گئے ہیں۔ تاکہ پانی جمع رہے۔ اور ضرورت کے وقت نہروں کے ذریعے بانٹا جاتا ہے۔ اس طرح کے انتظام سے قریباً ۱۸ لاکھہ ایکڑ زمین سیراب ہوتی ہے۔ اس صورت میں ہر سال فصلوں کی قیمت قریباً ایک کروڑ روپیہ کے بڑھ جاتی ہے

بیضواڈا

اِس تصویر میں مقام بیضواڈا میں دریائے کرشنا پر بند کا نقشہ دیا گیا ہے ؂

ہم یہاں صرف دو تین ساحلی مقاموں کا ذکر کر سکتے ہیں + مچھلی پٹم مدراس کے شمال مشرق میں ۲۰۰ میل کے فاصلے پر دریائے کرشنا کے دہانے کے ساتھ ہی ایک بندرگاہ ہے + مشرقی ساحل پر پہلی انگریزی بستی سنہ ۱۶۲۰ء میں یہیں قائم کی گئی تھی + مدراس کی بنیاد سنہ ۱۶۳۹ء میں رکھی گئی ؂

کاکنڈا دریائے گوداوری کے شمالی دہانے کے پاس ایک بندرگاہ ہے ؂

ضلع وزنگاپٹم جو گوداوری کے شمال میں ہے زمینداریاں بکثرت ہیں - مہاراجہ وزنگرام کے پاس سب سے زیادہ زرخیز زمینداری ہے خاص شہر وزنگاپٹم ہے جو ساحل پر واقع اور بینگ وسہ کے کلونکی اشیا ساخت کیلئے مشہور ہے ؂

مُلک تامل

میدان کرنٹک تامل قوم کی جائے رہائش ہے - پالیکٹ سے لیکر جو مدراس کے شمال میں ۲۰ میل کے فاصلے پر ہے ساحل

کاویری میں آبشار

کے ساتھ ساتھ بہت چوڑی پٹی کی طرح پھیلا ہوا ہے۔ مغرب میں یہہ گھاٹوں سے محصور ہے۔ شمالی سیلون میں بھی زبان تامل ہی بولی جاتی ہے یہہ ۱۳۰۰۰۰۰۰ لوگوں کی مادری زبان ہے۔

ملک تامل میں دو قدیمی سلطنتیں قائم تھیں۔ شمال میں سلطنت چولا کا دارالخلافہ کانچی ورام اور جنوب میں سلطنت پانڈیان کا دارالخلافہ مدورا تھا۔

چند خاص شہروں کا مختصر بیان دیا جاتا ہے۔ کانچی ورام مدراس سے ۴۶ میل جنوب مغرب میں واقع ہے۔ یہہ ہندوستان کے سات پوتر شہروں میں شمار کیا جاتا اور "جنوبی بنارس" کے نام سے مشہور ہے۔ مسیحی سمت کی ساتویں صدی میں بدھ لوگوں کا یہہ دارالامارت تھا۔ اگلی صدی میں جین مذہب کا ڈنکہ بجا۔ اِس مذہب کے نشانات ابھی تک اِسکے گرد نواح میں پائے جاتے ہیں۔ اِسکے بعد ہندوؤں کا پلہ بھاری ہوا۔ کرشن راجا نے دو بڑے مندر قریب ۱۵۰۹ء میں بنوائے۔ خاندان وجیانگر کے زوال کے بعد جو ۱۶۴۴ء میں ہوا۔ یہہ جگہ شاہان دکان گولکنڈہ کے قبضہ میں آئی اور پھر شاہان اسلامیہ کے عہد میں نواب ارکاٹ کے علاقے میں شامل ہوگئی۔

تنجور۔ مدراس سے ۱۹۰ میل جنوب مغرب میں کاویری کے ڈیلٹے کے نزدیک جو جنوبی ہند کا سب سے زرخیز حصہ ہے واقع ہے۔ خاندان چولا کا یہہ آخری دارالخلافہ تھا۔ اِسکے بعد وجیانگر کے ایک نائک گورنر کے زیر فرمان رہا۔ ۱۶۷۴ء میں شواجی کے برادر سیواجی و بانئی راجگان تنجوریاں آباد ہوا۔ ۱۷۹۹ء میں راجہ نے علاقہ متعلقہ انگریزوں کو دیدیا۔ اور اپنے پاس صرف دارالخلافہ اور تھوڑا سا املاک کا حصہ رکھ لیا۔ اور ۱۸۵۵ء میں راجا کے بے اولاد مرجانے کے سبب یہہ علاقہ بھی سرکار انگلشیہ کے قبضے میں آگیا۔

شو کا بڑا مندر جس میں پتھر کا ایک سانڈ بنایا گیا ہے بڑی عمدہ عمارت ہے۔ جنوبی ہندوستان کے مندروں کا مفصل حال اخیر میں دیا جائیگا۔

ترچناپلی۔ کاویری پر تنجور کے قریب ۳۰ میل مغرب میں واقع ہے۔ یہہ بڑا بھاری فوجی مقام اور سارے احاطے میں دوسرے درجے کا شہر ہے۔ قلعے کے اندر ترچناپلی کا چٹان ہے جو میدان میں دفعتاً ہی ۲۷۳ فٹ کی بلندی تک پہنچ جاتا ہے۔ اگر اِس چٹان پر چڑھنا چاہیں تو کچھ حصہ پتھروں کی سیڑھی سے اور کچھ حصہ اُن قدموں پر سے گزرنا پڑتا ہے۔ جو چٹان میں تراشے گئے ہیں۔ اِس پر ایک شو کا مندر ہے۔ اور عین چوٹی پر ایک چھوٹا سا مندر گنیش کی نذر ہوا ہوا ہے۔ ہر سال یہاں ایک میلہ ہوتا ہے۔ جس میں ہزاروں جاتری آتے ہیں۔ ۱۸۴۹ء میں ایک شورش واقع ہوئی اور اِس جھگڑے میں ۲۵۰ آدمی مارے گئے۔

ترچناپلی سگاروں اور زیورات میں مشہور ہے۔ تواریخی طور پر بھی یہہ بڑی دلچسپی کی جگہ ہے۔ کیونکہ یہاں کئی مشہور محاصرے ہوچکے ہیں۔ کویری کے جزیرہ سرنگم میں۔ ترچناپلی کے نزدیک وشنو کا ایک مشہور مندر ہندوستان بھر میں سب سے بڑا ہے۔

مدورا۔ دریائے ویگئی کے جنوبی ساحل پر ریل کے رستے ۳۴۴ میل کے فاصلہ پر مدراس کے جنوب مغرب میں واقع
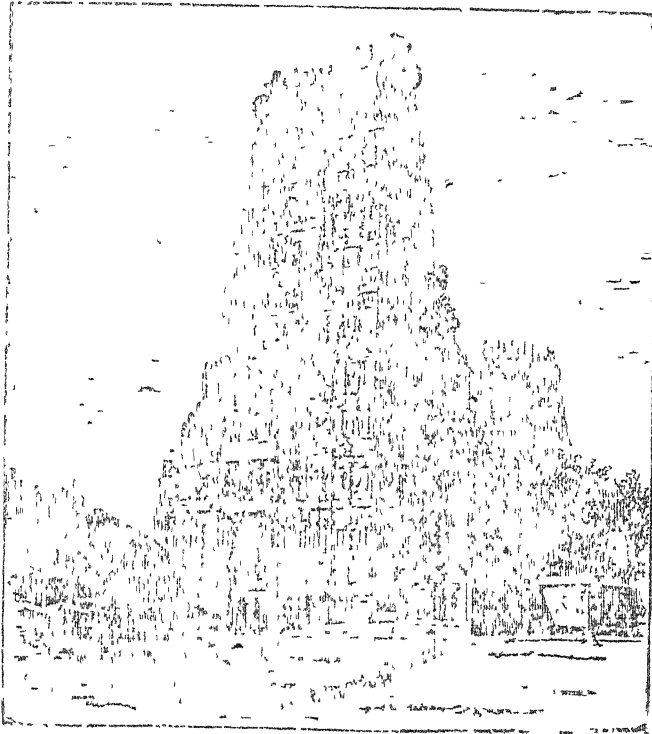
ہے۔ یہہ ہندوستان کے قدیم اور
نامی شہروں میں سے ہے۔ مسیح سے قریبا
پانسو برس پیشتر پانڈو۔ مدورا میں قائم
ہوئے۔ اور ان کی سلطنت گیارھویں صدی
عیسوی تک قائم رہی۔ کہتے ہیں کہ اس خاندان
کے آخری راجہ سندر پانڈیا یا
کُن پانڈیا نے جین مت والوں کی
خوب بیخکنی کی۔ اور ساتھ کی سلطنت چولا
کو بھی فتح کیا۔ پر آپ بھی ایک حملہ آور کے
ہاتھ سے جو شمال سے آیا۔ تباہ اور برباد ہوا
اور یہ ضلع وجیانگر کی مشہور
سلطنت کا ایک صوبہ بن گیا +

مندر مدورا کا راستہ

سولھویں صدی میں وشوناتھ
بانی خاندان نایک وجیانگر سے مدورا کی
نظامت پر بھیجا گیا وہ صرف عالیجاہ بادشاہوں کی نسل کا بانی ہی نہ تھا۔ بلکہ اُسنے ملک کے خاص خاص ٹکڑے ۷۲ سرداروں کو
ان کی جنگی خدمات کے صلہ میں دے دیئے تھے + مدورا کے پالیگر یا پلاگروں کی جن میں سے بعض کے قبضے میں ابھی تک
ان کے علاقہ ہیں۔ اصل یہی ہے + اس کا سب سے بڑا جانشین ترمولا (سنہ ۱۶۲۳ء سے سنہ ۱۶۵۷ء) تک رہا۔ اس نے مدورا کو رفاہ عام کی
عمارتوں سے خوب زینت دی۔ اُسکے مرنے کے بعد سلطنت کو زوال آنا شروع ہو گیا + سنہ ۱۷۴۰ء میں مدورا چند اصحاب کے قبضے میں
آیا۔ سنہ ۱۸۰۱ء میں نواب کرناٹک نے علاقہ انگلشیہ کے ساتھ ملحق کر دیا +

زمانہ سلف میں مدورا کالج کے لئے مشہور تھا۔ کہتے ہیں کہ شو نے پروفسروں کو ایسی ہیرے کی میز دی۔ جو لائق آدمیوں کو تو بیٹھنے
دیتی اور اوروں کو پرے ہانک دیتی تھی +

تیرو ولوّر نام ایک برہمن نے جو ایک ایسا اخلاقی نظم کا مصنف ہے جس کی نظیر ہندوستان کی اور کسی زبان میں پائی
نہیں جاتی۔ کالج کی جگہ کے لئے درخواست کی۔ لیکن ان پروفیسروں نے اُسکی سخت مخالفت کی۔ جب اس کی نظم میز پر رکھی گئی تو وہ اتنی
پھیل گئی کہ سب کو جو وہاں بیٹھے تھے نیچے گرادیا۔ باقی پروفیسر اس قدر شرمندہ ہوئے کہ ساتھ کے ایک تالاب میں ڈوب مرے اور
یوں کالج کا خاتمہ بالخیر ہوا +
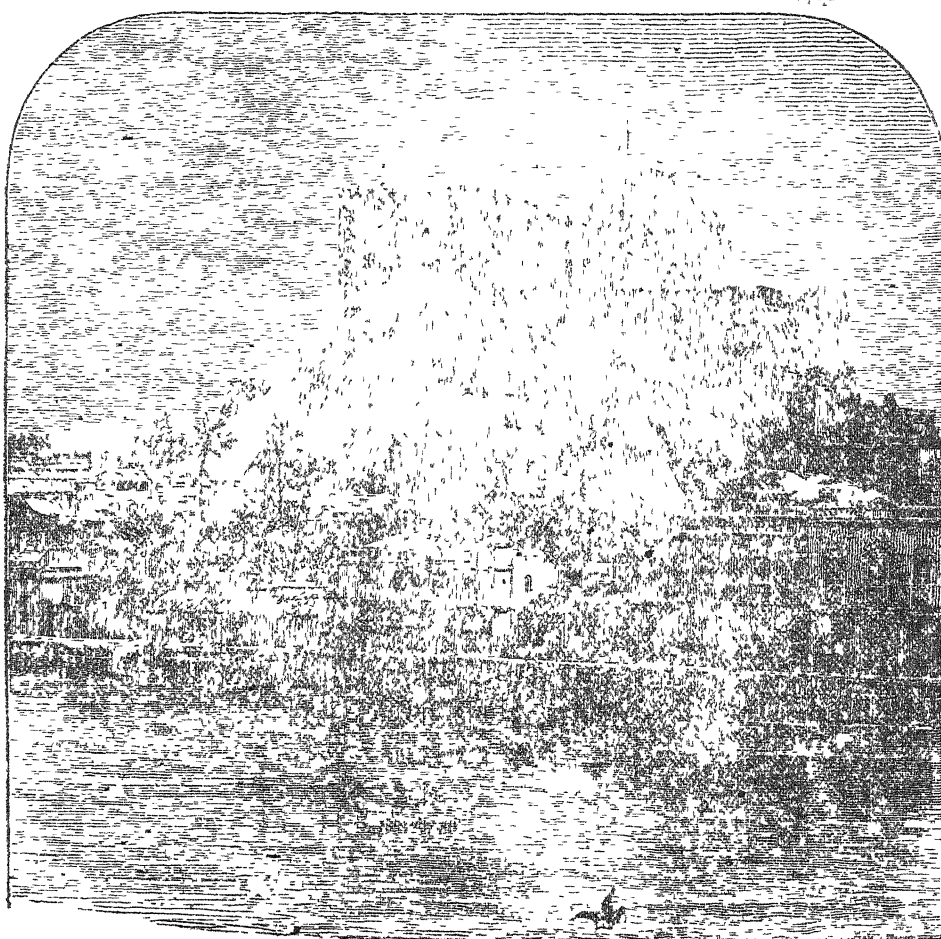
شیو کا مندر واقع تنجور

ترچناپلی کا رک

دو مشہور عمارتیں - شیو کا مندر اور تیرمولا نایک

کا محل ہے ❖

رامیسور نام ایک چھوٹا سا جزیرہ مدرا

کے جنوب مشرق میں جاترہ کی ایک مشہور جگہ ہے

اِس میں ایک بڑا واجب الاحترام مندر ہے - کہتے

ہیں کہ رام نے اِس کی بنیاد ڈالی تھی + رامائن

کے بموجب ہنومان - رام کی فوج کے لیئے سمندر میں

راستہ نکالنے کے لیئے بڑے بڑے چٹان اٹھا کر

یہیں لایا اور سمندر میں ڈالے + بجائے چٹانوں کے

اب یاں صرف ایک ریت کا پشتہ ہے ❖

تناولی احاطۂ مدراس کا سب سے جنوبی

حصہ ہے + یہہ جگہ دیوؤنکی پوجا کے تاریک توہمات

کے لیئے مشہور تھی + اب یہہ ان لوگونکی کثرت

مدورائے مندر کا تالاب

تعداد میں مشہور ہے جنہوں نے مسیحیت کو قبول کیا ہے - دوسری تصویر میں جو پہاڑ ہیں وہ مغربی گھاٹوں کی جو تناولی کا خاص نظارہ

ہے شبیہہ ہیں - لوگوں کا خیال ہے

کہ پاپانسم جو گھاٹ میں گرتا ہے

تمام گناہوں کو بہالیجاتا ہے ❖

راس کماری جو ہندوستان

کا جنوبی حصہ ہے ایک ریتلی جگہ

ہے - اور کہیں کہیں سیاہ

چٹان بھی پائے جاتے

ہیں ❖

آبشار پاپانسم - واقع تناولی

سیر ہندوستان

جنوبی ہندوستان کے مندر

یہہ لحاظ اپنی وسعت کے شمالی ہندوستان کے مندروں سے سبقت لے گئے ہیں۔ یہہ عموماً یا تو مربع یا مستطیل شکل کے ہوتے
اور دونوں طرف کے دروازے مخروطی۔ مندر کے عین وسط میں ایک خاص جگہ میں بت رکھا ہوا ہوتا ہے۔ یہہ اکثر چھوٹی سی تھا

نقل کارڈ نمبر ۱ "سیون پگوڈھا کا مندر" واقع ساحل چنگلپٹ

ہوتی ہے۔ مندر سری رنگم میں گیارہ احاطے ایک دوسرے کے اندر ہیں۔ جو بڑا کمرہ کہ بت کے ساتھ ہے اُس میں ایک ہزار ستون ہیں۔ وہ قریباً دس دس فٹ کے فاصلے پر بارہ بارہ فٹ بلند ہیں + ہر ایک پتھر کے ایک ایک کم و بیش تراشے ہوئے چٹان سے بنا ہے۔ دوسرے چار احاطوں میں برہمن اور متعلقین مندر جن کی تعداد کوئی ایک ہزار کے قریب ہے آباد ہیں + باہر کا احاطہ عملی طور پر ایک بازار ہی ہے۔ یہاں دکانیں ہیں جہاں مسافر و جاتری اُترتے اور اُن کے کھانے پینے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ باہر کی دیوار آدھ میل سے کچھ لمبی ہے۔ دروازے کا ہر ایک ستون ایک ہی پتھر کا ٹکڑا ۴۰ فٹ سے کچھ زیادہ لمبا ہے۔ چھت کے تختے قریباً ۲۴ فٹ ہیں + دروازوں کے برج ابھی تک ناتمام حالت میں ہیں ٭

جنوبی ہندوستان کے مندروں کے متعلق ایک بڑی شرمناک بات ہے۔ ڈوبوئس اُس کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے:

بلیدان دینے والوں سے اُتر کر مندر کے دوسرے ضروری اشخاص ناچنے والی لڑکیاں ہیں۔ جو دیو داسی کے نام سے مشہور ہیں۔ پیشہ کے اعتبار سے وہ ہر ایک ذات کے اجنبی آدمی سے بے تکلفانہ برتاؤ برتتی ہیں ٭

بچپن ہی سے ایسے بے حیائی کے برتاؤ کے لئے انہیں تربیت کی جاتی ہے۔ ہر ایک ذات کی لڑکیں جمع کی جائیں لیکن عموماً اونچی ذات ہی کی ہوتی ہیں۔ یہہ ایک عام بات ہے کہ حاملہ عورتیں اپنے خاوند کی اجازت سے منت مانتی ہیں کہ اگر ہم صحیح سلامتی سے بچے جنیں تو ان میں اگر لڑکی پیدا ہوگی تو اُسے پگوڈا کی خدمت کے لئے نذر کرینگی + گویا اُن کے خیال میں یہہ کار ثواب ہے۔ وہ ناچی

مندر سری رنگم - نزد ترچناپلی
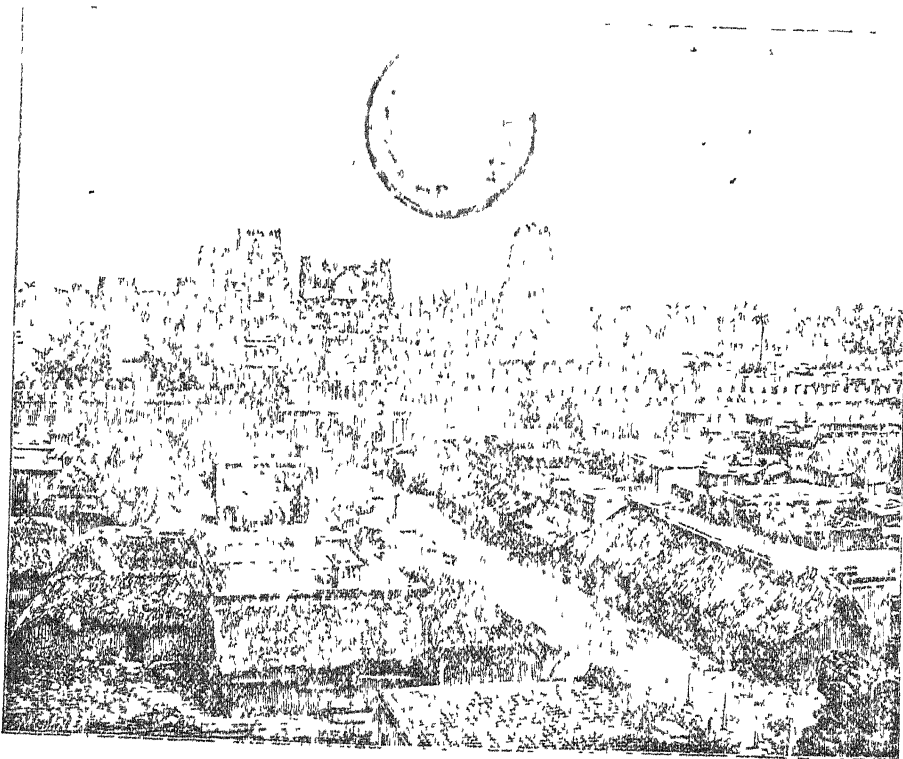
اَور شرم کی زندگی جو لڑکی کو گذرانی پڑتی ہے خاندان پر کوئی حرف نہیں لاتی! +

مدراس کی ۱۸۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق اِس احاطے میں ناچنے اور گانے والی لڑکیوں کی تعداد ۱۱۵۷۳ تھی - یہہ کیا قابل افسوس ہے +

بشپ کالنٹ فٹ کے غصّہ آلود الفاظ جو اُس نے یونان کی نسبت کہے ہندوستان پر کیسے صادق آتے ہیں :-

اِس کھلی بے شرمی - اِس تقدیس شدہ بدکاری کو جو مذہب کی اجازت اور حکم سے روز روشن میں جاری ہے ذرا خیال میں لاؤ - حالانکہ مدبّرانِ ملک (سٹیٹسمین) اور محبّ الوطن اور بہی خواہ - فیلسوف اور عالم و فاضل لوگ بالکل بے تعلق کھڑے یہہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں - اور اِس کی مخالفت اور اِسکے دُور کرنے کے لئے نہ کوئی لفظ مُنہہ سے نکالتے اور نہ اپنی اُنگلی تک ہی اُٹھاتے ہیں +

میسور اور ہند کا جنوب مغربی ساحل

میسور ایک دیسی ریاست وسعت میں سیلون کے برابر مدراس کے مغرب میں دکن کی مرتفع جگہ ہے + حیدر علی اور ٹیپو سلطان کی عہد حکومت میں یہہ بڑی باقوت ریاست بن گئی + بنگلور مشرق میں برٹش کمشنر کی جائے رہائش اور بڑا فوجی مقام ہے - جنوب میں میسور مہاراجہ کا دار الخلافہ ہے + سرنگپٹم جو شمال کیطرف کاویری کے ایک جزیرے میں واقع ہے خاندان حیدر کا دار الخلافہ ہے + ۱۷۹۹ء میں جب سرکار انگلشیہ نے اِسپر حملہ کیا تو ٹیپو مارا گیا +

حیدر علی اور ٹیپو صاحب کا مقبرہ - سرنگاپٹم
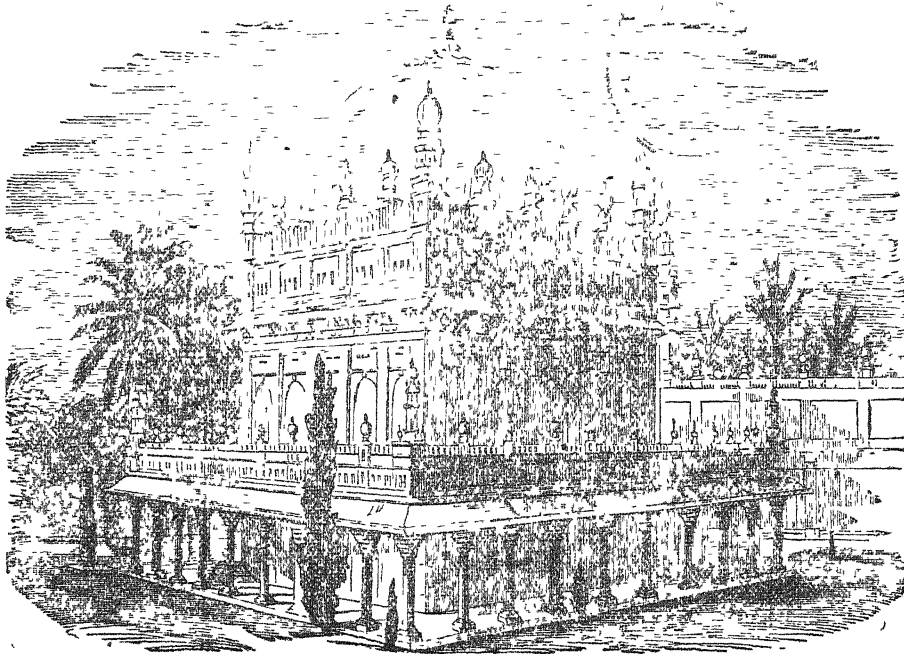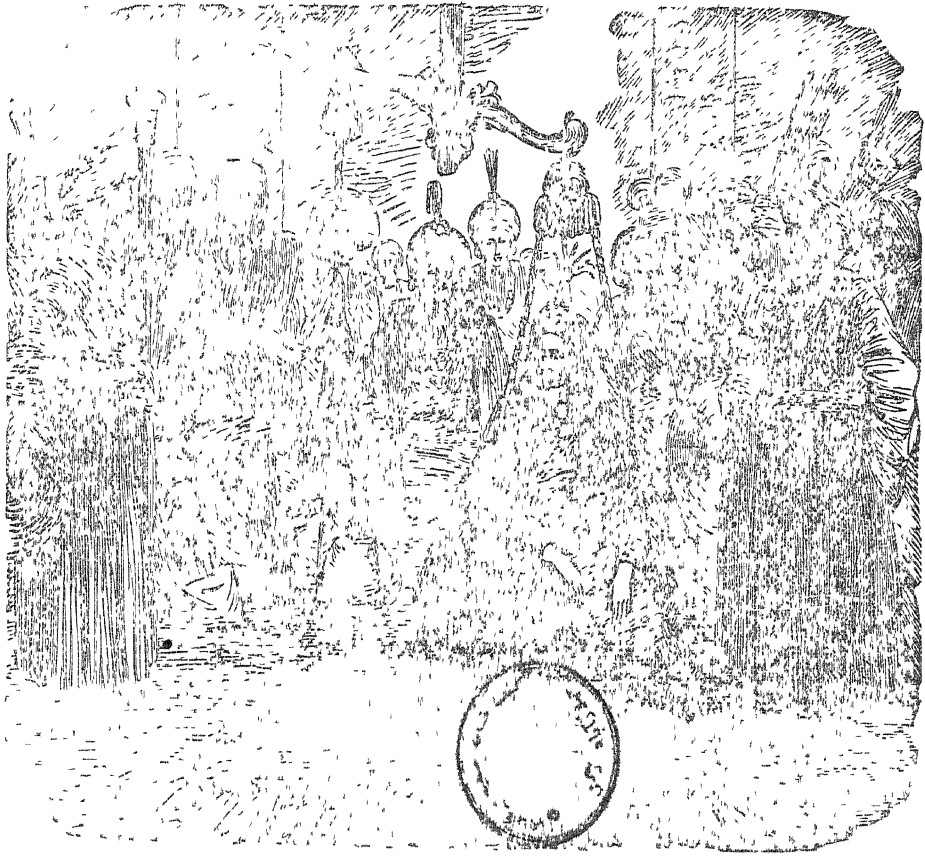
سونیکے مقابل تُلنا

کالی کٹ (مُرغ قلعہ!) احاطہ مدراس کے مغربی ساحل پر ہے ۔ موجودہ شہر تیرہویں صدی سے شروع ہوا ۔ ایک کپڑا جسے انگریزی میں کیلیکو کہتے ہیں اسی شہر سے اخذ کیا گیا ہے + کہتے ہیں کہ چیرومن پیرومل شاہ مالابار نے اسکی بُنیاد ڈالی ۔ مکہ جانے سے پیشتر اُسنے اسے اپنے ایک افسر زاموران کے سپرد کر دیا ۔ کالکٹ ہندوستان بھر میں پہلا بندرگاہ ہے جسے یورپینو نے دریافت کیا + کولمبس سے امریکہ معلوم کرنے کے چھ برس بعد ۱۴۹۸ء میں واسکوڈیگاما یہاں پہنچا + پہلی انگریزی بستی ۱۶۱۶ء میں آباد ہوئی ۔ پر ۱۷۹۲ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کو شاہی حقوق حاصل ہوئے +

کوچین ۔ مالابار کے جنوب میں ایک چھوٹی سی دیسی ریاست ہے + چیرومن پیرومل کے وقت میں سلطنت مالابار کے ٹوٹنے سے یہ اُٹھ کھڑی ہوئی ۔ راجگانِ کوچین چیرومن پیرومل کی اولاد میں سے ہونیکا دعوے کرتے ہیں + کوچین پہلے پہل اہلِ پرتگال کے ہاتھوں پڑا ۔ جنہوں نے سولہویں صدی میں یہاں ایک قلعہ تعمیر کیا ۔ اور ارد گرد کے اضلاع کے ساتھ ہی تجارتی اور مشنری تعلقات قائم کئے گئے + ۱۶۶۳ء میں ڈچ نے اسے فتح کیا + ۱۸۰۹ء میں انگریزوں کے ہاتھ آیا ۔ اَرنا کُلام

جو کوچین کے نزدیک ہی ہے راجا کا دارالخلافہ ہے ٭

ٹراونکور ایک دیسی ریاست ہے جو جزیرہ نما کا جنوب مغربی حصہ گھیرے ہوئے ہے۔ ایشیا بھر میں یہہ بڑا ہی سرسبز حصہ ہے اِس کے مشرق میں گھاٹیں اور مغرب میں بحرِ عرب ہے۔ اِن کے درمیان بھی زمین کا ایک بڑا زرخیز حصہ واقع ہے۔ اِس میں چاول کوکونٹ تاڑ کے درخت۔ مندر اور گرجے خوب پائے جاتے ہیں۔ ٹراونکور اور کوچین خوب صورت جھیلوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں ٹراونکور محمدی حملوں سے بچ رہا اور اِسی لیئے اِس میں اصلی ہندو مت پایا جاتا ہے۔ اِس ریاست میں برہمنوں کی بات بہت مانی جاتی ہے۔ ایک رسم کے وقت مہاراجہ تھوڑی دیر کے لیئے مہا تما برہمن کی پالکی کہاروں کے ساتھ ملکر اٹھاتا اور اس کے پاؤں دھوکر پانی پی لیتا ہے۔ وہ یوں تو شودر ہوتا ہے پر سونے کی گائے یا کنول کے نیچے سے گزرنے سے دوجنما ہوجاتا ہے۔ گائے اس کے وزن ہوتی ہے پھر وہ برہمنوں میں تقسیم کیجاتی ہے۔ اِس کے بعد مہاراجہ اپنے گھر کے لوگوں کے ساتھ کھانا کھا نہیں سکتا۔ لیکن اسے برہمنوں کو کھاتے دیکھنے اور اُن کے سامنے کھانے کا حق اور عزت ملجاتی ہے ٭

پلیا لوگوں کو جو غلام ذات سے تھے اجازت نہ تھی کہ برہمن کے ۹۶ قدم سے زیادہ نزدیک آتے۔ اور نائر جو اونچی ذات کے ہوتے ہیں۔ برہمن کے نزدیک تو آسکتے پر اُسے چھونے کی اجازت نہ تھی۔ تاڑ پر چڑھنے والوں کو ۳۶ قدم پیچھے ہی رہنا چاہیئے۔ اُمید ہے کہ ذات پات کی یہہ سب پابندیاں آہستہ آہستہ دور ہوجائینگی ٭

دارالخلافہ ٹراونڈرم میں ایک بڑا بھاری کالج ہے ٭

برہما

برہما ہندوستان میں شامل نہیں اور اِس کے علاوہ اسکا پورا پورا حال ایک الگ رسالے میں لکھا گیا ہے۔ یہہ رسالہ انگریزی میں اڑھائی آنے پر مل سکتا ہے۔ اِس لیئے یہاں کچھ اور لکھنے کی ضرورت نہیں ٭

ہندوستان کی گذشتہ اور موجودہ حالت

مادی ترقی

گذشتہ [illegible] کی نسبت غلط خیالات۔ پیشتر اِس کے کہ جو کچھ ہندوستان میں کیا گیا ہے اُسکا ذکر کریں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اِس امر پر کچھ لکھا جائے ٭

تمام ملکوں اور زمانوں میں نادان اور نیم تعلیم یافتہ گذشتہ زمانے کو ست جگ یا سنہلا زمانہ اور حال کو کل جگ یا آہنی زمانہ کہتے چلے آئے ہیں۔ مسیح سے دس صدیاں پیشتر سلیمان نے یہہ تنبیہہ دی۔ "یہہ نہ کہہ کہ پہلے دن اچھے تھے۔ کیونکہ تو اِس کی نسبت دانائی سے تفتیش نہیں کرتا" ٭

ہمارے ہموطنوں کے بھی ملکی تنزل کی نسبت عین وہی خیالات ہیں جیسے انگریز "اچھے پرانے زمانہ" کو یاد کرتے ہیں + اپنے زمانے کے فصیح گو برق کے الفاظ جو پچھلی صدی میں اُسنے انگلستان کی نسبت کہے۔ اِس ملک کے دیسی خیالات پر عین صادق آتے ہیں "یہہ بدشگون پرندے ہر زمانے میں اپنے غمگین ترانوں اور بولیوں سے ہمارے کانوں کو خراشتے رہے ہیں + اور یہہ عجیب اتفاق ہوتا رہا ہے کہ وہ ہمیشہ ہماری ترقی و بہبودی کے زمانوں ہی پر بڑے زور سے دردناک نوحے پڑھتے رہے ہیں" +

ہندو عموماً گذشتہ زمانے کی نسبت غلط غلط خیالات رکھتے ہیں + کیمبرج کا سنسکرت پروفیسر لکھتا ہے :- "لفظ "ھسٹری" (تاریخ) کے لیئے کوئی ہم معنی ہندوستانی فقرہ نہیں - قدیم زمانوں سے لیکر موجودہ زمانے تک ہندو دل میں یہہ کبھی خیال بھی نہیں آیا - کہ گذشتہ واقعوں کا جو گواہی پر مبنی ہوں - معتبر نوشتہ کیا چیز ہے" + گذشتہ زمانے کی نسبت اُن کا سارا علم نظم اور وشنو پران جیسی کتابوں سے لیا گیا ہے" +

اَب ہم اِس امر کا کچھ مختصر بیان کرتے ہیں کہ انگلستان نے ہندوستان کے لیئے کیا کیا کیا ہے :-

۱- جنگ کے بجائے امن و سلامتی + انگریزی حکومت کے آغاز سے پیشتر جیسا کہ لارڈ ڈفرن نے اجمیر میں کہا "مشکل سے کوئی ایسا سال گذرتا تھا جس میں کہ ہندوستان کے خوبصورت میدان اِس کے ہزاروں بچوں کے خون سے سیراب نہ ہوتے ہوں" رگ وید میں اُن لڑائیوں کا خوب ذکر دیا گیا ہے - جو آریہ حملہ آوروں اور ہند کے اصلی باشندوں کے مابین واقع ہوئیں" بعض اوقات ایک آریہ افسر دوسرے آریہ افسر سے جو لڑتا تھا - تو اپنی لڑائی اور اندرونی جھگڑوں کا سبب رشک یا بلند نظری کہہ سکتے ہیں .... فتح کی لڑائی صدیوں تک جاری رہی" +

جیسا کہ ابھی کہا گیا ہے کہ ہندوستان کی اسم بامسمی کوئی تاریخ نہیں - صرف روائتوں ہی سے خونی جھگڑوں کا پتا لگتا ہے - "اکیس دفعہ پرسرام نے کھتری ذات پر ہاتھہ صفا کیا - اور اُن کے خون سے پانچ بڑی بڑی جھیلیں بھر دیں" جنگی نظم مہا بھارت میں پے درپے لڑائیوں کا ذکر ہے - جن میں طرفین تقریباً بالکل تباہ ہوگئے +

ملک کئی سلطنتوں میں منقسم تھا اور اِسی لیئے لڑائیاں بکثرت ہوتی تھیں - ایک خاندان دوسرے کے بعد جانشین ہوتا رہا +

محمود غزنوی کے حملوں سے کون واقف نہیں ؟ اِن کے بعد بھی ہندوستان پر متواتر حملے ہوئے +

تیمور - نادر شاہ اور افغانوں کے آنے سے ہند پر جو مصیبتیں آئیں - اُنکا ذکر ہم کر چکے ہیں + مگر ہندوستان نے اندرونی حملوں سے بھی بیرونی کی طرح مصیبتیں اُٹھائی ہیں +

محمد شاہ سلطان گلبرگہ نے مہاراجہ وِدیانگر سے جنگ کرکے قرآن کی قسم کھائی کہ "میں جبتک ایک لاکھ کافر کو تہ تیغ نہ کرلوں جبتک تلوار کو نیام میں نہ کرونگا" - یہہ حلفی لڑائی جو واقع ہوئی بڑی ہولناک تھی - ایک محمدی مورخ جھوٹی مغروری سے لکھتا ہے کہ "اوّل سے آخر تک پانچ لاکھہ کافر "مومنوں" کی تلوار سے کھیت رہے - اور مدت تک کرناٹک اِس تباہی کی تلافی نہ کرسکا" +

مرہٹوں کی لوٹ گھسوٹ کا ہم ذکر کر آئے ہیں - انگریزی عملداری قائم ہونے کے بعد کسی غیر ملک کے حملہ آور نے ہند پر
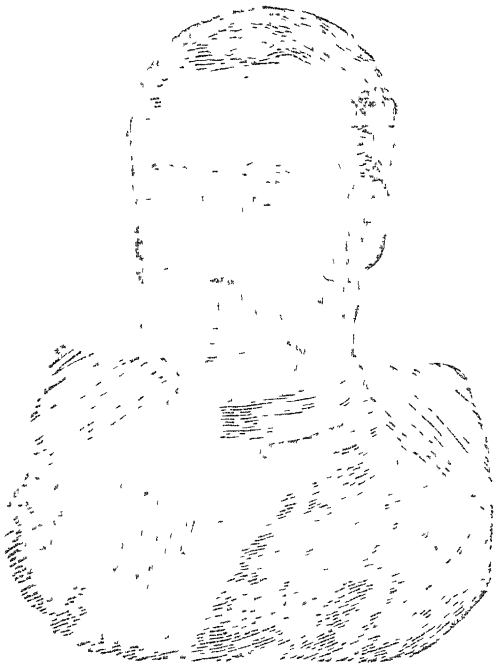
قدم تک نہیں رکھا اور سب اندرونی لڑائیاں بھی بند ہوگئی ہیں + غدر کے تھوڑے عرصے کو چھوڑ کر ملک میں بالکل امن و سلامتی ہی رہی ہے + سنہ ۱۸۸۲ء میں ہندوستانی فوج کا کل خرچ ۱۷۴۴۵۰۰۰ پونڈ یعنی قریب اڑھائی کروڑ روپیہ تھا + ماہواری ادائیگی فی کس ایک آنہ دو پائی تھی ✣

مارکوئس آف لینڈسڈاؤن

۲- ارتکاب جرم روکا گیا ہے - شائد ہی کوئی ایسا ملک ہو جہاں چوری پیشہ لوگ نہ ہوں - لیکن یہہ ہندوستان ہی کا حصہ ہے کہ سو سے کچھ اوپر چوری پیشہ لوگوں کی اسی طور پر ذاتیں تھیں جیسے سپاہیوں - منشیوں وغیرہ وغیرہ کی + یہہ لوگ مذہبی رسومات کی سخت پابندی کر کے لوگوں کے مال و اسباب لوٹنے اور بعض وقت اُن کی جان لینے کے لئے بھی جایا کرتے تھے - انکا خیال تھا کہ ہم ایسے کام سے صرف اپنی تقدیر کو پورا اور اپنے دیوتاؤں کی عمدہ خدمت کرتے ہیں + وہ اپنے برے کاموں پر ایسے ناز کیا کرتے تھے جیسے کوئی کرتب والے - اور اپنی رہزنیوں اور خونریزیوں پر ایسے فخر کیا کرتے تھے جیسے شکاری شیر مارنے پر + اسکے سوا ایسے لوگ بھی چوری کیا کرتے تھے جو نہ اِس پیشہ میں پیدا ہوئے اور نہ اُن کی تربیت ہی ہوئی ✣

مال و اسباب کی بے حفاظتی کی وجہہ سے قیمتی چیزیں زمین میں دفن کی جاتی تھیں - پر اکثر یہہ تدبیر بھی اکارت ہی جاتی تھی - کیونکہ ڈاکو لوگ طرح طرح کی تکلیفیں دیدے کر مال نکلوالیا کرتے تھے ✣

ہر ایک گورنمنٹ کے لئے چوری اور سختی کو بالکل بند کر دینا بڑا مشکل بلکہ ناممکن ہے - پر انگلستان کی نسبت ہندوستان میں ارتکاب جرم بہت کم ہے + سنہ ۱۸۸۲ء میں سنہ ۱۸۶۷ء کی نسبت باوجود بڑی جیل خانوں کے قیدیوں کی تعداد ۲۵ فی صدی کم تھی - ملک کی وسعت کا خیال کر کے یہہ امن و سلامتی سچ مچ حیرت افزا ہے + سنہ ۸۳-۱۸۸۲ء میں پولیس کی تعداد ۱۳۷،۳۷۷ تھی جسکا کل خرچ ۲،۲۳،۷۸،۱۴،۳۳ روپیہ پڑا :- ہر ایک شخص نے بالاوسط ۲ پائی فی کس چوری اور خونریزی سے بچنے کے لئے ادا کیا ✣

۳- دنیا میں کار آبپاشی سے زراعت میں بڑی ترقی ہوئی ہے - سر - ای - سی - بک لکھتے ہیں :- ہند کے اکثر کاشتکاروں کی تنگی اور افلاس کا اصلی سبب - بر آمد اناج اور ٹیکسوں اور معاملوں کی زیادتی یا ملک کی بد انتظامی نہیں ہے - بلکہ زراعتی دولت کے خاص منبع یعنی بارش کا بے یقینی ہونا ✣

آبپاشی ہی اسکا علاج ہے + اس [illegible] بڑی نہریں اور ۲۰۰۰۰ میل چھوٹے جاری ہیں + اس طرح ہر سال ملک کی دولت میں کروڑوں روپئے بڑھا دیتے ہیں اور قحط کے دنوں میں لاکھوں جانیں بچائی جاتی ہیں ☆

۴- سڑکوں - ریلوں اور دخانی کشتیوں کے ذریعے سفر اور تجارت میں بڑی آسانی ہوگئی ہے + راجاؤں کے عہد میں لوگ پالکیوں - اور گھوڑوں پر یا پیادہ ہی سفر کیا کرتے اور اسباب بیلوں پر لادا جاتا تھا قحط کے دنوں میں ایک ضلع سے جہاں غلہ بکثرت ہوتا دوسرے ضلع میں کچھ مدد نہیں پہنچ سکتی تھی - اور یوں بعض دفعہ ہزاروں لوگ تباہ ہو جاتے + قریباً ایک لاکھ چالیس ہزار میل کنکریٹ کی سڑک اور اٹھارہ ہزار میل آہنی سڑک بنوائی گئی ہے - اور ہر سال اس میں اضافہ ہی کیا جاتا ہے + بڑے بڑے دریاؤں مثلاً گنگا جمنا اور سندھ پر پل بنوائے گئے ہیں + ۱۹۰۱ء میں ۱۲۲۰۰۰۰۰ لوگوں نے ریل میں سفر کیا - اب ہندوستان کے گرد تمام ساحلوں پر جہاز چلتے اور بمبئی سے ولائت ۱۶ دن کا راستہ ہے ☆

۵- اس صدی کے شروع سے ملک میں چاندی سونا قیمتی ۴۰۰ کروڑ روپیہ بڑھ گیا ہے + کئی سالوں تک ہندوستان میں ۱/۴ سونا اور ۱/۳ چاندی جو دنیا بھر میں پیدا ہوتی ہے - صرف ہوتی رہی ہے ☆

۶- صحت بہتر کی گئی ہے - میڈیکل کالج قائم کئے گئے ہیں - ہسپتال اور دوائی خانے کھولے گئے - ٹیکے کے ذریعے ماتا رانی کے حملے کمزور کئے گئے - کونین جو بخار کے لئے مجرب نسخہ ہے - عام رواج دیا گیا + بڑے بڑے شہروں میں عمدہ پانی کا بھی انتظام کیا گیا ہے ☆

کونٹس آف ڈفرن نے مہارانی قیصرِ ہند کی منظوری سے ہندوستانی عورتوں کی تکلیفیں دور کرنے کی بہت کوشش کی ہے ☆ ☆

۷- تعلیم بہت بڑھائی گئی ہے - تعلیم کے اسباب کا مہیا کرنا سرکار کا فرض تصور نہیں کیا جاتا تھا - پر سلطنت انگلشیہ سکول اور کالج آپ بھی قائم کرتی رہی اور اوروں کا حوصلہ بھی بڑھاتی رہی یہانتک کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں ان میں ۳۶۱۹۱۴۱ طالب علم تھے ☆

۸- انتظام سلطنت میں بڑی بڑی اصلاحیں کی گئی ہیں + دیسی عہد حکومت میں افسروں کو تنخواہیں بہت کم ملتی تھیں - مزید برآں وہ بھی بے وقت - اسلئے رشوت اور ظلم کا بازار چاروں طرف گرم تھا + اب ان پرانی طرز کے دیسی افسروں کی جگہ تعلیم یافتہ لوگ جنکی معقول تنخواہیں ہیں مقرر کئے گئے ہیں - اس لئے انتظام ملک بدرجہا بہتر ہو گیا ہے + ظلم و بے انصافی کے مقدمے اب بھی وقتاً فوقتاً اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور پولیس پر الزام لگائے جاتے ہیں - تو بھی بڑی ترقی ہوئی ہے ☆

سر - ڈبلیو - ڈبلیو - ہنٹر لکھتا ہے کہ اگر کوئی پچھلی صدی کا ہندو موجودہ حالت کو دیکھے تو اس کے دل میں کیا کیا خیالات پیدا ہونگے ←

☆ اسکا مفصل حال "شریف عورتوں کی سرگذشت" میں لکھا گیا ہے - پنجاب رلیجس بک سوسائٹی سے صرف ۲/ پر انگریزی و اردو میں مل سکتی ہے ☆

ہمنے اپنی تنہا سیروں میں اکثر اس امر پر بڑے لطف سے غور کیا ہے کہ اگر کوئی پچھلی صدی کا ہندوستانی [illegible] پھر آ نکلے تو اپنے ملک کی موجودہ حالت کو دیکھکر کیا کہیگا + میں نے یہہ فرض کرلیا ہے کہ ظاہری بدنی تبدیلی دیکھکر [illegible] حیرانی ہوتی [illegible] ایک اور حیرانی میں پڑیگا کہ جہاں ہزاروں مربع میل جنگل جو اس کی پہلی زندگی کے دنوں میں جنگلی درندوں سے آباد تھے - اب وہاں زرخیز کھیتیں بنائی گئی ہیں + اور اُن دلدلوں پر جو خراب بخارات کی جگہ تھے اب وہاں با صحت آب و ہوا کے شہر آباد ہیں - اور جو پہاڑی دیواریں اندرونی ہندوستان کے بندرگاہوں کو بند کئے ہوئے تھیں - اب وہاں سرنگ کے ذریعے حیرت افزا سڑکیں چیری گئیں اور ریل کی سڑکیں نکالی گئی ہیں اور وہ بڑے بڑے دریا جو مختلف صوبوں کے راستوں میں سد راہ تھے اور اپنے طغیانی جوش سے ملکوں کے ملک تباہ کرڈالتے تھے - اب وہ پانی فٹوں اور انچوں کے پیمانوں سے نپ تپ کر استعمال میں لایا جاتا اور جو بجا اُن پر حیرت انگیز پل بنائے گئے اور اُن میں سے نہریں نکالی گئی ہیں + اِسکے علاوہ وہ لوگوں کے ظاہری امن و حفاظت کو دیکھکر اور بھی حیران اور ششدر کیوں نہ رہجائیگا - کہ جن جن صوبوں میں ایک شہزادے سے لیکر کسان تک مسلح ہوکر باہر نکلتا تھا اب وہ وہاں تلوار اور بندوق کا کھوج تک بھی نہ پائیگا + ہندوستان کی دیسی ریاستوں کو جو اس کے دنوں میں حسد و رشک کی وجہہ سے ایک دوسرے سے ہمیشہ لڑنے بھڑنے میں مصروف رہتی تھیں - اب وہ انہیں حقیقی بھائیوں کی طرح ایک دوسرے سے خوش بخوش تجارت کرتے - اور ریلوں سڑکوں ڈاکخانوں اور ٹیلیگرافوں سے باہم پیوستہ پائیگا - وہ ملک میں ایسی ایسی نئی طرز کی عالیشان عمارتیں دیکھیگا کہ جنکا وہ مطلب تک سمجھ نہ سکیگا + پھر وہ ایک عالیشان عمارت کی طرف اشارہ کرکے پوچھیگا کہ یہہ کس شہزادے نے محل بنوایا ہے ؟ وہ یہہ سنکر اور بھی حیران ہوگا کہ یہہ کسی امیر کی عیش و عشرت کا مکان نہیں - یہہ لنگڑے - لولے - بہرے - اندھے - زخمی بلکہ ہزاروں قسم کے بیمار غریبوں کے لئے ہسپتال ہے - جہاں مفت علاج ہوتا ہے + پھر وہ سوال کریگا کہ یہہ مندر کون سے دیوتاؤں کی بھینٹ سے بنوایا گیا ہے - جسکا اُسے جواب ملیگا کہ یہہ کوئی خاص دیوتا کی پرستش کا مندر نہیں بلکہ عام لوگوں کے لئے سکول ہے - جہاں امیروں فقیروں غریبوں کے بچوں کو کسی خصوصیت کے بغیر برابر تعلیم دیجاتی ہے - وہ بڑے بڑے قلعوں کی جگہ عدالت کی کچہریں دیکھیگا - اور محمدی افسروں کے بجائے ہر ایک ضلع انگریز حاکموں کے زیر انتظام - اور فوجی لوگوں کے جھنڈ کے قائمقام باقاعدہ پولیس پائیگا " + (از کتاب انگلنڈ ورک اِن انڈیا صفحہ ۳ - ۴ کتاب انگریزی) +

اُن تمام سیاحوں میں سے جنہوں نے اِس صدی میں ہند کی سیر کی ہے آسٹریا کے نامی سٹیٹسمین (مدبران ملک) بیرن ھُبنر سے بڑھکر کوئی شخص بامعنی رائے دینے کے قابل نہیں + اُسکا فیصلہ کیا ہے ؟

" مذکورۃ الصدر خیالات اور نتائج ہمنے بڑی راستی اور دیانتداری سے اُن معلومات سے نکالے ہیں جو مجھے اسی جگہ راست اور معتبر ذریعوں سے ملے یعنے انگلو انڈین انتظام کے کسی کمزور امر کو چھپایا نہیں - اور کسی نقص یا کمزوری کو خواہ چھوٹی ہو یا بڑی جو میرے ملاحظہ میں آئی - اور جس کا سرکار ہند پر سچا یا جھوٹا الزام آسکتا ہے - اُسے نظر انداز نہیں کیا - کوئی شخص بھی خواہ وہ غم آگین اور مایوسی بھری آنکھوں سے دیکھے - اور اُن کمزوریوں اور نقصوں کا جو انسانی فطرت کا خاصہ ہیں - لحاظ رکھے - اِس امر سے انکار

نہیں کرسکتا کہ ہمارے دونوں برٹش انڈیا ایسا نظارہ پیش کرتا ہے جو عجیب اور دنیا کی تاریخ میں بے نظیر ہے + ہم ہمیشہ نہیں تو وقتاً فوقتاً کی لڑائیوں کی جگہ سلطنت بھر میں امن و سلامتی کے آثار قائم دیکھتے ہیں۔ اُن لالچی سرداروں کے ظلم و ستم اور بیرحمی کی لوٹ گھسوٹ کے عوض اب واجبی ٹیکس ہیں۔ جو جاگیردار راجاؤں کی ٹیکسوں سے بھی بہت کم ہیں۔ اُن خود مختار حاکموں کی جگہ جو بُرائی۔ رشوت اور بے انصافی میں ایک ضرب المثل بنے ہوئے تھے۔ دیانتدار لائق جج مقرر کئے گئے ہیں۔ جن کے عمدہ نمونے نے دیسی اخلاق اور صداقت کے خیالوں پر اپنی تاثیر ڈالنی شروع کردی ہے۔ پنڈاروں اور چوروں کے مسلح دستوں کا اب کہیں نام و نشان بھی نہیں پایا جاتا شہروں اور دیہاتوں ضلعوں اور تمام سڑکوں پر جہاں عوام الناس لوگوں کے خون کے پیاسے پھرتے نظر آتے تھے اب وہاں امن و سلامتی کی چوکییں متعین ہیں۔ خصوصاً مذہبی پرستشوں کا اب بہت خیال ہوگیا ہے + مادی طور پر بے نظیر ترقی و بہبودی ہو رہی ہے۔ قحط کے تباہی خیز نتیجے جو ملک کے بعض حصّوں کو عموماً ستایا کرتے تھے۔ اب ریل کے ذریعے بہت کچھ روکے گئے ہیں + یہہ سب کرامتیں کن بزرگوار رشیوں مُنیوں کی ہیں؟ صرف چند منتظم مدبران سلطنت کی دانائی اور جرأت کے نتیجے ہیں۔ ایک فوج کی بہادری اور خوش سلیقگی کے جس میں تھوڑے سے انگریز اور بہت دیسی بہادر افسروں کی زیر کمان شامل ہیں۔ ہاں میں یہہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ تھوڑے سے انگریز افسروں اور حاکموں کی سرگرمی۔ ہوشیاری۔ جرأت۔ مستقل مزاجی اور ہنرمندی کے نتیجے جنکے قبضہ اقتدار میں اس سلطنتِ عظمیٰ کے انتظام کی باگ ہے اور جنکی دانائی پر کسی کی آزمائش غالب نہیں آسکتی" +

جلد دوم صفحہ ۲۵۰، ۲۵۲ - انگریزی

ہندوستان کی مفلسی کے اصلی اور خیالی سبب

پروفیسر وہٹنی جو زمانہ حال میں امریکہ کا بڑا نامی سنسکرت عالم ہے۔ یوں لکھتا ہے "ہندوؤں میں تاریخی مادے کی اتنی کمی تھی کہ وہ گذشتہ زمانے کا معتبر عالم نہیں ہوسکتا"۔ "تاریخ کے بجائے یاں صرف حکائتوں اور روائتوں ہی کا مجموعہ ہے" + کمی علم کے علاوہ ہندو ذات پات کے خیالات اِن دنوں نیم تعلیم یافتہ ہندوؤں میں جھوٹی حب الوطنی کی صورت میں پیدا ہورہے ہیں۔ جنکا ہم ذکر کر چکے ہیں + انگریزوں کے خلاف جو کوئی واہی تباہی جھوٹی سچی حکائتیں ہوں دیسی اخبار بغیر سوچے سمجھے انہیں بخوشی تمام شہرت دیتے ہیں +

لاہور کے اخبار آریہ پترکا نے جو آریہ سماج کا ایک اخبار ہے کلکتے کے کسی اخبار سے یہہ اقتباس درج کیا:-

انگریز صرف جانوروں کو مار کر انہیں کھاتے ہی نہیں۔ بلکہ گھوڑوں۔ بھیڑوں۔ کتوں۔ بلیوں وغیرہ کی زندہ کھال اُتارتے ہیں + پہلے تو وہ اُنہیں بھوکا رکھتے تاکہ اُن میں مقابلہ کرنے کی طاقت جاتی رہے۔ اور جب وہ بھوک اور تھکاوٹ سے ادھ موا ہوجاتے تو میخوں سے اُنہیں تختوں پر لٹکایا جاتا۔ اور پھر زندہ ہی اُن کی کھال اتاری جاتی ہے جو سخت دردناک موت مرتے ہیں + المختصر کوئی جانور بھی اِس ظالمانہ برتاؤ سے بچ نہیں سکتا۔ اور جیسا کہ کلکتے کا اخبار لکھتا ہے یہہ سب کچھ مسیحی سلطنت کی آنکھوں کے سامنے

ہو رہا ہے"۔ اکتوبر ۲۴۔ ۱۸۸۵ء ٭

مسٹر دادا بھائی نوروجی ہندوستان کے افلاس کے بارے میں دلائل پیش کرنے میں مستند مانے جاتے ہیں ٭ انہوں نے سر ایم۔ ای۔ گرانٹ ڈف کے جواب میں کنٹمپریری ریویو میں دو مضمون لکھے ہیں۔ ان کی بڑی بھاری دلیل مختلف ملکوں کے لوگوں کی آمدنی فی کس کا باہمی مقابلہ ہے جو مُلہل سے اخذ کیا گیا ہے۔ صرف تھوڑی سی رقموں کا ہی نقل کر دینا کافی ہوگا ٭

ملک	کُل آمدنی فی کس	ملک	کُل آمدنی فی کس
انگلنڈ	۴۱ پونڈ	یورپ	۱۸ پونڈ
سکاٹلنڈ	۳۲ "	صوبجات متحدہ	۲۷۰۲ "
آئرلینڈ	۱۶ "	آسٹریلیا	۴۳۰۴ "
سلطنت متحدہ	۳۵۰۲ "	ہندوستان	۲ "
فرانس	۲۵۰۷ "		

اخبار انڈین سپکٹیٹر ہند کی مفلسی پر ان کی رائے کا یہہ خلاصہ درج کرتا ہے :-

" پھر مقرر نے ہندوستان کی مفلسی کے اسباب یوں بیان کرنے شروع کئے۔ اُس نے اس مضمون پر بڑے مستند لوگوں کی رائیں پیش کیں اور اِس امر کا اظہار کیا کہ ملک کی مفلسی کا سبب صرف غیر ملک کے لوگوں کی ملازمت ہے۔ اس طرح ملک میں روپیہ جمع نہیں ہو سکتا اور دن بدن وہ کمزور ہو رہا ہے۔ عموماً لوگوں کو ضروریات کی وجہ سے مجبوراً قرضہ لینا پڑتا ہے۔ جس سے روز بروز ملک کی تمدنی حالت ابتر ہو رہی ہے "۔ جنوری ۲۳۔ ۱۸۸۶ء ٭

یہہ امر تو ہر ایک کو ماننا پڑتا ہے کہ ہندوستان کے باشندوں کی کثرت تعداد غریب ہے۔ لیکن جیسا کہ وسٹمنسٹر ریویو لکھتا ہے " لوگ اکثر اس واقعہ کو بھول جاتے ہیں کہ ایسے زمانے کی کوئی معتبر گواہی نہیں۔ جب ہندوستان کے عام لوگوں کی حالت ناگفتہ بہ کے سوا کچھ اور تھی۔ خاندانی غلاموں کی حالت ناجواب وہ خودمختاری کے ظلم اور لٹیروں اور موقوف شدہ فوجوں کی لوٹ گھسوٹ کے مابین خستہ خراب رہتی تھی ٭

پہلے زمانے میں لوگوں کی عام حالت غالباً ایسی ہی تھی جیسے مرحوم مہاراجہ سندھیا کے عہد میں تھی۔ وہ اپنے خزانے میں ۵ ۱/۲ کروڑ روپیہ چھوڑ مرا۔ پر ملک میں سڑکیں نہ تھیں۔ افسروں کو تنخواہیں بہت کم ملتی تھیں اور ٹیکس میں بڑی زیادتی تھی + کسی قوم کا سکّہ (کرنسی) اُس کی دولت کا عمدہ معیار ہے۔ دیسی عہد حکومت میں کوڑیاں بکثرت استعمال کی جاتی تھیں۔ چیمبرز کے سائیکلوپیڈیا (مخزن علوم) میں لکھا ہے " بنگال میں ۲۲۰۰ کوڑیاں قیمت میں ایک روپیہ کے برابر ہوتی ہیں۔ اور یوں ایک کوڑی قیمت میں فارذنگ کا ۱/۲۳ حصہ ہے۔ تو بھی کہتے ہیں کہ ایک زمانے میں ۲۰۰۰۰ روپیہ

کی قیمتی کوڑیئیں بنگال میں ہر سال آتی تھیں"۔ مرحوم مسٹر مارشمین نے جو اخبار فرینڈ آف انڈیا کا بانی تھا۔ ساٹھ برس گذرے بیان کیا کہ غریب بنگالی "کوڑیوں ہی پر بسر کرتے ہیں" +

اب کوڑیوں کی برآمد بندیا اتنی کم ہوگئی ہے کہ رجسٹر درآمد و برآمد تجارت میں درج نہیں کیجاتی اس کتاب کے مؤلف ڈاکٹر مرڈوک صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے مدراس میں کوڑیوں کا استعمال کہیں نہیں دیکھا۔ پر یاں پنجاب میں تو انکا رواج ابھی تک ہے گو بہت کم +

چینی کا سکہ

چینیوں کا مال بھی اہل ہند سے بہت کچھ ملتا جلتا ہے۔ مؤلف ڈاکٹر مرڈوک اپنے ذاتی تجربے سے کہتے ہیں کہ میں نے کینٹن سے لیکر پیکن تک سفر کیا اور نینگٹسی میں ... میل تک چینی روپیہ پیتل کا سکہ ہوتا ہے اسکے مرکز میں ایک سوراخ ہوتا ہے +
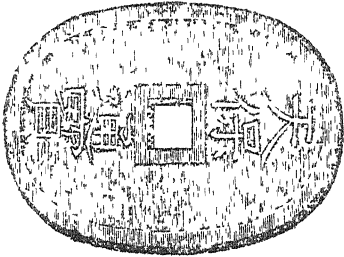
میکسیکا کے ڈولر ان بندرگاہوں میں مستعمل ہوتے ہیں جو عہدنامے کے ماتحت ہیں لیکن اوپر ملک کی طرف جائیں تو ایک ڈالر ہزار سے بارہ سو سکے کے بدلے لیا جاتا ہے + چند ڈالروں کے قیمتی سکے جنہیں کیش کہتے ہیں ایک قلی کا خاصہ بوجھ ہوتے ہیں +

ہندوستان کی مفلسی کے سبب جو پیش کئے جاتے ہیں۔ مسٹر دادا بھائی نوروجی کی رائے میں ہند کے افلاس کا سبب غیر ملک کے لوگوں کی ملازمت ہے +

ہند کی مالی حالت سے بہت لوگ بالکل ناواقف ہیں بغیر سوچے سمجھے اور بغیر اصلی واقعات کی تحقیقات کئے لوگ اخباروں میں بڑے بڑے مضمون لکھ مارتے ہیں + اخبار ویسٹ منسٹر ریویو لکھتا ہے کہ لوگ تین چار کروڑ پونڈ کی نسبت واویلا مچاتے ہیں۔ گویا کہ ایک کروڑ پونڈ سونا ایسی رقم ہے جو انتقال ہو سکے + اب ہم اس امر کا مختصر بیان کرتے ہیں کہ ہندوستانی ٹیکس کا بوجھ اصل میں کس پر پڑتا ہے +

انڈین سول سروس کا خرچ + ہمیں کل ہندوستان کی پوری پوری واقفیت حاصل نہیں ہے صرف احاطہ مدراس کا حال لکھا جاتا ہے۔ ہمارے خیال میں اور صوبوں کا بھی قریب قریب یہی حال ہوگا +

اسائیلم پریس کی جنتری بابت ۱۸۸۸ء میں لکھا ہے "اُن سویلینوں کی تعداد جو احاطہ مدراس میں کام کرتے یا چھٹی پر ہیں ۱۵۷ ہیں۔ ان میں سے ۶ ہندوستانی ہیں۔ ان کی تنخواہیں اور الاونس ۲۳۲۷۵۴ روپیہ ماہواری ہے + ۱۸۸۱ء میں آبادی ۳۰۸۳۹۱۸۱ تھی + "حد سے زیادہ ٹیکس" کا بوجھ جس کے تلے مدراس کے لوگ پسے جاتے تھے ۱½ پائی فی کس ماہواری تھا + یہ سچ ہے کہ اوپر کی رقم کے ساتھ پنشن کی رقومات بھی بڑھانی چاہیئے + پر اسکی اصلی کیفیت معلوم نہیں ہو سکی + زیادہ سے زیادہ خرچ ۲ پائی ماہواری سے زیادہ نہیں۔ فرض کرو کہ مدراس کے ۱۵۰ انگریز سویلینوں کو نوٹس دیا جائے

کہ سرکاری سال کے شروع میں اپنا بوریا بندھنا باندھکر ہند سے رخصت ہوں اور اُن کی جگہ دو تہائی تنخواہ پر آٹنے ہی بی۔اے رکھے جائیں۔تو ساری سول سروس میں ۸ پائی فی کس سالیانہ بچت ہوگی !

نیز غیر ملازمونکی تعداد کسی طور سے بھی نہ گھٹیگی بیشک ۵۰ ابی۔اے۔اور اِن کے غریب رشتہ دار تو مستفید ہوں گے لیکن ۱۳۵۰ بی۔اے+ ۱۷۰۰۰ انڈرگریجوائٹ اور انٹرنس پاس شدہ ونکا کیا حال ؟ ایک برس کے اندر ہی بی۔اے پھر اپنی پہلی طاقت حاصل کرینگے۔اور پھر ۳ کروڑ ٹیکس ادا کرنیوالوں کے فوائد بھی زیر نظر چاہئیں ❖

تنخواہونکی اوسط۔احاطۂ مدراس کے سولین کی تنخواہ بالاوسط ۱۵۰۰ روپیہ ماہواری ہے ❖

ایک ہندوستانی کے نزدیک جو کاشتکار مزدور ونکو ۳ ر روزانہ مزدوری دیتا ہے۔یہہ تنخواہ بہت معلوم ہوتی ہے پر انگلستان میں کاشتکار مزدور کو ۲ شلنگ یعنی ۵ گنا زیادہ تنخواہ ملتی ہے۔لیکن ایک انگریز کے لیئے ۱۵۰۰ ایک دیسی کے ۳۰۰ کے برابر ہے ❖

بہت مدبرانِ سلطنت چھوٹی چھوٹی باتوں میں کفائت شعاری کرنے پر بڑا زور دیتے ہیں۔لیکن بعض حالتوں میں کھلا خرچ جو دانائی سے کیا جائے۔آخرکار بڑا باکفائت ثابت ہوتا ہے ❖

فرض کرو کہ بنگالی حصے دار کلکتہ میں ایک جہاز بنانے کی کمپنی جاری کریں۔اور انگلستان کا ایک اوّل درجے کا کاریگر چھ سو روپیہ ماہواری تنخواہ پر منگوایا جائے۔ایک حصہ دار کہتا ہے "تم ایک غیر ملک کے آدمی کو اتنی تنخواہ کیوں دیتے ہو ؟ اِس طرح ہمارا تمام نفع جاتا رہتا ہے۔میرا بھائی آدھی تنخواہ پر یہہ کام کریگا" دوسرا کہتا ہے کہ میرا بیٹا دو سو روپیہ پر راضی ہو جائیگا + باوجود فرقِ تنخواہ کے اسکا انتظام کمپنی کے لئے مفید ہوگا ❖

ایک اور مثال لیجئے۔مہاراجہ بردوان کی ماہوار آمدن ۳½ لاکھ ہے۔کیا اسکے لئے کفائت نہ ہوگی کہ اپنی زمینونکا مہتمم تھوڑی تنخواہ پر مقرر کرے۔عموماً لائق ججوں کی تنخواہیں اتنی ہونی چاہئیں کہ جتنی بڑے بڑے لائق وکیلوں کی آمدنی ❖

ہندوستانی سولینوں کی تنخواہیں اسی لئے مقرر کی گئی تھیں کہ لائق اور عمدہ آدمی اِس طرف راغب ہوں۔تو بھی چیدہ اور لائق آدمی اپنے ملک سے باہر جانا نہیں چاہتے۔انگلستان میں ایسے سوداگر ہیں جنکی آمدنی ہند کے گورنروں اور وایسرائے سے بھی بڑھکر ہے ❖

فوج کا خرچ۔ہم یہہ ذکر کر چکے ہیں کہ بلحاظ ایک آنہ ۲ پائی فی کس ہے۔یورپین پر بڑا خرچ آتا ہے۔اب کی نسبت غدر سے پیشتر آدھے یورپین تھے۔بعض سپاہیوں کی کمینہ نمک حرامی اور مکاری کے سبب جو صبح کے وقت اپنے افسروں سے اپنی فرمانبرداری اور نمک حلالی کا بڑے زور سے دعویٰ کرتے اور شام کو کھانے کے وقت انہیں بندوق کا نشانہ بناتے۔انکی تعداد بڑھانی پڑی ❖

اگر ہندوستان میں انگریز فوج نہ ہو تو روس آج ہی ہند پر قبضہ کرلے۔یا ہندو مسلمان ہی فضیلت حاصل کرنیکے لئے ایک دوسرے سے لڑ مریں ❖

ٹیکس کا بوجھ فی کس مسٹر ایچ ۔ جے ۔ ایس ۔ کاٹن مصنف نیو انڈیا کے بھائی مسٹر جے ۔ ایس کاٹن نے ہندوستان کی حالت ۸۲-۱۸۷۲ء یعنی دس سال کے عرصے پر خوب نظرثانی کی اور ٹیکس کا یوں خلاصہ دیا ۔ ۸۳-۱۸۸۲ء میں ہند کی کل تحصیل ۷۲۵۹۳۲۲۱۵ روپیہ تھی ۔ مگر اس سے ٹیکس کے اصلی بوجھ کا ٹھیک ٹھیک اندازہ نہیں لگ سکتا ۔ ریلوے اور دیگر پبلک ورکس سے ۱۲۲۴۱۰۰ روپیہ آمدنی ہوتی ہے ۔ ڈاکخانوں اور تارگھروں سے ۱۲۰۸۹۹۵۰ + ریل کے کرایہ او محصول چٹھیات کو ہم ٹیکس نہیں کہہ سکتے ۔ افیون سے ۹۶۴۹۹۵۹۴۰ روپیہ حاصل ہوئے ۔ پر یہہ سب روپیہ چینیوں کی جیب سے نکلا ۔ دیسی ریاستوں نے جنگی اخراجات کے لئے ۷۸۹۹۴۵۰ روپیہ دیا ۔

مسٹر کاٹن نے ذیل میں ٹیکس کی تعداد کا جو لوگوں پر پڑتی ہے ٹھیک ٹھیک اندازہ دیا ہے :-

فی کس

کل ٹیکس

	پونڈ	پنس	شلنگ	پونڈ	پائی	آنہ	روپیہ
نمک	۱۱۳۳۶۵۹	۴،۰	۰	۰	۱۱	۴	۰
ٹکٹ ڈاک و سٹیمپ	۲،۲۴۳،۰۰۸	۴	۰	۰	۸	۳	۰
محصول	۳،۵۷۹،۷۷۹	۳،۴	۰	۰	۱۰	۳	
پروونشیل	۲،۶۹۶،۴۳۷	۳۳،۳	۰	۰	۱	۳	۰
جنگی	۱،۳۴۳،۹۲۷	۱،۵	۰	۰	۰	۱	۰
ٹکس	۴۹۶،۳۴۶	۰،۶	۰	۰	۷	۰	۰
رجسٹری	۲۸۴،۱۴۳	۰،۴	۰	۰	۳	۰	۰
معاملہ زمین	۲۱،۷۸۴،۵۷۶	۲،۳	۲	۰	۶	۱	۱
	۳۵،۵۱۲،۵۳۱	۱۱،۷	۳		۱۰	۱۵	۱

اس نقشے میں تمام ٹیکس ۔ امپیریل (شاہی) پروونشیل (صوبہ کی) اور لوکل (مقامی) سوائے میونسپل ٹکسوں کے شامل ہیں + بالاوسط ٹکس فی کس دو روپیہ سالانہ آتی ہے ۔ اگر کاشتکار مقدمہ بازی نہ کریں اور منشی اشیاء سے بھی پرہیز کریں ۔ تو انہیں سوائے نمک کے ٹیکس کے چودہ آنہ سالیانہ ہے اور کچھ دینا نہیں پڑتا ۔ لیکن یہہ کہنا ٹھیک نہیں کہ اس سرکاری محصول سے غریبی اور تنگی بڑھ گئی ہے دنیا بھر میں سوائے ہند کے کوئی اور مہذب ملک نہیں جہاں ٹیکس فی کس اتنی کم ہو + سر جیمس کیئرڈ نے ایک شخص کے جواب میں جسنے قریب المرگ کے عنوان سے ہند کی حالت پر ایک مضمون لکھا تھا ۔ اخبار ٹائمز میں یوں لکھا :-

"ہندوستان کے انتظام کرنیکا خرچ زیادہ نہیں ... اگر اور ملکوں سے مقابلہ کیا جائے تو ہند کا سرکاری خرچ

فی کس آبادی کے خیال سے فرانس کا ۱/۴ اٹلی کا ۱/۱۳ انگلستان کا ۱/۲ اور روس کا ۱/۱۹ ہے" (جنوری ۱۸۸۱ - سنہ ۱۸۸۳ء) +

یہہ بیان کہ ہندوستان ہر سال ۳۰ کروڑ روپیہ انگلستان میں بطور خراج بھیجتا ہے - اور وہاں سے ایک کوڑی بھی واپس نہیں آتی بالکل غلط ہے + ہند انگلستان کو کوئی خراج نہیں بھیجتا + یہہ یا تو اُس روپیہ کا جو اُس سے قرض لیا ہے سود دیتا ہے - یا اُن خدمات کا جو انگلستان نے اُس کے لیئے کی ہیں صلہ ہیں +

ولایت کا خرچ سکائٹ کی خاص بنا ہے + سنہ ۱۸۸۵ء میں یہہ ۹۹۲ ۱۰۰ ۱۴ پونڈ تھا - آدھے سے زیادہ تو اُس روپیہ کا سود تھا جو ریلوے اور نہروں کے لیئے دیا گیا - اگر اہل ہند زیورات بنانے کی جگہہ یہی روپیہ گورنمنٹ کو قرض دیتے تو بڑی بچت ہوتی + ولایت کا نرخ سود ۳ ۱/۲ فیصدی ہو گیا ہے + دوسرے ولایتی اخراجات فوج کے سبب ہیں - جو میزان کل میں درج کیئے گئے ہیں -

ذرا خیال تو کرو اگر ہر ایک انگریز خواہ وہ سولین ہو یا فوجی ہند کو چھوڑ جائے - تو ٹیکس فی کس میں ایک آنہ سے زیادہ کمی نہ ہوگی + لیکن ملک میں وہ تباہی پڑیگی اور اینٹ سے اینٹ بج جائیگی کہ جسکا کچھ بیان نہیں ہو سکتا" +

مل ہال کی نقشے کی تشریح - مسٹر دادا بھائی نوروجی ہندوستان کی اوسط آمدنی فی کس کا جو ۲ پونڈ ہے سلطنت متحدہ کے ۳۵ و ۲ پونڈ اور یورپ کے ۱۸ پونڈ سے مقابلہ کرتا اور اُس سے نتیجہ نکالتا ہے :- کہ سرکار انگلشیہ کا انتظام بہت کمزور اور باُنقص اور چندروزہ ہے + سچ تو یہہ ہے کہ اُس خیال سے مسٹر دادا بھائی نوروجی کی کسیقدر کمزوری رائے کا ثبوت ملتا ہے - اگر اُنہوں نے تھروولڈ راجرس کی مشہور کتاب "محنت و مزدوری کی چھہ صدیاں" (Six Centuries of Work and Wages) پڑھی ہوتی تو بیشک اُسے اصلی حالات اور اسباب معلوم ہو جاتے کوئی بڑی مشکل بات نہ تھی +

حقیقت میں اندنوں ہند میں تنخواہوں کی وہی نسبت ہے جو پندرہویں صدی کے دور میں امریکہ کی کانوں کی قیمتی دھاتوں نے انگلستان میں تنخواہوں کے روپیہ کے درجے کو بڑھا دیا + پٹوسی جو ۵۰۰۰ افٹ بلند تھا بالکل چاندی ہی کا پہاڑ تھا +

انگلستان میں پندرہویں صدی کے دوران میں بقول راجرس کاریگر لوگوں کی تنخواہیں عموماً سال بھر ۶ پنس روزانہ تھیں - کاشتکاروں کی ۴ پنس + بڑھئی کی ۶ پنس" (صفحہ ۳۲۷) "اکثر مزدوروں کو روٹی کپڑا ہی دیا جاتا تھا" اُس حال میں اُنکا ہفتہ وار خرچ ۶ پنس سے لیکر ۸ پنس تک خیال کیا جاتا تھا" (صفحہ ۳۲۸) سنہ ۱۵۸۷ء میں مزدوری کی اوسط قیمت ۹ ۱/۲ پنس یومیہ تھی (صفحہ ۴۳۵) سنہ ۱۶۵۱ء میں کاریگر لوگوں کو قریباً ۱۶ پنس یومیہ ملتے تھے - اور اٹھارہویں صدی میں اُن کی تنخواہیں عموماً ڈیڑھ شلنگ سے لیکر ۲ شلنگ روزانہ تھیں اور کاشتکاروں کی ۱ ۱/۴ شلنگ + اُنیسویں صدی میں صناع لوگوں کی تنخواہیں ۳ سے ۶ شلنگ اور کاشتکار مزدوروں کی ۲ شلنگ +

یہہ خیال کرنا سراسر غلطی ہے کہ انگلستان کے اُن کاشتکار مزدوروں کی حالت جو ۲ شلنگ یومیہ لیتے ہیں - اُس وقت کی نسبت جب اُنہیں ۴ پنس روزانہ ملتے تھے - چھ گنا بہتر ہے + مختلف خرچ رہائش کا بھی خیال کرنا چاہیئے - پندرہویں صدی میں یہہ صرف ۶ سے ۸ پنس ہفتہ وار تھا - اب اتنا ہی ایک دن کا خرچ ہے +

ہندو ذات پات کے بیہودہ خیالوں کی وجہہ سے سمندر پار جانے کی ممانعت کے سبب سے انگریزوں کی طرح غیر ملک والوں سے تجارت کر کے دولت کما نہیں سکتے۔ جیساکہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ ہند کی موجودہ حالت وہی ہے جو انگلستان کی امریکہ دریافت ہونے سے پہلے تھی۔ چین تو غیر ملک کے لوگوں کی ملازمت کی وجہہ سے لٹ نہیں گیا۔ توبھی لوگوں کی اوسط آمدنی اُتنی ہی ہے جتنی ہندوستان ہیں + ولیمس کتاب مڈل کنگڈم میں لکھتا ہے کہ چین کے فوجی لوگوں کو ۲ ٹاسل (قریب آٹھ روپیہ) ماہوار تنخواہ ملتی ہے اور وہ بھی بے وقت +

مدراس کی سپاہ کو سات سے دس روپیہ تک تنخواہ ملتی ہے اور جب چاول مہنگے ہوتے تو الگ الاونس ملتا ہے ہندوستان میں چیزوں کی قیمتیں رفتہ رفتہ بڑھ رہی ہے۔ یہہ شکائت ہمیشہ سنی جاتی ہے۔ کہ چیزیں مہنگی ہوتی جاتی ہیں۔ اس سے صاف صاف پایا جاتا ہے کہ روپیہ زیادہ ہو گیا ہے۔ اور ٹھیک جیسے اچھی فصل کے بعد اناج سستا ہو جاتا ہے اُسی طرح روپیہ بھی اپنی قیمت میں گھٹ رہا ہے +

موجودہ مفلسی کا خیالی علاج +

کلکتہ نیشنل کانگرس نے لوگوں کی حالت سدھارنے کے لئے "ریپریزنٹیٹو انسٹی ٹیوشن" کا تقرر پیش کیا:۔

ایک پرانی رومی ضرب المثل ہے کہ "جس چیز سے ہمیں واقفیت نہیں ہم اُسے بڑی عمدہ اور نفیس خیال کرتے ہیں یوروپ میں بڑے تجربے نے اُمیدوں کو معتدل بنا دیا ہے +

مشہور کتاب سلف ہلپ کا مصنف سمائیلز ایک غیر معمولی گواہ ہے + اُسکی یہہ رائے ہے کہ ہر زمانے میں لوگونکا یہہ خیال رہا ہے کہ ہمیشہ کی بہتری اور خوشی ہمارے اپنے چلن کی نسبت انسٹی ٹیوشنوں پر زیادہ تر منحصر ہے" + گذشتہ ست جگ یا سنہلے زمانے کا خیال صرف خواب او روہم ہے +

یہہ امید کرنا کہ انسانی عادات واطوار میں تبدیلیں پیدا ہونے کے بغیر سوسائٹی میں عمدہ اور بہتر تبدیلیں واقع ہو سکتی ہیں سراسر نادانی ہے۔ ہربرٹ سپنسر یوں لکھتا ہے:۔

جس طرح کہ ایک دائم الحرکت حکمتی اور مدبر کوشش و اُمید کرتا ہے کہ بڑے مختلف حصونکو بڑی ہوشیاری سے ترتیب دیکر وہ مشین (کل) کے ایک حصہ سے جتنی وہ دوسرے حصے میں قوت ڈالتا ہے۔ اُس سے زیادہ قوت لے گا + اسی طرح ایک معمولی پولیٹکل (ملکی) مدبر کا یہہ خیال ہے کہ لیجسلیٹو کے آگے سے اگر اسے بڑی ہوشیاری اور تیزی سے چلایا جائے بغیر کسی ضرر رساں حرکت بالعکس (ری ایکشن) کے مفید سلطنت نتایج نکل سکتے ہیں"۔ وہ کند ذہن لوگوں سے تیز فہمی کے نتایج اور ادنیٰ لوگوں سے اعلےٰ لوگوں کے چلن کی اُمید رکھتا ہے" +

انگلستان میں تو ریپریزنٹیٹو انسٹی ٹیوشن پانسو برس سے چلے آتے ہیں۔ توبھی پچھلے ہی دنوں سارا ملک

"خارج شدہ لنڈن کے اندوھناک نالے" سے چونک اٹھا مشہور مدبر کے لنڈن کے مکانات پارلیمنٹ کی طرف اشارہ کرکے کہتا ہے:-

"ان مکانوں کی کھڑکیوں سے ہمارے مدبر اور وضعان قوانین باہر جھانک کر ہزاروں خراب خستہ مکانوں کو جن میں بھوکے اور کمزور لوگ بھرے پڑے ہیں۔ اور جنکی مصیبتیں بنگال کے دیہاتیوں سے بھی کہیں بڑھ چڑھکر ہیں۔ دیکھ سکتے ہیں" ٭

اگرچہ انگریز فرداً فرداً پریزنٹیٹو انسٹی ٹیوشنوں کے خلاف ہوں۔ گورنمنٹ آو انڈیا کے خیال میں یہہ بات برسوں سے چلی آتی ہے سر رچرڈ ٹمپل لکھتا ہے:-

صاحب فہم انگریزونکو یہہ یاد رہے کہ ہندوستان کے اکثر انتظامی معاملات دیسیوں کو سلف گورنمنٹ دینے کیطرف رخ کئے ہوئے ہیں ٭

راقم اس امر پر اصرار کرتا ہے کہ ریپریزنٹیٹو گورنمنٹ کا رفتہ رفتہ رواج دیا جائے۔ ہم اس امر سے بھی متنبہ کئے دیتے ہیں کہ اس سے ہمیں زیادہ امید نہ رکھنی چاہئے۔ یہہ کبھی بھی اکسیر اعظم ثابت نہ ہوگی ٭

افلاس ہند کا علاج

علمی مدبران سلطنت کی رائے کا وہمی پولیٹشنوں کی رائے سے مقابلہ کرنا بڑا لطف دیتا ہے۔ راجہ سر ٹی مادھو راؤ جو کئی ایک سالوں تک دو مشہور دیسی ریاستوں کا وزیر اعظم رہ چکا ہے وہ کیا کہتا ہے؟

جتنا زیادہ کوئی جیئے۔ سوچ و فکر کرے اتنا ہی زیادہ وہ اس امر کا قائل ہوجاتا ہے کہ ہندو قوم جیسی روئے زمین پر کوئی اور قوم نہیں جو ملکی برائیوں سے تو کم لیکن ایسی برائیوں سے زیادہ تکلیف و نقصان اٹھاتی ہے جو انہوں نے آپ ہی اپنے اوپر لیں یا منظور کیں یا آپ ہی پیدا کیں اور اس لئے جو باسانی رک بھی سکتی ہیں ٭

موجودہ زمانے کے لوگوں میں سر ڈبلیو۔ ڈبلیو ہنٹر سے بڑھکر معاملات ہند سے کوئی اور زیادہ واقفیت نہیں رکھتا اس کی رائے کیا ہے؟

افلاس ہند کا مستقل و مجرب علاج لوگوں کے اپنے ہی ہاتھ میں ہے

سرکاری تدبیریں

یہہ کہنا بالکل سچ ہے کہ سرکار انگلشیہ نے ہندوستان کے لئے اس صدی کے شروع سے اس سے زیادہ کیا ہے جو ہندوستان کے مہاراجاؤں نے پہلے تین ہزار برس میں کیا ٭

ساتھ ہی ہمیں اِس امر کی بھی پوری پوری اُمید ہے کہ ملک کے فائدے کے لئے گورنمنٹ ابھی بہت کچھ کریگی۔ سَر جان سٹراچی لکھتا ہے :-

"یہہ امر کبھی پیش نہیں کیا جاتا کہ اور ملکوں کی طرح یہاں سوشیل۔ مادی اور ملکی حالات میں اصلاح کی کوئی گنجائش نہیں۔ کئی طرح کے نقص اور کمزوریئیں دکھائی جاسکتی ہیں۔ لیکن یہہ ترقی ہی کا نتیجہ ہے کہ یہہ نقص ظاہر ہوتے ہیں" +

ایک رسالے میں جسکا اِس باب کے آخر میں ذکر کیا گیا ہے۔ بیس صفحے صرف اِسی امر کے دکھانے پر خرچ کئے گئے ہیں کہ گورنمنٹ کیا کیا کرسکتی ہے۔ لیکن باقی سب کچھ لوگوں کے اپنے ہی اختیار میں ہے۔ بیشک اُن کی عادتیں ایسی ہو سکتی ہیں کہ اپنے حاکموں کی بہتر سے بہتر تدبیروں کو شکست دیں اور جہاں خوشی کی تیاری ہو وہاں مصیبت لائیں۔ ہندوستان کے وہ دیسی اخبار حقیقت میں سچے دوست نہیں ہیں جو سرکار انگلشیہ کی اصلی یا خیالی کمزوریوں اور نقصوں پر بڑا زور دیتے اور قومی نفرت کو بھڑکانے کی کوشش کرتے ہیں پر سچے خیرخواہ سرمادھو اراؤ جیسے لوگ ہیں۔ جو اِس امر پر زور دیتے ہیں کہ خود اصلاحی (سلف ریفارم) کی بڑی ضرورت ہے اور مقدم بھی ہے + محض پولیٹکل ایجیٹیشن (شورش) اُن تدبیروں سے جن پر انسانی خوشی منحصر ہے۔ توجہہ پھیر لیتا ہے" +

اب بعض اُن تدبیروں کا ذکر کیا جاتا ہے جن سے ملک کی دولت بڑھ سکتی ہے +

افلاس ہند کے بارہ علاج جو لوگوں کو فوراً اختیار کرلینے چاہییں

۱۔ تعلیم یافتہ لوگوں کو چاہیئے کہ نوکریاں ڈھونڈنے یا وکیل بننے کی جا اپنے وقت کو زراعت کی ترقی اور اشیاء ساخت کے بڑھانے میں صرف کریں +

دفتروں میں بعض لوگوں کی ملازمت ساری قوم کے لئے بیشک مفید تو ہے۔ پر اُن کی تعداد ضرورت سے کبھی بڑھنی نہیں چاہیے جہانتک خوراک۔ کپڑے اور مکانوں کا تعلق ہے۔ یہہ لوگ ان کے پیدا کرنیوالے نہیں بلکہ خرچ کرنے والے ہیں +

آنریبل۔ اے۔ میکنزی نے جو مدراس کا ایک سوداگر ہے۔ پچیپا کالج کے طالبعلموں کو یہہ نصیحت کی :-

"کیا تمہیں اِس بات کا کبھی خیال نہیں آیا۔ کہ اپنی معاش کے لئے اُس تنخواہ پر منحصر رہنا جو ان محصولوں سے ملتی ہے جو تمہارے ہم ملک ہی ادا کرتے ہیں۔ تمہارے مُلک کی دولت یا بہبودی کو نہیں بڑھاتا" +

ہمارے انگریزی سکولوں اور کالجوں میں ۴ لاکھ طالب علموں کی فوج ہی پائی جاتی ہے۔ اور ابھی انکی تعداد میں روز افزوں ترقی ہے +

سرمادھو اراؤ نے ایک جلسہ تقسیم انعام کی تقریب پر کہا :-

اگر آج کے دن کاشتکار - جولاہے سوداگر سپاہی - کاریگر اور برہمن اور نائی بھی سب کے سب یہہ ارادہ کریں کہ اپنے لڑکوں کو سرکاری نوکری یا کسی اور ذہنی کام ہی کے لئے تیار کرینگے - تو گورنمنٹ ان سب کی ملازمت کے لئے ہرگز ہرگز بندوبست نہیں کر سکتی" +

کئی ایک سال گزرتے ہیں کہ مدراس کے مرحوم آنریبل جے - بی - نورٹن نے یہہ تنبیہہ دی :-

"تمام جائز اور پر عزت ذریعہ معاش کو چھوڑ کر گورنمنٹ ہی پر تکیہ لگائے رکھنا - اور اسی کی ملازمت ڈھونڈنی دیسی سوسائٹی کے حق میں بڑی لعنت ٹھہری ہے" +

مسٹر آر - ایم - ای - گرانٹ نے اپنے کانووکیشن ایڈرس (وہ تقریر جو کسی یونیورسٹی میں ڈپلوما دینے کے وقت کی جاتی ہے) میں یہہ بالکل سچ کہا :-

"اس ملک کے تعلیم یافتہ لوگوں ہی کا کام ہے کہ جیسا انگلستان میں واقع ہوا جنوبی ہند کو جو ابھی غریبی میں بیٹھا ہے افلاس کی دلدل سے باہر نکالیں" +

سرکار انگلشیہ پر یہہ الزام اکثر لگایا جاتا ہے کہ اسنے دیسی دستکاریوں کو جان بوجھ کے تباہ کر دیا ہے" - سچ تو یہہ ہے کہ دخانی سوت اور کاتنے والی مشینوں کے عام رواج پانے سے ہند کی دستکاریوں کا یوں ہی خون ہوا ہے - جیسے انگلستان میں بعض جولاہے صرف تھوڑا سا کمانے کی خاطر ۱۶ گھنٹے ہر روز کام کرتے رہے - لیکن آخر کو انہیں اس مقابلے سے جن میں طرفین میں زمین و آسمان کا فرق ہے - باز ہی رہنا پڑا +

بمبئی کے عقیل و فہیم لوگوں نے سرکار انگلشیہ کی شکایت کرنے کی جگہ کاتنے اور روئی کی کلیں جاری کیں - اب ہندوستان سے اکثر اشیا ساخت باہر جاتی ہیں - جو دیسی عہد حکومت میں نہیں جاتی تھیں + سنہ ۱۸۹۰-۹۱ء میں جو ہندوستان کی روئی کی کلوں کی اشیا ساخت اور ملکوں میں گئیں - انکی قیمت ۵۷٫۸ لاکھ روپیہ تھی + سنہ ۱۸۸۳-۸۴ء میں ۳۳۴ لاکھ - مشرقی افریقہ اور چین کی منڈیوں میں اب ہندوستان انگلستان کے ساتھ خوب مقابلہ کر رہا ہے +

مذکورہ بالا بیان سے بخوبی روشن ہے کہ کیا کیا کچھ ہو سکتا ہے +

۲ - شادی و غمی کے موقعوں پر فضول خرچی کو روکنا چاہئے +

سابق گورنر مدراس کی رائے پیش کی جاتی ہے :-

"جو شخص اپنے ہم وطنوں کو شادی کی تقریبوں پر فضول خرچی کرنے سے بچائیگا - وہ شخص جنوبی ہند کے لئے وہ وہ کچھ کریگا جو کوئی گورنمنٹ دس سالوں میں نہیں کر سکتی" +

۳ - قرضہ [illegible] نے کے عوض پیش بینی کرنی چاہئے

ہندوستان [illegible] اکثر لوگ محض بچوں کے سے ہیں - انہیں صرف حال ہی کا فکر و خیال ہے - وہ آئندہ کے لئے کچھ سامان نہیں کرتے [illegible] انہیں ضرورت کے وقت قرض اٹھانا پڑتا ہے - سود کئی ایک دفعہ [illegible] رقم کے برابر ہو جاتا ہے +

اگر پہلے ہی سے کفایت شعار بننے کی کوشش کریں۔ تو کروڑوں روپئے جو ہر سال ساہوکاروں کو دینے پڑتے ہیں بچ رہیں ◆

۴۔ اکثر ہندوستانی سناروں کو لوہار یا بڑھئی کا کام کرلینا چاہئے ◆

پچھلی مردم شماری ہند کے موافق ۱۴۹۰۰۰ ◆ لوہار۔ اور ۱۵۸۵۰۴ سنار تھے ◆ چھ روپیہ ماہوار اوسط آمدنی کے حساب سے ۲۰۹ لاکھ سالیانہ ہوتا ہے۔ سکوفنڈ سول سروس میں تخمیناً ایک ہزار آدمی ہیں۔ ان کی تنخواہیں اور الاونس اگر مدراس کی اوسط سے حساب لگایا جائے تو تقریباً ۱۰۰ لاکھ سالیانہ یعنی کل سناروں کی آمدنی کے آدھے سے کچھ زیادہ ہوتا ہے ◆

ہندوستان میں بڑھئی لوہاروں سے کچھ ہی زیادہ ہے۔ کیا ہی بہتر ہو اگر بچوں کے سے خیال اور مذاق چھوڑ کر سنار لوہاروں کا کام کریں اور عمدہ ہل اور دیگر آلات زراعت بنائیں ◆

۵۔ اس بیشمار روپیہ کو جو جمع کیا جاتا یا بیفائدہ زیوروں میں لگایا جاتا ہے بخوبی مفید طور پر صرف کرنا چاہئے ◆

مسٹر نوروجی نے اہل انگلستان سے کہا کہ غیر ملک کے لوگوں کی ملازمت کی وجہہ سے ملک ہند روپیہ جمع نہیں کرسکتا۔ یہہ ایک اور بے بنیاد بیان ہے۔ قریباً چار برس گذرتے ہیں کہ اخبار انڈین سپکٹیٹر نے حساب لگایا کہ ۱۸۰۱ع سے لیکر ہند میں کل چاندی سونا ۴۲۲۳۸۳۹۲۷ پونڈ آیا ◆ ۱۸۹۶ع کے اخیر تک پچھلے چھ سال کا یہہ حساب ہے:- سونا ۲۲ کروڑ ۷۵ لاکھ ◆ چاندی ۳۸ کروڑ ۱۷ لاکھ کل میزان ۶۱ کروڑ ◆

انگلستان میں سونے کے سکوں کا عام رواج ہے۔ ہندوستان میں انکی کبھی صورت بھی نہیں دیکھی گئی ◆ جوں ہی سونا ہندوستان میں آتا اس کے زیور بنائے جاتے ہیں اور چاندی کا بھی یہی حال ہے ◆

ہم یہہ بیان کرچکے ہیں کہ سناروں پر جو سالیانہ خرچ ہوتا ہے۔ اس کی تعداد ۲۰۹ لاکھ روپیہ سالیانہ ہے۔ اتنا روپیہ ہر سال ہندوستان کے سرمایہ میں جس کی اسے بڑی ضرورت ہے۔ بیفائدہ صرف کرنے کو دیا جاتا ہے ◆ روپیہ سود پر دے سکتے ہیں۔ پر زیور ہرگز نہیں دے سکتے۔ ساہوکار ۱۲ سے ۳۶ فیصدی سالیانہ سود لیتے ہیں جب روپیہ کے زیور بنوائے جائیں تو یہہ فائدہ جاتا رہتا ہے ◆

جو روپیہ جمع کیا گیا یا زیوروں پر لگایا گیا ہے اس کی تعداد ۲۰۰ کروڑ سے کم نہیں ۱۲ فیصدی سود پر اس کی آمدنی کل معاملہ زمین سے بھی بڑھ جاتی ہے ◆

فرینکلن سچ کہتا ہے:- "ہم ان ٹکسوں کی نسبت جو گورنمنٹ نے ہم پر لگائی ہیں شکایت کرتے ہیں۔ پر ہماری اپنی ہی سستی ہم پر دگنی مغروری سہ گنی اور نادانی چوگنی ٹیکس لگاتی ہے" ◆

۶۔ بیاہ شادی کے بارے میں بڑی دانائی اور ہوشیاری کو کام میں لانا چاہئے ◆

ایک غلط خیال کی وجہہ سے ہندو مذہبی فرض جانکر شادی کرتے ہیں۔ عام خیال ہے کہ اگلی دنیا میں والدین کی خوشی اس پر منحصر ہے۔ کہ ان کا بیٹا خاص خاص مذہبی رسمیں پوری کرے ◆

اگر پہلے ہی سے کفایت شعار بننے کی کوشش کریں - تو کروڑوں روپئے جو ہر سال ساہوکاروں کو دینے پڑتے ہیں بچ رہیں +

۴ - اکثر ہندوستانی سناروں کو لوہار یا بڑھئی کا کام کر لینا چاہئے +

پچھلی مردم شماری ہند کے موافق ۱۳۹۰۰۰ + لوہار - اور ۱۵۸۲۰۱۰ سنار تھے + چھ روپیہ ماہوار اوسط آمدنی کے حساب سے ۲۰۹ لاکھ سالیانہ ہوتا ہے - کوننٹڈ سول سروس میں تخمیناً ایک ہزار آدمی ہیں - اِن کی تنخواہیں اور الاونس اگر مدراس کی اوسط سے حساب لگایا جائے تو تقریباً ۱۰۰ لاکھ سالیانہ یعنی کل سناروں کی آمدنی کے آدھے سے کچھ زیادہ ہوتا ہے +

ہندوستان میں بڑھئی گنتی سے کچھ ہی زیادہ ہے - کیا ہی بہتر ہو اگر بچوں کے سے خیال اور مذاق چھوڑ کر سنار لوہاروں کا کام کریں اور عمدہ ہل یا دیگر آلات زراعت بنائیں +

۵ - اُس بیشمار روپیہ کو جو جمع کیا جاتا یا بیفائدہ زیوروں میں لگایا جاتا ہے بخوبی مفید طور پر صرف کرنا چاہئے +

مسٹر نوروجی نے اہل انگلستان سے کہا کہ غیر ملک کے لوگوں کی ملازمت کی وجہہ سے ملک ہند روپیہ جمع نہیں کر سکتا - یہہ ایک اوپرے بنیاد بیان ہے - قریباً چار برس گذرتے ہیں کہ اخبار انڈین سپکٹیٹر نے حساب لگایا کہ ۱۸۳۵ء سے لیکر ہند میں کل چاندی سونا ۴۲۷،۹۳،۸۰۳،۲۲۴ پونڈ آیا + ۱۸۹۶ء کے اخیر تک پچھلے چھ سال کا یہہ حساب ہے:- سونا ۲۲ کروڑ ۷۵ لاکھ + چاندی ۳۸ کروڑ ۱۷ لاکھ کل میزان ۶۱ کروڑ +

انگلستان میں سونے کے سکوں کا عام رواج ہے - ہندوستان میں انکی کبھی صورت بھی نہیں دیکھی گئی + جونہی سونا ہندوستان میں آتا اُس کے زیور بنائے جاتے ہیں اور چاندی کا بھی یہی حال ہے +

ہم یہہ بیان کر چکے ہیں کہ سناروں پر جو سالیانہ خرچ ہوتا ہے - اُس کی تعداد ۲۰۹ لاکھ روپیہ سالیانہ ہے - اتنا روپیہ ہر سال ہندوستان کے سرمایہ سے جس کی اُسے بڑی ضرورت ہے - بیفائدہ صرف کرنے کو دیا جاتا ہے + روپیہ سود پر دیسکتے ہیں - پر زیور ہرگز نہیں دیسکتے - ساہوکار ۱۲ سے ۳۶ فیصدی سالیانہ سود لیتے ہیں - جب روپیہ کے زیور بنوائے جائیں تو یہہ فائدہ جاتا رہتا ہے +

جو روپیہ جمع کیا گیا یا زیوروں پر لگایا گیا ہے اُس کی تعداد ۲۰۰ کروڑ سے کم نہیں ۱۲ فیصدی سود پر اُس کی آمدنی کل معاملہ زمین سے بھی بڑھ جاتی ہے +

فرینکلن سچ کہتا ہے:- "ہم اُن ٹکسوں کی نسبت جو گورنمنٹ نے ہم پر لگائی ہیں شکایت کرتے ہیں - پر ہماری اپنی ہی سستی ہم پر دگنی مغروری سہ گنی اور نادانی چوگنی ٹیکس لگاتی ہے" +

۶ - بیاہ شادی کے بارے میں بڑی دانائی اور ہوشیاری کو کام میں لانا چاہئے +

ایک غلط خیال کی وجہہ سے ہندو مذہبی فرض جانکر شادی کرتے ہیں - عام خیال ہے کہ اگلی دنیا میں والدین کی خوشی اس پر منحصر ہے - کہ اُن کا بیٹا خاص خاص مذہبی رسمیں پوری کرے +

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ اِسی باعث ہندو غیر ملک کی تجارت سے مستفید اور مستفیض نہیں ہو سکے اِسی لئے وہ بعض بڑی مفید اور کارآمد ملازمت اور کاموں کو نظرِ حقارت سے دیکھتے ہیں ❖

۹۔ لوگوں کو چاہیئے کہ لڑکیوں کے فقیروں نے یا نادان نجومیوں۔ کوؤں چھپکلیوں۔ گدھوں سے ہدایت پانے کی جا عقل سے کام لیں ❖

ہندو قدرتاً دنیا بھر میں بڑے تیز فہم اور ہوشیار اور کاریگر بھی بلا کے ہوتے ہیں۔ پر بھیڑوں کی طرح ایک دوسرے کی پیروی کرنے۔ نادان نجومیوں سے صلاح مشورہ لینے۔ اور اپنی قوتِ فیصلہ کو کام میں لانے کی جگہ شگونوں اور فالوں پر تکیہ کرنے کی وجہہ سے اِن کے یہہ تمام فوائد ضائع اور برباد ہو جاتے ہیں ❖

۱۰۔ سُست مزاجوں کو مجبور کرنا چاہیئے کہ اپنی معاش کے لئے کچھہ کام کریں ❖

ہندوؤں کی عموماً سخاوت کا بڑا حصہ ہٹے کٹے جوان فقیروں کو عمر بھر سُست اور بدمعاش بنانے میں صرف ہوتا ہے ۱۸۹۱ء میں ۱۲۔ لاکھہ فقیر سے کچھہ اُوپر تھے۔ اکثروں کا یہہ خاندانی پیشہ بھی چلا آتا ہے۔ ہندو خانگی طریق اگرچہ کئی ایک طور پر مفید ہے۔ پر سُستی کو بڑھاتا ہے۔ اگر تمام شخص جو کام کرنے کے قابل ہیں۔ دیانتداری اور محنت سے اپنی روٹی کمائیں تو ہند کی مفلسی کا ایک بڑا حصہ دُور ہو جائے ❖

۱۱۔ افیون اور شراب کا استعمال بند کرنا چاہیئے ❖

انگلستان کی مفلسی کا خاص سبب کثرت شراب خوری ہے۔ برطانیہ میں شراب کا خرچ برٹش انڈیا کی کُل آمدنی سے دُگنا ہے۔ اِس ملک میں محاصل آبکاری ۱۸۷۴ء میں ۲½ کروڑ سے ۱۸۹۱ء تک ۵ کروڑ ہو گیا ہے۔ لوگوں کو افیون اور شراب کے لئے کم از کم ۲ کروڑ سالیانہ دینا پڑتا ہے۔ اگر اِنکا رواج بند ہو جائے تو کتنی بچت ہو سکتی ہے !

۱۲۔ خود مددی (سلف ہلپ) پہلے تمام بُرائیں اور مصیبتیں کرم یا قسمت سے منسوب کی جاتی تھیں پر اب یہہ سب الزام برٹش گورنمنٹ پر لگائے جاتے ہیں ❖

مسٹر حسین لکھتا ہے :۔ "اِن سُست لوگوں کیلئے جو آپ کچھہ نہیں کرتے۔ اپنی سُستی سے اُس مصیبت کا الزام جو اُن کی سُستی ہی کا نتیجہ ہے۔ اَور شخصوں اَور اَور سببوں پر لگانا کیا یہہ تسلی بخش امر ہے" !!

ایک حکایت میں لکھا ہے کہ ہرکلیس صرف اُسی گاڑیبان کی مدد کے لئے آیا جو خود اپنی مدد کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ہمارے ہموطنوں کو سرکار انگلشیہ پر الزام لگانے اور اپنے فرائض سے غافل رہنے میں ذرا بھی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ ہم سمائیلز کی مشہور کتاب سلف ہلپ کے بغور مطالعہ کرنے کی بڑے زور سے سفارش کرتے ہیں ❖

دیسی عہد حکومت میں لوگ لڑائی۔ قحط اور وبا کے بوجھ تلے دبے رہے اور یوں آبادی کم رہی۔ اِن دنوں زندگی بچانے والے وسائل کے بڑھہ جانے سے معاش حاصل کرنا امر دشوار ہوتا جاتا ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ ذیل کے دو قسم کے لوگوں کی حالت اور بھی

جیساکہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ اسی باعث ہندو غیر ملک کی تجارت سے مستفید اور مستفیض نہیں ہو سکے اسی لئے وہ بعض بڑی مفید اور کارآمد ملازمت اور کاموں کو نظرِ حقارت سے دیکھتے ہیں ٭

۹۔ لوگوں کو چاہیئے کہ لکیر کے فقیر ہونے یا نادان نجومیوں۔ کوؤں چھپکلیوں۔ گدھوں سے ہدایت پانے کی جا عقل سے کام لیں ٭

ہندو قدرتاً دنیا بھر میں بڑے تیز فہم اور ہوشیار اور کاریگر بھی بلا کے ہوتے ہیں۔ پر بھیڑوں کی طرح ایک دوسرے کی پیروی کرنے۔ نادان نجومیوں سے صلاح مشورہ لینے۔ اور اپنی قوّتِ فیصلہ کو کام میں لانے کی جگہ شگونوں اور فالوں پر تکیہ کرنے کی وجہہ سے اِن کے یہہ تمام فوائد ضائع اور برباد ہو جاتے ہیں ٭

۱۰۔ سُست مزاجوں کو مجبور کرنا چاہیئے کہ اپنی معاش کے لئے کچھہ کام کریں ٭

ہندوؤں کی عموماً سخاوت کا بڑا حصّہ ہٹے کٹے جوان فقیروں کو عمر بھر سُست اور بدمعاش بنانے میں صرف ہوتا ہے ۱۸۹۱ء میں ۱۲۔ لاکھہ فقیر سے کچھہ اُوپر تھے۔ اکثروں کا یہہ خاندانی پیشہ بھی چلا آتا ہے۔ ہندو خانگی طریق اگرچہ کئی ایک طور پر مفید ہے۔ پر سُستی کو بڑھاتا ہے۔ اگر تمام شخص جو کام کرنے کے قابل ہیں۔ دیانتداری اور محنت سے اپنی روٹی کمائیں تو ہند کی مفلسی کا ایک بڑا حصّہ دُور ہو جائے ٭

۱۱۔ افیون اور شراب کا استعمال بند کرنا چاہیئے ٭

انگلستان کی مفلسی کا خاص سبب کثرتِ شرابخوری ہے۔ برطانیہ میں شراب کا خرچ برٹش انڈیا کی کل آمدنی سے دُگنا ہے۔ اِس ملک میں محاصل آبکاری ۱۸۷۴ء میں ۲½ کروڑ سے ۱۸۹۱ء تک ۵ کروڑ ہو گیا ہے۔ لوگوں کو افیون اور شراب کے لئے کم از کم ۲۰ کروڑ سالیانہ دینا پڑتا ہے۔ اگر انکا رواج بند ہو جائے تو کتنی بچت ہو سکتی ہے!

۱۲۔ خود مددی (سلف ہلپ) پہلے تمام برائیں اور مصیبتیں کرم یا قسمت سے منسوب کی جاتی تھیں پر اب یہہ سب الزام برٹش گورنمنٹ پر لگائے جاتے ہیں ٭

مسٹر حسین لکھتا ہے:۔ "اُن سُست لوگوں کیلئے جو آپ کچھہ نہیں کرتے۔ اپنی سُستی سے اُس مصیبت کا الزام جو اُن کی سُستی ہی کا نتیجہ ہے۔ اَور شخصوں اور اور سببوں پر لگانا کیا یہہ تسلی بخش امر ہے"!!

ایک حکایت میں لکھا ہے کہ ہرکلیس صرف اُسی گاڑیبان کی مدد کے لئے آیا جو خود اپنی مدد کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ہمارے ہموطنوں کو سرکار انگلشیہ پر الزام لگانے اور اپنے فرائض سے غافل رہنے میں ذرا بھی فائدہ حاصل نہ ہو گا۔ ہم سمائیلز کی مشہور کتاب سلف ہلپ کے بغور مطالعہ کرنے کی بڑے زور سے سفارش کرتے ہیں ٭

دیسی عہدِ حکومت میں لوگ لڑائی۔ قحط اور وبا کے بوجھ تلے دبے رہے اور یوں آبادی کم رہی۔ اِن دنوں زندگی بچانے والے وسائل کے بڑھہ جانے سے معاش حاصل کرنا امر دشوار ہوتا جاتا ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ ذیل کے دو قسم کے لوگوں کی حالت اور بھی

پانی - ہوا - کی پرستش ہونی شروع ہوگئی ٭

قدیم آریا بود و باش کرنے والوں کے مذہب کا اندازہ رگ وید کے گیتوں سے بخوبی ہوسکتا ہے ٭ جو غالباً مختلف وقتوں میں قریباً ۱۰۰۰ سنہ قبل از مسیح تصنیف ہوئے۔ اندرا عموماً وید کے دیوتاؤں میں بڑا مانا جاتا ہے۔ اور دیوتاؤں کی نسبت بہت گیت اُس سے مخاطب کئے گئے ہیں ٭ وہ فضا کا خداوند بجلی کا حاکم ہے۔ اپنی گرج سے بادلوں کو چھیدتا اور اُنہیں مجبور کرتا ہے کہ زرخیزی بخش مینہہ زمین پر برسائیں ٭ اگنی جو آگ کا دیوتا ہے اور جس کا کام ہے کہ تمام قربانیاں دُوسرے دیوتاؤں کو پہنچائے دُوسرے درجے پر ہے۔ ورونا۔ گردشی آسمانوں کا دیوتا۔ سُریا سورج۔ اُشاس۔ وقت صبح چندرا چاند وغیرہ وغیرہ دیگر دیوتا ہیں۔ ۳۳ دیوتے اور دیویوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اِن کے رشتے کا کچھ فیصلہ نہیں ہُوا۔ ایک دیوتا جو ایک گیت میں باپ ہے تو دُوسرے میں بیٹا۔ ایک ہی دیوی کہیں ماں ہے تو کہیں بیوی۔ خاص مذہبی عبادت یہی تھی کہ پوتر آگ ہمیشہ جلتی رہے۔ درخت سوما کا منشی رس چڑھایا جاتا اور دیوتاؤں کو مدعو کیا جاتا تھا کہ پیاسے ہرنوں کی طرح اُسے پی جائیں۔ ذیل کے اقتباس سے اُن دُعاؤں کا جو پیش کی جاتی تھیں اندازہ لگ سکتا ہے:-

"اندرا! شادمان ہو! اپنے جباڑے کھول۔ اپنے حلق کو کشادہ کر اور ہمارے بلیدان سے خوش ہو"!

"سوما رس کے پینے والے۔ گرج کے حاکم! ہمیں باہر نکلے ہُوئے جباڑے والی گائیں بکثرت عنائت کر"

چند گیتوں میں جو ورونا کے لئے لکھے گئے گُناہ کا یُوں اقرار کیا گیا ہے:-

"اے ورونا! جب کبھی ہم انسان آسمانی لشکر کے حضور گُناہ کریں اور بے پرواہی سے تیرے حکموں کو توڑیں تو اے قادرِ مطلق ہم پر رحم کر۔ ہم پر رحم کر"!

ہندوستان کے لوگ ویدوں سے بہت کم واقفیت رکھتے ہیں ٭ اکثر ہندوؤں کا یہہ خیال ہے کہ یہہ کامل کے کامل برہما کے چار مُنہوں سے نکلے ٭

لیکن کئی ایک گیتوں کے ساتھ اُن کے انسانی مصنفوں کے نام بھی لکھے ہیں ٭ اِن گیتوں کے مصنف اپنی تصنیفیں لکھنے کے لئے یُوں ہی دیوتاؤں کی مدد مانگتے ہیں۔ جیسے اِن دنوں ہندو شاعر کرتے ہیں ٭

ویدوں کا مذہب آجکل کے ہندو مت سے بہت کچھ مختلف ہے۔ دیوتاؤں اور دیویوں کی تعداد بجائے تینتیس کروڑ کے صرف تینتیس تھی۔ شیو۔ درگا۔ کالی۔ رام اور کرشن کا نام ویدوں میں کہیں بھی نہیں آتا ٭ بتوں کا کہیں ذکر تک بھی نہیں۔ مسئلہ تناسخ کا تو کہیں نشان تک بھی نہیں پایا جاتا۔ یہہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ برہمن ایک پیشہ ہے نہ کوئی ذات اور نہ ایسی قوم کہ اور لوگوں پر کسی اعلیٰ پیدائش کی وجہہ سے برتری کا دعویٰ کرے ٭

ذات کا خیال کیونکر بڑھ گیا

زمانہ وید سے پیچھے کئی صدیوں تک ہمیں ہندو مذہب کے بارے میں بہت کم معلومات حاصل ہیں۔ قوانین منو سے پتا لگتا ہے

کہ اُس زمانے میں برہمنوں نے اپنی ذات بنالی تھی + چونکہ اُن دنوں تحریر کا رواج نہ تھا۔ اُن گیتوں کے حفظ کرنیکو جو بلیدان کے وقت پڑھے جاتے تھے ایک عرصہ درکار ہوتا تھا + برہمنوں نے یہہ کام خاص اپنے ذمے لیا۔ اور وہ اسی سے اوروں پر سبقت لے گئے + رفتہ رفتہ اُنہوں نے اپنے لئے بڑا درجہ اور عزت حاصل کر کے بھودیوا یا زمین کے دیوتا ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہہ بھی عام خیال تھا کہ شودر برہمنوں کی خدمت کرنیکو پیدا کئے گئے ہیں +

بُدھ مذہب ۔ بُدھ مذہب کا بانی سنگھیا منی غالباً پانسو برس مسیح سے پہلے گذرا ہے۔ اِس نے اور باتوں کے علاوہ برہمنوں کے دعووں پر حملہ کیا اور ذات کی مخالفت کی۔ اِس کے طریق نے تھوڑے عرصے تک خصوصاً اشوک راجہ مگدلا کی کوششوں سے خوب ترقی کی۔ بنارس سینکڑوں برس تک بدھ لوگوں کا صدر مقام رہا۔ آخر کار برہمنوں نے اپنی کھوئی ہوئی حشمت و طاقت پھر حاصل کرلی اور بدھ مذہب ہند سے معدوم ہوگیا + اِس کے بعد جین نام ایک اور فرقہ جو فرقہ بدھ مذہب سے بہت کچھ ملتا جلتا تھا اُٹھ کھڑا ہوا اِس کے پیرو مغربی ہند کے بعض حصوں میں ابھی تک بکثرت پائے جاتے ہیں +

آجکل کا ھندو مذھب

وید کے دیوتاؤں کی پرستش رفتہ رفتہ کم ہوتی گئی اور نئے نئے دیوتا نکل آئے + معلوم ہوتا ہے کہ پہلے شمالی ہند میں پانسو برس مسیح سے پہلے شو کی پرستش ہوتی تھی + وشنو کے پیرو چھٹی مسیحی صدی کے قریب بڑھنے شروع ہوئے۔ جب برہمنوں نے دیکھا کہ مقامی دیوتاؤں کی پرستش معدوم نہیں ہوسکتی۔ تو انہوں نے اُنکو بمعہ اُن کے طریق کے ملا لیا۔ اور یہہ عذر پیش کیا کہ یہہ شو اور وشنوں کے اوتار ہیں۔ پہلے پہل رام اور کرشن فقط مہا (بہادر) ہی خیال کئے جاتے تھے۔ بر بعد میں وہ وشنو کے اوتار قرار دیئے گئے۔ اور اُن دنوں سے شمالی اور مغربی ہندوستان میں رام کی پرستش عام ہوتی ہے +

پُران لکھنے کی غرض یہی تھی کہ بعض خاص خاص دیوتاؤں کی حمد و ثنا کی جائے۔ عالم اور فاضل لوگوں کا خیال ہے کہ اِن میں سے جو سب سے پرانا ہے وہ آٹھویں یا نویں مسیحی صدی سے پہلے کا لکھا ہوا نہیں۔ اور کہ بعض پران صرف تین یا چار صدیوں کے پرانے ہیں +

اِن دنوں شمالی ہند میں وشنو کے پیرو بکثرت ہیں۔ شو کے احاطہ مدراس اور درگا کے بنگال میں +

مذہب محمّدی ۔ اگرچہ اہل عرب نے چندروزہ فتوحات کیں۔ محمود غزنوی ہی کو جو قریباً ۱۰۰۰ء میں گذرا ہے پہلا محمّدی بادشاہ کہنا چاہیئے۔ جس نے ہند پر حملہ کیا۔ رفتہ رفتہ محمّدی قریباً تمام ملک کے مالک بن بیٹھے۔ کئی محمدی بادشاہ اپنے مذہب کے پھیلانے میں بڑے سرگرم تھے۔ اورنگ زیب نے بعض اوقات ہندوؤں کا بزور ختنہ کروایا۔ بنارس کے بڑے مندر کو مسمار کر کے اُس کی جگہ ایک مسجد بنوادی۔ مسلمانوں سے خاص خاص رعائتیں کی جاتی تھیں اسی سبب سے ملک کے مختلف حصوں میں بعض ہندوؤں نے اسلام قبول کرلیا + مشرقی بنگال اور دریائے سندھ کے کناروں پر محمدی بکثرت ہیں اور جنوب میں نسبتاً کم +

مسیحی مذہب

مسیحی سمت کے شروع میں اسکندریہ واقع مصر دنیا بھر میں سب سے بڑا تجارتی شہر تھا مرقس نے واں کئی ایک سالونتک کیتھی کسٹوں کے لیئے ایک مدرسہ جاری کیا +

یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ بعض ہندوستانی سوداگر جو مصر میں ریشم او موتی بیچنے گئے - تو واں اُنہوں نے اُس نجات دہندہ کی جو دنیا میں آیا خبر سنی - دوسری صدی کے شروع میں اسکندریہ کے اسقف صاحب کی خدمت میں اِس مضمون کی ایک عرضی بھیجی گئی کہ یاں مسیحی اُستاد بھیجے جائیں - پنٹی نس نام ایک بڑا عالم یاں بھیجا گیا - جو کہ جہانتک معلوم ہے ہند کا پہلا مسیحی مشنری تھا - چوتھی صدی کے قریب کئی سوریا کے مسیحی ملک مالابار آباد ہوئے - آبتک اِن کی اولادیاں بکثرت پائی جاتی ہے +

فرانسس زیویر جو ایک نامی رومن کاتھولک مشنری تھا - ۱۵۴۲ء میں گوا میں آیا - او جنوبی ہند میں اُسکی کوششوں کے ذریعے کئی ہندو مسیحی ہوگئے + ہند میں اب رومن کاتھولک مسیحیوں کی تعداد [illegible] لاکھ ہے +

قدیم پروٹسٹنٹ مسیحی مشنری ٹرنقبار واقع احاطہ مدراس ۱۷۰۶ء میں پہنچے - لیکن جبتک کیری نے ۱۸۰۰ء میں سیرامپور پر بخوبی قبضہ نہ جمالیا - بنگال میں مشن بخوبی جاری نہ ہوئے +

مغربی ہندوستان میں پہلا پروٹسٹنٹ مشن ۱۸۱۳ء میں جاری ہوا - پہلا انگلش مشنری انسٹی ٹیوشن (مدرسہ) کلکتہ میں پادری ڈاکٹر ڈف نے قائم کیا - اب یوروپ اور امریکہ کے کئی ایک پروٹسٹنٹ پادری تمام ملک میں پھیلے ہوئے ہیں ہندوستان میں دیسی پروٹسٹنٹ مسیحیوں کی تعداد میں ذیل کی ترقی ہوئی ہے :-

۱۸۵۱ء	۹۱،۵۹۲
۱۸۶۱ء	۱۳۸،۷۳۱
۱۸۷۱ء	۲۲۴،۲۵۸
۱۸۸۱ء	۴۱۷،۳۷۲
۱۸۹۰ء	۵۵۹،۶۶۱

رومن کاتھولک اور پروٹسٹنٹ مسیحیوں کے علاوہ قریباً دو لاکھ سوریا کے مسیحی ہیں - ہندوستان میں مسیحیوں کی کُل تعداد بیس لاکھ سے زیادہ ہے اور یہہ روز افزوں ترقی کر رہے ہیں +

مسیحیت نے جو تعلیم پھیلائی اسکے سبب بعض ہندو اپنے مذہب سے دل برداشتہ ہوگئے - اور اِس کی اصلاح کرنے کیطرف متوجہہ ہوئے - ایسی اُن کوششوں کا بیان جو بنگال میں ہو رہی ہیں ہم صفحہ ۸ پر کر چکے ہیں +

مسیحیت ترقی کا مذہب ہے۔ ایک امریکہ کا مصنف لکھتا ہے کہ "صرف مسیحیت ہی بڑی مہذب اور روز افزوں ترقی اور آگے بڑھنے والی قوموں کا مذہب ہے۔ تہذیب کی اور شکلیں رک گئیں یا انکا خاتمہ ہو گیا۔ قدیم مصر میں علم کی عجیب ترقی۔ ہنر۔ قوت۔ اور محنتی ترقیاں سب رفتہ رفتہ پھیکی پڑ گئیں۔ یونان۔ اور روم۔ بابل۔ اسیریا۔ فینیشیا اور فارس کی قومی زندگی کا بھی یہی حال ہوا ہے۔ چین کی ترقی تو بڑی دیر تک رکی اور بے حرکت رہی ہے۔ ہندوستان کی ذہنی حالت بڑھوتری کے ایک بڑے عرصے بعد تباہی اور زوال کے موسم میں داخل ہوئی + محمدی مذہب بھی اب کچھ ترقی نہیں کرتا۔ یا دوسرے لفظوں میں اسکے زوال کا زمانہ بے تحاشا دوڑے آتا ہے۔ مدت ہوئی کہ بدھ مذہب بھی آگے بڑھنے سے رکا ہوا گویا اب ادموئی یا نزع کی حالت میں پڑا ہے +

"بنی آدم کی تاریخ میں یہہ امر اظہر من الشمس ہے کہ صرف مسیحیت اور مسیحی ملک ہی مستقل بڑھوتری اور ترقی کی حالت میں ہیں تمام ملک جو مسیحی عقیدے پر ایمان رکھتے ترقی کر رہے ہیں اور سب نسبتاً بے حس و حرکت پڑے ہیں +

ان ملکوں کی بڑی دولت کے علاوہ جو ترقی ان دونوں سائنس (علوم جدیدہ) اور لٹریچر (علم ادب) میں پائی جاتی ہے وہ انہیں مسیحی قوموں سے متعلق ہے۔ تار برقی۔ دخانی انجن۔ ریل کے انجن۔ ریل کی سڑکیں اور فوٹوگراف کہاں ایجاد ہوئے؟ دنیا کی خاص خاص اشیا ساخت اور تجارت کہاں پائی جاتی ہے؟ مسیحی ملکوں میں +

"ہم پھر پوچھتے ہیں کہ ہم عمدہ گورنمنٹوں۔ عمدہ انتظام والی قوموں۔ اور پولیٹکل انسٹی ٹیوشنوں کے لیئے جو انتظام اور آزادی۔ یا قانون اور آزادی کو باہم ملاتے ہیں۔ کہاں پائیں؟ اس کے جواب میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہہ مسیحی قوموں کے سوا کہیں باہر پائے نہیں جاتے۔ مسیحی عقیدے اور مسیحی نوشتوں کی واقفیت کی یہہ عین بعین نسبت میں ہیں" +

"اور اخیر میں ہم پھر پوچھتے ہیں کہ بنی نوع انسان کو ان مصیبتوں اور غلطیوں سے بچانے کیلیئے جن کے بوجھ تلے وہ شروع ہی سے روتی رہی ہے۔ مستقل۔ باترتیب اور سائینٹفک (علمی) تدبیریں اور کوششیں کہاں پائی جاتی ہیں؟

یوں۔ حالانکہ انسانی تہذیب کی اور تمام شکلیں رکی اور ساکن حالت میں ہیں۔ یا انکا بالکل خاتمہ ہو گیا ہے۔ مسیحی ملک دولت طاقت سائینس (علم) ہنر (آرٹ) سوشیل اصلاحوں۔ صنعت و حرفت نئی نئی ایجادوں اور دریافتوں میں ترقی کر رہے ہیں انسانی نسل میں جو جو کچھ عمدہ اور نفیس چیزیں ہیں۔ ان ان کو انہوں نے گویا اپنی گاڑی کا ساز بنا لیا ہے" +

اگر بڑے بڑے گہرے پہلوؤں سے بھی دیکھا جائے تو مسیحیت ترقی کا مذہب ہے۔ یہہ فرائض منصبی کا سب سے اعلےٰ نمونہ پیش کرتا ہے۔ صرف یہہ ہی ایک مذہب ہے جو گناہوں کے بوجھ کو بخوبی اتار پھینکتا ہے۔ ہاں صرف یہی برائی کے ساتھ اس بڑی لڑائی میں جو ہر ایک انسان کو لڑنی چاہیئے ضروری مدد دیتا ہے +

یہہ سچ ہے کہ بعض برے آدمی صرف نام ہی کے مسیحی رہے ہیں۔ ایک لاطینی ضرب المثل ہے "عمدہ چیزوں کی برائی۔ بری چیزوں کو پیدا کرتی ہے"۔ مگر مسیحیت ان لوگوں کے برتاو کی ذمہ وار نہیں جو اس کے حکموں کے جنکا خلاصہ ان الفاظ میں پایا جاتا ہے کہ: خدا اور انسان سے محبت رکھو۔ عین برخلاف چلتے ہیں +

ہندوستان کی آئندہ مذہبی حالت

ہزاروں برس گذرتے ہیں کہ آریہ ہندوؤں اور یوروپ کی خاص خاص قوموں کے آباواجداد اکٹھے وسطی ایشیا کی مرتفع جگہوں میں رہتے۔ ایک ہی زبان بولتے اور ایک ہی خدا کی ایک ہی نام یعنی دیاؤس پِتر (آسمانی باپ) سے پرستش کرتے تھے جو آریہ کہ مغرب کی طرف گئے وہ اُن کی طرح جو مشرق کی طرف گئے شرک بت پرست بن گئے۔ عام ہندو مذہب ۳۳ کروڑ دیوتا اور دیویوں یعنے ملک کے ہر ایک مرد۔ عورت۔ بچے کے لئے ایک ایک سے بھی زیادہ کا دعویٰ کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ قدیم یوروپ کے نامی شہر اتھنز میں آدمی کی نسبت دیوتا کا پالینا زیادہ آسان تھا۔ قدیم یوروپ کے دیوتا آجکل کے ہندوستان کے دیوتاؤں سے بہت ملتے جلتے تھے۔ وہ ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے اور وشنو کرشن اور شو کی طرح خون اور زناکاری کے مرتکب ٹھہرتے تھے ❊

پہلا مسیحی پرچارک جو یوروپ میں گیا۔ پولس نامی ایک ایشیا کا باشندہ تھا۔ ہم ذیل کا اقتباس اسکی ایک تقریر سے کرتے ہیں جو اُسنے اہل اتھنز کے روبرو جو اسوقت دُنیا بھر میں مہذب تھے۔ کی:۔

"اے اتینی والو میں دیکھتا ہوں کہ تم ہر صورت سے دیوتوں کے بڑے پوجنے والے ہو۔ کیونکہ میں نے سیر کرتے اور تمہارے معبودوں پر نظر کرتے ہوئے ایک قربانگاہ پائی جسپر یہہ لکھا تھا کہ **نامعلوم خدا کے لئے** پس جسکو تم بے معلوم کئے پوجتے ہو۔ میں تمکو اُسی کی خبر دیتا ہوں + خدا جس نے دُنیا اور سب کچھ جو اُس میں ہے پیدا کیا جس حال میں کہ وہ آسمان اور زمین کا مالک ہے ہاتھ کی بنائی ہوئی ہیکلوں میں نہیں رہتا۔ نہ آدمیوں کے ہاتھ سے خدمت لیتا۔ وہ کسی چیز کا محتاج نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تو آپ سب کو زندگی اور سانس اور سب کچھ بخشتا ہے۔ اور ایک ہی لہو سے آدمیوں کی سب قوم کو تمام زمین کی سطح پر بسنے کے لئے پیدا کیا اور مقرر وقتوں اور اُن کی سکونت کی حدوں کو ٹھہرایا۔ تاکہ خداوند کو ڈھونڈیں۔ شائد کہ ٹٹول کر اُسے پائیں۔ اگرچہ وہ ہم میں کسی سے دُور نہیں۔ کیونکہ اُسی سے ہم جیتے اور چلتے پھرتے اور موجود ہیں۔ جیسا تمہارے شاعروں میں سے بھی بعض نے کہا ہے۔ کہ ہم تو اُسی کی نسل ہیں + پس خدا کی نسل ہو کے ہمکو مناسب نہیں کہ یہہ خیال کریں۔ کہ خدا سونے روپے یا پتھر کی مانند ہے جو آدمی کے ہنر و تدبیر سے گڑھے ہیں + غرضکہ خدا جہالت کے وقتوں سے طرح دے کے اب سب آدمیوں کو ہر جگہ حکم دیتا ہے کہ توبہ کریں" (اعمال ۱۷: ۲۳ - ۳۰) ❊

یہہ ایک عجیب امر ہے کہ ان دنوں ہندوستان میں مسیحیت پھیلنے کے وہی اسباب جمع ہو رہے ہیں۔ جو اٹھارہ صدیاں گذریں یوروپ میں پائے جاتے تھے ❊

سلطنت روما نے جس میں وہ تمام ممالک شامل تھے جس تک بحر قلزم پہنچتا ہے۔ اُن قومی لڑائیوں کو بند کیا۔ جو پادریوں کے ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانے کی سد راہ ٹھہرتی تھیں سلطنت روما کی عام شاہراہوں پر انجیل کے منادگذرتے

تھے۔ یونانی زبان کم وبیش تمام شہروں میں جانی جاتی تھی۔ شائق الدنیا لوگوں کے خیالات جوکہ سلطنت روما کی بڑی وسعت سے بھڑک اُٹھے گویا کہ اس عالمگیر روحانی بادشاہت کی تیاری تھی جسکے قائم کرنے کی کوشش کی گئی +

ہندوستان بھی عین اسیطرح مسیحیت پھیلنے کے لئے تیار ہو رہا ہے پہلے ملک کئی حصوں میں منقسم تھا جو ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ لڑتے رہتے اور اسلئے ایک دوسرے سے بخوبی خط وکتابت نہیں ہو سکتی تھی۔ اب ہر ایک شخص کوہ ہمالیہ سے لیکر راس کماری تک بغیر کسی رکاوٹ کے سفر کر سکتا ہے۔ سڑکیں۔ ریلوے۔ دوخانی جہاز اب سفر کرنیکے وہ وہ اسباب بہم پہنچا رہے ہیں جو پہلے کسی نے سُنے بھی نہ تھے۔ انگریزی زبان مختلف قوموں کے لوگوں کو باہم ملا رہی ہے +

میکس ملر لکھتا ہے کہ ایک ہندوستانی کو قومیت کا خیال تک بھی نہ تھا۔ اُس کی ہمدردی اپنی ذات سے باہر نہیں جاتی تھی۔ وہ اپنے ملک کو مجموعی طور پر خیال میں بھی نہیں لا سکتا تھا۔ اب تعلیم یافتہ لوگوں میں قومیت۔ ہمدردی اور حب الوطنی کے خیال جوش مار رہے ہیں۔ نیشنل کانگریس ان کے جوشوں کو اور بھی بھڑکاتی اور سلطنت کے چاروں کونوں سے ہر ایک قسم۔ ہر ایک مذہب وملت کے لوگوں کو باہم اکٹھا کر دیتی ہے +

ایک اور پہلو سے ہندوستان قدیمی یوروپ سے ملتا جلتا ہے۔ جب یوروپ میں مسیحیت کی منادی کامیاب ہونے لگی تو کوشش کیگئی کہ شرک پرستی کے قصّوں کی تشریحیں کرنے اور اُن کے روحانی مطلب نکالنے سے اُس کے زوال کو روکا اور اُسے رونق دیجائے۔ ڈبلیو۔ اے۔ سی۔ لائل لکھتا ہے: "یہہ بالکل ممکن معلوم ہوتا ہے کہ ہندو مذہب کے پرانے دیوتا۔ اس ذہنی روشنی اور ہوا کے نئے عنصروں میں یوں ہی مر جائینگے۔ جیسے مچھلیوں کا بھرا ہوا جال کا جال ہی پانی سے باہر نکالتے ہی فوراً مر جاتا ہے + ایسے واقعہ کو باز رکھنے کے لئے ہندو مذہب میں اصلاحیں کرنے کی بڑی بڑی کوششیں ہو رہی ہیں +

بڑے بڑے نامی اور سربرآوردہ بنگالی ناول نویسوں نے کرشن کو بھی بحال کرنے کی کوشش کی ہے +

پرنسپل کیرنس قدیم سلطنت روما کی شرک پرستی کی کلی بربادی کا یوں بیان لکھتا ہے:۔

یہہ طریق دریائے افرات سے لیکر برطانیہ کے پرلے سرے تک۔ دریائے نیل سے لیکر جرمنی کے جنگلوں تک بالکل معدوم ہو گیا ہے۔ بحر قلزم کے اردگرد کے تمام صوبوں نے تہذیب کی حدوں بلکہ اُنسے پرے تک بھی اپنے دیوتاؤں کو بدل ڈالا ہے"۔ مستند بُت پرست۔ یونانی اور رومی۔ اسیری۔ مصری۔ شمالی افریقہ۔ ڈریوڈ (فرنگی برہمن) اور آخر کار ٹیوٹن کے مذہب ایسے گرے ہیں کہ پھر کبھی نہیں اُٹھے۔ اور اس وقت روئے زمین پر "بڑی دیوی اور ڈائنا" اور "اُس مورت کی جو زیوس کی طرف سے گری" بعل اور ڈگوں۔ اسس یا سرائی۔ تھوریا ووڈن کا ایک بھی پرستش کرنے والا نہیں +

ایک تحریک ایسی شروع ہوگئی ہے جو ہندوستان میں ضرور ایسی ہی تبدیلی پیدا کریگی۔ "جن معبودوں نے آسمان اور زمین کو نہیں بنایا زمین پر سے اور اس آسمان کے نیچے سے نیست ہونگے"۔ ہندوستان بھی ایک دن اپنے بتوں کو چھچھوندروں اور چمگادڑوں کے آگے پھینکے گا۔ وشنو اور شو کے مندر یوں ہی اُجڑ جائینگے۔ جیسے یوروپ میں مشتری اور بدیا دیوی

(مثّروا) کے مندر اُجڑ گئے ہیں - ہند کی تمام قومیں ایک دوسرے کو بھائی جانکر اور ایک ہی تختِ عدالت کے آگے گھٹنے ٹیک کر ایک ہی خداوند کی دعا جو اِن لفظوں سے شروع ہوتی ہے - اَے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے + ایک دل اور ایک زبان ہوکر پڑھینگی +

ہندوستان کے خیرخواہ کبھی بھی اتنے نہ تھے - اِن سب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ سب سے زیادہ ضرورت مذہبی اصلاح کی ہے - اور تمام عمدہ تبدیلیاں آپ ہی اسکے پیچھے پیچھے چلی آئینگی - ایک ضرب المثل ہے کہ یا تھا دیوا تا تھا بھگتا - جیسا دیوتا ویسا ہی پرستش کرنیوالا - جبتک بت پرستی دور نہ ہو - ہند دنیا کی نیم مہذب قوموں ہی میں شمار کیا جائیگا +

پرانے ذات پات کے طریق کے بجائے ہند میں ایک قومی مذہب کی سخت ضرورت ہے یاں ایسے ہی کوئی قومی مذہب نہیں جیسے کوئی قومی سائنس (علوم) نہیں سرجادھو رائی کا قول ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ - "جو سچا نہیں وہ حبُ الوطن بھی نہیں ہو سکتا" +

" صداقت کو دنیا پر غالب آنا چاہیئے - مسیحیت ایسی ہی ہے - صرف یہی ایک مذہب ہے جو فرقہ کے تعصبوں کو دور کرتا ہے صرف یہی ہے جو تمام انسانی خاندان کی یگانگت اور کامل برادری کا اظہار کرتا ہے - صرف یہی روحانی ہے - المختصر صرف یہی ہے جو بغیر کسی فرق وتمیز کے سب کو سچے مذہب کے لئے ایک خالق کی گود میں لاتا ہے" :-

راقم اِس کتاب کو ایک دعا کے ساتھ ختم کرتا - اور چاہتا ہے کہ ناظرین دل سے اسکے ہم زبان ہوں :-

اَے خدا تو نے سب قوموں کو روئے زمین پر رہنے کے لئے ایک ہی لہو سے پیدا کیا ہے اور اپنے مُبارک بیٹے کو اِس لئے بھیجا کہ اُنہیں جو دور ہیں اور اُنہیں جو قریب ہیں صلح کی بات سنائے - مہربانی سے ایسا کر کہ سب لوگ تیری تلاش کریں اور تجھے پائیں - اور اے آسمانی باپ اپنے اُس وعدے کو جلد پورا کر جو تو نے فرمایا کہ میں اپنی روح تمام آدمزاد پر نازل کرونگا - ہمارے نجات دینے والے یسوع مسیح کے وسیلے سے + آمین +

(مثروا) کے مندر اُجڑ گئے ہیں - ہند کی تمام قومیں ایک دوسرے کو بھائی جانکر اور ایک ہی تختِ عدالت کے آگے گھٹنے ٹیک کر ایک ہی خداوند کی دعا جو ان لفظوں سے شروع ہوتی ہے - "اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے" + ایک دل اور ایک زبان ہو کر پڑھینگی +

ہندوستان کے خیر خواہ کبھی بھی اتنے نہ تھے - ان سب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ سب سے زیادہ ضرورت مذہبی اصلاح کی ہے - اور تمام عمدہ تبدیلیاں آپ ہی اسکے پیچھے پیچھے چلی آئینگی - ایک ضرب المثل ہے کہ "یا تھا دیوا تا تھا بھگتا" - جیسا دیوتا ویسا ہی پرستش کرنیوالا - جبتک بت پرستی دور نہ ہو - ہند دنیا کی نیم مہذب قوموں ہی میں شمار کیا جائیگا +

پرانے ذات پات کے طریق کے بجائے ہند میں ایک قومی مذہب کی سخت ضرورت ہے یاں ایسے ہی کوئی قومی مذہب نہیں جیسے کوئی قومی سائنس (علوم) نہیں سرجادھوا راؤ کا قول ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ - "جو سچا نہیں وہ حب الوطن بھی نہیں ہو سکتا" + "صداقت کو دنیا پر غالب آنا چاہیئے - مسیحیت ایسی ہی ہے - صرف یہی ایک مذہب ہے جو فرقہ کے تعصبوں کو دور کرتا ہے صرف یہی ہے جو تمام انسانی خاندان کی یگانگت اور کامل برادری کا اظہار کرتا ہے - صرف یہی روحانی ہے - المختصر صرف یہی ہے جو بغیر کسی فرق و تمیز کے سب کو سچے مذہب کے لئے ایک خالق کی گود میں لاتا ہے" :-

راقم اس کتاب کو ایک دعا کے ساتھ ختم کرتا - اور چاہتا ہے کہ ناظرین دل سے اسکے ہم زبان ہوں :-

اے خدا تو نے سب قوموں کو روئے زمین پر رہنے کے لئے ایک ہی لہو سے پیدا کیا ہے اور اپنے مبارک بیٹے کو اس لئے بھیجا کہ انہیں جو دور ہیں اور انہیں جو قریب ہیں صلح کی بات سنائے - مہربانی سے ایسا کر کہ سب لوگ تیری تلاش کریں اور تجھے پائیں - اور اے آسمانی باپ اپنے اس وعدے کو جلد پورا کر جو تو نے فرمایا کہ میں اپنی روح تمام آدم زاد پر نازل کرونگا - ہمارے نجات دینے والے یسوع مسیح کے وسیلے سے + آمین +

نام ریاست	رقبہ مربع میلوں میں	تعداد آبادی
اِندور	۸،۴۰۲	۱،۰۵۴،۲۳۷
جے پور	۱۴،۴۶۵	۲،۵۳۴،۳۵۷
جودھپور	۳۷،۰۰۰	۱،۷۵۰،۴۰۳
کوہلاپور	۲،۸۱۶	۹۰۰،۱۸۹
میسور	۲۴،۷۲۳	۴،۱۸۶،۱۸۸
اودے پور	۱۲،۶۷۰	۱،۴۹۴،۲۲۰
پٹیالہ	۵،۸۸۷	۱،۴۶۷،۴۳۳
ریوا	۱۱،۳۲۴	۱،۵۱۲،۵۹۵
ٹراونکور	۶،۷۳۰	۲،۴۰۱،۱۵۸
الور	۳،۰۲۴	۶۸۲،۹۲۶
ٹوٹل بشمولہ چھوٹی ریاستیں	۵۰۹،۷۳۰	۵۵،۱۹۱،۷۴۲
میزان کل	۱،۳۷۸،۰۴۴	۲۵۳،۹۸۲،۵۹۵

اشیاء درآمد ۱۸۸۵ء

نام اشیاء	قیمتی	نام اشیاء	قیمتی
پارچات روئی	۲۱،۱۹۷،۴۱۴*	ریشمی صنعت	۱،۳۴۲،۷۸۹
چاندی	۹،۱۱۰،۰۲۵	کوئلہ	۱،۲۶۷،۲۱۳
سونا	۴،۷۷۸،۱۷۲	پشم	۱،۲۳۳،۴۴۰
سوتر روئی	۳،۳۶۰،۴۲۰	تیل	۱،۲۲۹،۴۹۶
شکر	۲،۱۴۰،۸۳۸	نشہ جات	۱،۲۱۷،۹۲۱
تانبا	۲،۰۷۰،۰۱۸	سامان خوراک	۱،۱۰۳،۳۲۱
لوہا	۲،۰۱۴،۹۰۹	صنعت لوہا	۸۴۴،۵۵۲
ریلوے پلانٹ	۱،۵۹۲،۶۲۰	کتب وکاغذات	۶۶۳،۴۰۱
کلیں	۱،۴۸۴،۱۲۴	ٹوٹل بمعہ اور اشیاء	۶۷،۰۲۸،۱۵۸

* عشاریہ روپیہ

اُن لوگون کی تعداد جو خاص خاص زبانین بولتے ہیں

سائر ہندوستان

اِن لوگون کی تعداد جو خاص خاص زبانین بولتے ہین +

[illegible]	پشتو	۸۶،۳۷۶،۹۴۵	ہندی اور اُردو
۵۵۳،۸۴۸	کرین	۳۸،۹۶۵،۴۲۰	بنگالی
۴۴۶،۰۱۱	تولو	۱۷،۰۰۰،۳۵۸	تلنگو
۳۸۸،۶۶۴	کچھاری	۱۶،۰۴۴،۳۶۴	مرہٹی
[illegible]	انگریزی	۱۵،۷۵۴،۷۹۳	پنجابی
بڑے بڑے مذھبون کے پیرو		۱۳،۰۶۸،۲۷۹	تامل
۱۸۶۹۳۵۴۳۸	ہندو	۹،۶۲۰،۶۸۸	گجراتی
۵۰،۱۲۱،۵۹۵	محمدی	۸،۳۳۷،۰۲۷	کناسی
۹،۳۴۲ ۶،۰۵ ۱۱	اصلی باشندے	۹،۰۱۱ ۹،۱۱۲	اڑیا
۳،۴۱۸۸۹۵	بدھ	۵،۴۲۸،۴۹۰	ملایالم
۱،۸۶۲۰ ۶۲۶	مسیحی	۲،۵۶۱۱،۴۶۹	برمی
۱،۸۵ ۳،۴ ۲۶	سکھ	۳،۷۱۸،۹۶۱	سندھی
۱،۲۲ ۱،۸ ۵۵	جین	۱،۳۶ ۱،۷۵۹	اسامی
۸۵۳ ۹۷	پارسی	۱،۱۴ ۰۴۸۹	کول
۱۲۰۰۰۹	یہودی	۱۱۳ ۰۵۰۹	سنتھالی
۹۵۲،۰۳۹	مختلف	۱،۰۷۹،۵۶۵	گونڈی
۲۵۳،۸۹۱،۸۲۱	میزان کُل		

بڑے بڑے شہرونکی آبادی سنہ ۱۸۸۱ء و سنہ ۱۸۹۱ء

سنہ ۱۸۹۱ء	سنہ ۱۸۸۱ء	نام شہر	سنہ ۱۸۹۱ء	سنہ ۱۸۸۱ء	نام شہر
۱۳۶،۵۰۰	۱۵۱،۸۹۶	اَمرت سر	۱۶۸،۶۱۰	۱۶۰،۲۰۳	آگرہ
۱۷۹،۶۷۰	۱۵۵،۸۵۷	بنگلور	۱۴۸،۹۹۰	۱۲۷،۶۲۱	احمد آباد
۱۲۱،۸۷۰	۱۱۳،۴۱۷	بریلی	۱۷۶،۸۷۰	۱۴۸،۵۴۷	الہ آباد

نام شہر	سنہ ۱۸۸۱ء	سنہ ۱۸۹۱ء
بڑودہ	۱۰۱۸۱۸	۱۱۶۴۶۰
بنارس	۱۹۹۷۰۰	۲۲۲۵۲۰
بھاگلپور	۶۸۲۳۸	۶۸۷۸۰
بمبئی	۷۷۳۱۹۶	۸۰۴۴۷۰
کلکتہ	۷۶۶۲۹۸	۸۴۰۱۳۰
کانپور	۱۵۱۴۴۴	۱۸۲۳۱۰
ڈھاکہ	۷۹۰۷۶	۸۳۷۶۰
دہلی	۱۷۳۳۹۳	۱۹۳۵۸۰
گیا	۷۶۴۱۵	۷۹۹۲۰
ہوڑہ	۱۰۵۲۰۶	۱۲۹۸۰۰
حیدرآباد	۳۵۴۹۶۲	۳۱۲۳۹۰
اندور	۷۵۴۰۱	۹۲۱۷۰
جے پور	۱۴۲۵۷۸	۱۵۸۸۹۰
جبل پور	۷۵۷۰۵	۸۴۵۶۰
لاہور	۱۴۹۳۶۹	۱۷۶۷۲۰
گوالیار	۸۸۰۲۶	۸۵۰۴۰

نام شہر	سنہ ۱۸۸۱ء	سنہ ۱۸۹۱ء
لکھنؤ	۲۶۱۳۰۳	۲۷۳۰۹۰
مدراس	۴۰۵۸۴۸	۴۴۹۹۵۰
مدورہ	۷۳۸۰۷	۸۷۴۳۰
میرٹھ	۹۹۵۶۵	۱۱۸۷۶۰
ملتان	۶۸۶۷۴	۷۴۵۱۰
ناگپور	۹۸۲۹۹	۱۱۷۹۱۰
پٹنہ	۱۷۰۶۵۴	۱۶۷۵۱۰
پشاور	۷۹۹۸۲	۸۳۹۳۰
پونا	۱۲۹۷۵۱	۱۶۰۴۶۰
رامپور	۷۴۲۵۰	۷۳۵۳۰
رنگون	۱۳۴۱۷۶	۱۸۱۲۱۰
شاہجہانپور	۷۴۸۳۰	۷۷۶۹۰
سورت	۱۰۹۸۴۴	۱۰۸۰۰۰
ترچناپلی	۸۴۴۴۹	۹۶۷۳۰
انبالہ	۶۷۴۶۳	۷۹۲۷۰

خاص اشیاء برآمد سنہ ۱۸۸۵ء

روئی خام . ..	۱۳،۲۹۵،۱۲۴*
افیون	۱۰،۸۸۲،۶۰۶
بیج	۱۰،۷۵۲،۸۵۴
چاول - دال .	۷،۱۹۲،۳۲۶
گندم	۶،۳۱۶،۰۱۸
کھال	۴،۹۳۶،۵۱۰
سن - خام	۴،۶۶۱،۳۶۸
چاء	۴،۱۳۷،۳۵۱
نیل	۴،۰۶۸،۹۰۰
سوت	۲،۵۰۶،۶۱۷
روئی کا کپڑہ	۲،۰۸۰،۰۱۷
سن کے کپڑے	۱،۵۴۳،۸۷۰

* عشاریہ روپیہ

کافی	۱،۲۸۷،۹۷۷	تیل	۵۶۴،۷۴۶
اُون خام	۹۹۳،۸۶۹	ریشم خام	۵۰۹،۳۲۲
شکر۔ مصری	۷۹۱،۳۶۳		
لاکھ	۵۹۹،۹۸۲	میزان بمعہ دیگر اشیا	۸۵،۰۸۷،۸۵۸
لکڑی	۵۸۲،۷۱۱	عشاریہ روپیوں میں	

خاص خاص پیشے

مرد

[illegible] پیشہ	۵۱،۰۸۹،۰۲۱	سٹرکوں پر بوجھ اُٹھانیوالے	۶۳۵،۴۸۲
[illegible]ی پیشہ نہیں	۴۸،۷۹۴،۱۹۵	خادم الدین اور قسیس	۶۰۱،۱۶۷
[illegible]ور	۷،۲۴۸،۴۹۷	کمہار	۵۶۹،۱۲۵
روئی کے کام کرنے والے	۲،۶۰۷،۵۷۹	رال و گوند بنانیوالے	۴۸۹،۶۱۷
خانگی نوکر	۲،۱۴۹،۶۲۹	سنار	۴۵۹،۱۵۸
کپڑے بنانیوالے	۲،۰۸۲،۱۹۱	لوہار	۴۵۴،۵۵۶
مالی وغیرہ	۱،۴۴۵،۹۱۶	بانس وغیرہ کا کام کرنیوالے	۴۰۳،۳۵۶
تجارت پیشہ	۹۸۳،۵۶۹	نہروں و دریاؤں کے ملاح	۳۲۲،۶۸۶
بساطی	۸۸۶،۱۴۸	فوج	۳۱۱،۰۷۰
معمار	۸۰۸،۷۱۲	چمڑے وغیرہ کا کام کرنیوالے	۲۶۳،۰۵۶
دیہاتی افسر	۷۹۶،۳۷۹	راگی	۱۸۷،۶۹۶
چارپاؤں کی رکھوالی کرنیوالے وغیرہ	۷۵۴،۵۱۲	معلم	۱۶۶،۳۵۶
آبکاری کے متعلق	۷۰۸،۶۹۹		
پتھر و مٹی میں کام کرنیوالے	۶۶۷،۲۸۶		

عورتیں

کوئی مقرری پیشہ نہیں	۸۶،۱۳۵،۶۱۷	زراعت پیشہ	۱۸،۸۶۳،۷۲۶

سایر هندوستان

خاص خاص پیشے

ردور	۵۲۴۴۰۲۰۱	تپھر و مٹی	۳۵۴۰۷۲۱
ان کا کام کرنیوالی	۲۶۸۷۷۶۸۷۶	بانس	۲۷۷۰۳۷۵
یکاری۔ وغیرہ	۱۷۱۹۰۵۷۳	رال و گوند	۲۷۳۶۱۶۹
ٹرے	۷۳۳۶۰۸۹	ظروف گلی	۲۵۹۰۸۳۹
انگی نوکر	۶۵۱۰۹۶۶	بیوہ	۲۱۰۰۰۰۰۰
وائی خوراک	۴۴۹۰۲۰۵		

کرسچن لٹریچر سوسائٹی کی نئی باتصویر کتابیں

شریف بیبیوں کا تذکرہ

حالات جاپان

قدیم مسیحیوں کے حالات

انگلستان کے خانگی حالات

قدیم رومیوں کا تذکرہ

مختصر تواریخ انگلستان

حکایات باتصویر بچّوں کے لئے

حکایات برفستان

بلاتصویر

بچّوں کی پرورش

پرستش حیوانات

جھوٹی اور سچی خیرات

صفائی کی ضرورت

آرام کا دن

انکے علاوہ - ہر قسم کی دینی کتابیں - بائبل وبائبل کے حصّے یورپ اور ایشیا کی مختلف زبانوں میں کتب خانہ واقع انارکلی سے مل سکتے ہیں - درخواستیں اس پتہ پر آنی چاہئیں -

اسسٹنٹ سکرٹری پنجاب ریلیجس بُک سوسائٹی
انارکلی - لاہور